بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضٰی نَفْسِكَ وَزِنَۃَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

ذکرِ الٰہی جہادِ اکبر

لِلتَّقْسِیْمِ وَالتَّوْزِیْعِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

لِانْتِفَاعِ و النَّفْعِ

لِجَمِیْعِ اُمَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

لمرضات اللہ تعالیٰ ورسولہ الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ امین

مؤلفہ صاحبزادی انیس اختر سلمہا اللہ بنت محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف لمقبول المصطفین ○ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولٰنا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی الہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعد شخلتک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم

ذکرِ الٰہی جہادِ اکبر

طبع ——— اوّل

مطبع ——— نثار آرٹ پریس پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور

طابع ——— المستفیض دارالاحسان، فیصل آباد

مقام اشاعت

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دارالاحسان

المستفیض دارالاحسان چک ۲۴۲ ر ب (دسوہہ) سمندری روڈ ضلع فیصل آباد پنجاب پاکستان

فون نمبر: ۴۶۶۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی الہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبحق خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

ذکرِ الٰہی جہادِ اکبر

انتخاب از

مقالاتِ حکمت جلد اوّل تا بست و پنجم

ترتیب و تزئین

صاحبزادی انیس اختر سلمہا اللہ بنت محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المستفیض دارالاحسان چک ۲۴۲ (دسوہہ) سمندری روڈ فیصل آباد

(پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ الرعد ۲۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دین کے یہ تین کام بُنیادی ہیں :

ذکرِ الٰہی

دعوت و تبلیغ

خدمتِ خلق

یہ تینوں کام کسی بھی ساز و سامان کے محتاج نہیں مطلق نہیں۔
یہ کسی بھی درخت تلے صدیوں تک جاری رکھے جا سکتے ہیں۔
واضح ہو کہ جو تمکنت صحرا میں ہے، محل میں نہیں۔

جُملہ علوم کا حاصل ——— ذکرِ الٰہی

ذکرِ الٰہی دین کا وہ ضروری اَمر ہے جو ہر کسی پہ ہر وقت لاگو ہے۔

ذکرِ الٰہی دین کا اِبتدائی قدم اور معرفت کی سیڑھی کا پہلا ٹنبہ ہے۔

ذکر ہی سے دُنیا کی ابتداً ہوئی اور ذکر ہی پہ
انتہا ہوگی۔

کائنات کی داستان ـــــ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

عمل کی ابتداً ـــــ سُبْحَانَ اللّٰہِ

ذکرِ الٰہی کی پہلی مجلس

قَالُوْا بَلٰی کے اِقرار سے

سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھ کر روزِ ازل سے لگی،

ابدالآباد قائم و دائم رہے گی۔

کبھی برخاست نہ ہوئی، نہ ہوگی، حتّٰی کہ حشر برپا ہو۔

ہر مجلس ذکرِ الٰہی ہی کی مجلس سے زندہ اور قائم رہتی ہے

ہر ذکر میں شفا ہے، ہر ذکر میں اطمینان۔

سہل ترین ذکر ـــــ سُبحان اللّٰہ

بہترین شکر ـــــ اَلحمدللّٰہ

یہ سب کام جن میں تُو مشغُول ہے ـــــ فانی
ذکرِ الٰہی ـــ باقی

ہر کوئی مرنے والا ہے۔

یہ مرا یہ مرا یہ مرا
ذکرِ الٰہی کو فنا نہیں
دَم ہی دَم میں منتقل۔
ذکر سے زندگی زندہ اور عمل سے قائم ہے۔

ذِکر

ہی سے زندگی زندہ اور ذکر ہی کی بدولت قائم ہے۔ جہاں زندگی کا ذکر نہیں پہنچتا، ختم ہو جاتی ہے۔

کسی بھی شے کا کوئی وجود نہیں، تیری ارادت ہی

کی بدولت ہر وجود معرضِ وجود میں موجود ہے۔

بحرِ منجمد شمالی و جنوبی میں چھ مہینے دن چھ مہینے رات رہتی ہے۔ تیری مخلوق بڑے مزے سے بستی ہے۔ مُبلّغ وہاں تک نہیں پہنچا۔ الٰہی قدرت کے تحت ذکر ضرور ہوتا ہوگا۔ اور دُنیا ذکر ہی کی بدولت زندہ و قائم۔

زندگی کو پیدا کرنے والے نے ایک نقش گلے میں لٹکائے رکھنے کا حکم دیا اور تاکید کی اسے کبھی مت اتارنا، ہر بلا و وبا سے محفوظ رہو گے۔ اور یہ نقش صرف دو ہی سطریں ہیں :

شفا اور اِطمینان صرف اللہ ہی کے ذکر میں ہے، ذکر کیا کرو۔

اور ہر زندگی اس کا استقبال کرتی ہے۔

پریشانی ایک مُہلک مرض ہے، اس کی شفا صرف
اور صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔
اس کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں۔
ذکرِ الٰہی کے نُور سے جسم و جان میں قوّت پیدا ہوتی ہے
اور سکون و اطمینان۔
اطمینان و شفا زندگی کے دو ہی شاہ مُہرے ہیں اور مومن
کی میراث ہوتے ہیں ۔ ان کے بغیر کوئی زندگی، زندگی
نہیں ——— ڈانواں ڈول ہوتی ہے۔
قلب، اللہ ربّ العالمین کے ذکر سے مطمئن ہوتا ہے،
کسی اور طرح کبھی نہیں۔
اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا:
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (الرعد- ۲۸)
(آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ذکر میں دلوں کا اطمینان ہے۔)

اٹھارہ ہزار عالم محزون و مغموم اِلّا بِاِذْنِ اللّٰہِ

ذکر اور صرف ذکر ہی کی بدولت

مُطمئن و مسرور و مخمور۔

دنیاوی درجات آدمی کو مُطمئن نہیں کر سکتے۔ بالکل نہیں کر سکتے۔ کوئی آدمی کسی بھی حال میں مطمئن نہیں۔ اِس لیے اور صرف اِس لیے کہ دل اللہ نے اپنے لیے بنایا ہوا ہے اور یہ ذکر ہی سے مُطمئن ہو سکتا ہے، کسی اور طرح نہیں۔ ہر شے اس کے لیے اور یہ اللہ کے لیے ہے۔

نہ حج بن کر مُطمئن ہوا، نہ جہاد۔

جو بھی مُطمئن ہوا، ذکرِ الٰہی ہی کی بدولت ہُوا۔

ذکرِ الٰہی زندہ باد!

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خُدریؓ گواہی دیتے

ہیں کہ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ جماعت جو اللہ کا ذکر کرتی ہے اُسے فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی اُن لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر اطمینانِ قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ وجل ذُوالجلالِ والاکرام ان کا ملائکہ مقرّبین میں ذکر کرتے ہیں - (ترمذی شریف جلد دوم)

جب تم فرش پہ اللہ کا ذکر کرتے ہو، سمجھو کہ اللہ عرش پہ تمہارا ذکر کر رہا ہے۔ تم بندوں میں اس کا ذکر کرتے ہو، وہ فرشتوں میں تمہارا ذکر کرتا ہے۔

اب تم ہی بتاؤ اس سے بہتر انعام اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک ناچیز بندے کا ذکر اللہ ربّ العالمین کرے اور فرشتوں میں کرے!

ذکر سے اطمینان اور گناہ سے خوف و حُزن پیدا ہوتے ہیں۔ بندہ گنہگار ہے، اِسی لیے علیل ہے، اِسی باعث مُطمئن نہیں۔

ذکرِ الٰہی میں شفا و اطمینان ہے۔

یہی تیرا فرمان ہے۔

رُسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا !

اللہ تعالیٰ کا ذکر دلوں کی شِفا ہے۔

بندوں کے دل پتھر سے بھی سخت ہوتے ہیں ،

اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور چیز سے کبھی نرم نہیں ہوتے۔

بے شک ذکرِ الٰہی دل کے جُملہ امراض کا عِلاج اور اللہ

کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے۔

گناہ کی شامت سے بَلا اور

ذکر کی رحمت سے شفا نازل ہوتی ہے۔

ناصحا او ناصحا !

جُملہ برکات کا نزُول

جُملہ بلّیات کا دفعیہ

جُملہ امراضِ نفسانی و روحانی سے شفا
ذکرِ الٰہی ہے۔

یہ ذکر کی محفل ہے ،
یہ دُنیا کی مجلس۔
ذکر کی محفل میں شفا ہوتی ہے ،
دُنیا کی باتوں میں بیماری۔
اِن دو میں سے جو بھی چیز آپ کو پسند ہو، لو۔
ہر بندہ ہر وقت ہر قسم کی بَلا کی زد میں ہے
بندے کی ہلاکت کے لیے ستّر (بہت سی) بلائیں مُنہ کھولے
کھڑی ہیں۔
اللہ کا ذکر ہی ان سب کی واحد روک ہے۔
ذکرِ الٰہی کی مخالفت کرتے ہو
لیکن بیماریوں سے شفا کی دُعا لینے آتے ہو!

یقین جان، ذکرِ الٰہی کی بدولت ہی اللہ بیماروں کو شفا بخشتا ہے۔

اگر کسی کے پاس صحت و ذکر کے سوا دُنیا کی کوئی بھی چیز نہ ہو، اس کے پاس گویا ساری خُدائی ہے اور اگر کسی کے پاس صحت و ذکر کے سوا ہر شئے ہو، اس کے پاس گویا کچھ بھی نہیں۔

ذکر کے لیے پانچ چیزیں ضروری ہیں :

مرکز۔ وقت ۔ قوّت ۔ قلب اور نصاب

ذِکر کا نصاب

صلوٰۃ

تلاوت القرآن العظیم

تسبیحات

دعوات

جس طرح ہر دوا میں ہر مرض کی شفا نہیں ہوتی اور مختلف

امراض کے لیے مختلف دوائیں ہیں، اسی طرح سلوک میں بھی کسی ایک ذکر پہ اکتفا نہیں کیا جاسکتا البتہ اِن تینوں میں ہر مرض سے کُلّی شفا ہے :

۱ : تلاوتِ قرآنِ کریم ۲ : نماز ۳ : ذکر

ان تینوں کی کثرت مساوی ہو۔ یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

طریقت الاسلام کا ایک باب سلوک کی ساری منزل کا کفیل ہوتا ہے۔

اگر دو ہوں تو ارض وسما مہک جاتے ہیں۔

تین ہوں تو خالق ومخلوق کے مابین " رضا " کا عَلَم بلند کر دیتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ !

کسی ایک ڈیرے پہ ڈیرہ جما اور ڈیرے میں ایک ، دو ، تین ہوتے ہیں۔

ان میں سے کوئی ایک یا دو یا تینوں جس بھی مقام پر متحد ہو جاتے ہیں بگڑی بنا دیتے ہیں اور سوئی ہوئی قسمت جگا دیتے ہیں۔

ایک دو تین کا معمہ تشریح طلب ہے۔ سُنیے :

ایک قرآنِ کریم

دوسرا ذکر و اذکار

تیسرا صلوٰۃ شریف

نیز یہ کہ ایک رئیس، دوسرا معاون۔ تیسرا خادم۔

مُعمّہ حل ہُوا۔

دین کے تین جوہر ہیں :

قرآنِ کریم کا جوہر	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
جملہ اسماءِ حُسنیٰ کا جوہر	یا حیّ یا قیّوم
جملہ صلوٰۃ شریف کا جوہر	صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہے۔

میرے ایک دوست نے مجھکو بتایا کہ وہ انگریزی راج میں ایک کور کمانڈر کے اھلمد تھے۔ انتہائی مصروفیت اور بے پناہ ذمّہ داری کے باوجود وہ بلا ناغہ ہر روز نیم روز سے پہلے گیارہ ہزار مرتبہ اسماء الحسنیٰ اور نیم روز کے بعد بارہ ہزار مرتبہ اسماء النبی الکریم ﷺ باقاعدگی سے پڑھا کرتے۔

ہم اور ہمارے ذہن بالکل ہی فارغ ہیں، ہم ایسا کیوں نہیں کرتے ؟ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

حضرت مسلمہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمیر بن ہانیؒ روزانہ بلا ناغہ ہزار سجدہ نماز پڑھتے اور لاکھ بار تسبیح کرتے تھے۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

تیرے ربّ نے تجھ کو اپنے ذکر کا حکم دیا ہے، پھر تم کیوں نہیں کرتے ؟

کھڑے بیٹھے چلتے پھرتے اور لیٹے ہر حال میں قلب و زباں پر ذکر جاری رہے۔

کھانا کھاتے وقت اور سوتے وقت تو کبھی یہ وسوسہ نہیں آیا کہ آج نہیں کھانا یا نہیں سونا۔ آرام کے کسی کام میں ذرا دیر نہیں کرتے۔ لیکن جب ذکرِ الٰہی کا وقت آتا ہے، توفیق لے کے بیٹھ جاتے ہو کہ بھئی توفیق ہی نہیں ملتی ہم کیا کریں؟ کھانے اور سونے کے وقت تو کبھی یہ عُذر پیش نہیں کیا!

مَیں اپنے دوستوں سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں میں باقاعدگی سے روزانہ ذکرِ الٰہی کا اہتمام کیا کریں۔ مثلاً رات کو کھانا کھانے کے بعد ایک جگہ جمع ہوں اور اپنے ربّ کے اِنعامات کے شُکر کے صلے میں ذکر کیا کریں اور ضرور کیا کریں۔ گھر کے تمام افراد ضرور ایک جگہ بیٹھ کر چند منٹ اور کچھ نہیں تو الحمد للہ الحمد للہ ضرور کیا کریں

اور پھر حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجا کریں - یہ مجلس ہر گھر کا ایک ضروری معمول ہو- ہر روز ہر مجلس میں یہ کلمات اگرچہ چند بار ہوں، ضرور پڑھے جائیں اور ہر گھر میں پڑھے جائیں۔

جس طرح ہر گھر میں ہر روز شام کے وقت شام کا کھانا پکانا ضروری ہے اسی طرح اللہ کا ذکر بھی ضروری ہے۔ آپ اِس پہ غور فرمائیں کہ ساری دُنیا کے ہر گھر میں امیر ہو غریب شام کے وقت کھانے کا اِہتمام ضرور کیا جاتا ہے اور بڑی کاوش سے کھانا تیار کیا جاتا ہے لیکن کسی بھی گھر میں ذکرِ الٰہی کا کبھی اِہتمام نہیں کیا جاتا۔ یعنی لوگوں نے یوں سمجھ رکھا ہے کہ وہ دُنیا میں کھانا کھانے اور کھا کر سونے ہی کے لیے آئے ہیں اور ساری رات سونے ہی کے لیے ہے۔ ہرگز نہیں، اس میں ایک حصّہ اللہ کی یاد

کا ہونا ضروری ہے۔ سارا دن کام کیا، جو کمایا رات کو کھایا اور سو گئے ـــــ یہ کوئی زندگی نہیں۔ اِنسان کو اللہ نے اپنی ساری مخلوق پہ شرف بخشا ہے اور یہ شرف ذکر ہی کی بدولت ہے۔

لوگ دُعا کی فرمائش کیا کرتے ہیں کہ ان کے گھر سے بیماری نہیں جاتی، ناداری نہیں جاتی، ھَمّ نہیں جاتا اور غم نہیں جاتا۔ اِس قسم کے تمام سوالوں کا صرف ایک ہی جواب یہ ہے کہ اپنے گھروں کو اللہ کے ذکر سے آباد کرو۔ بے شک اللہ کا ذِکر رحمت و راحت کا موجب اور ہر قسم کے ھَمّ و غم کو زائل کرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بار بار اپنی کتاب قرآنِ کریم میں فرمایا کہ

"اللہ کا ذِکر کثرت سے کرو"

اور ہم کثرت تو درکنار بالکل ہی نہیں کرتے۔ اور یہ جو

کچھ بھی ہمارے ساتھ ہو رہا ہے، ترکِ ذکر ہی کے باعث ہے۔ لوگ ٹی وی، وی۔سی۔آر، ریڈیو اور ناولوں میں مصروف رہتے ہیں۔ جو وقت ان پر صَرف ہُوا فضول ہُوا۔ اسکی بجائے فرش پہ بیٹھ کر اپنے خالق و مالک و معبود کی تسبیح و تحمید تہلیل و تکبیر ضروری ہے اور اس سے احتراز، میرے محترم، شیطان کی طرف سے ہے۔

اللہ کرے، اللہ کے ذکر سے ہر گھر کا کونہ کونہ معمور ہو جائے!

یا اللہ! تیرے ذکر کی جو محفل تیرے اِس دارالاحسان میں لگ رہی ہے، سدا لگی رہے اور دم بھر کے لیے بھی کبھی برخاست نہ ہو۔

قناعت ——— اِطمینان کی جان

کثرت ——— فضول۔ اِلَّا بِذِکرِ اللہ

ذکر میں اضافہ کر، مال کوئی شئے نہیں!

قناعت شکر اور کثرت فتنہ ہے

قناعت رحمت اور کثرت ہلاکت ہے ۔ اِلّا

ذکر اللہ۔

دُنیا کثرت ہی کی ماری ہوئی ہے ۔

ہائے کثرت ہائے کثرت

کثرت ہی مطلوب ہے تو ذکر کی کر

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝

وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ (طٰہٰ آیت ۳۳/۳۴)

ترجمہ : تاکہ ہم آپکی بہت تسبیح بیان کریں اور ہم

کثرت سے آپکا ذکر کریں۔

حضرت ابنِ عباس رضؓ اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان، اللہ کا

ذکر کثرت سے کرو، کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ وجلّ ذوالجلالِ والاکرام نے اپنے

بندوں پر کوئی چیز ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی حد مقرر نہ کی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمایا ہو۔ بجز اپنے ذکر کے۔ نہ اسکی کوئی حد مقرر فرمائی جس تک اسکی رسائی ہو اور نہ ہی اسکے ترک پر کوئی عذر قبول فرمایا بلکہ یہ فرمایا۔ اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے لیٹے (اور اپنی کروٹوں کے بل) یعنی رات کو، دن کو، خشکی میں، سمندر میں، سفر میں، حضر میں، تونگری میں، فقر میں، بیماری میں، صحت میں — آہستہ اور پکار کر، قبض ہو یا بسط، خلوت ہو یا جلوت، ہر حال میں ہر وقت، اللہ تبارک تعالیٰ رب العالمین کا ذکر کرو یہاں تک کہ کوئی بھی دم ذکرِ الٰہی سے خالی نہ گزرے

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۹۵)

ذکرِ کثیر کی تعداد فتوحٰی میں تین سو اور تقوٰی میں لامحدود ہے

معروف ستّر ہزار اعلےٰ سوا لاکھ

اعلےٰ سے اعلےٰ لاتعداد

ذکرِ الٰہی کی مجلس کا انعقاد رحمتِ الٰہی کے نزول کا موجب،
ذکرِ الٰہی کی مجلس میں شریک ہونا مسعود و مستحسن اور ذکرِ الٰہی
کی مجلس پہ اعتراض مذموم ہے۔

حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ذکرِ الٰہی کی ایک مجلس بیس لاکھ بُری مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے
بعض باتیں بظاہر معمولی لگتی ہیں لیکن اعلےٰ درجے کی اہمیت
کی حامل ہوتی ہیں۔

ایک صاحب اللہ کے ذکر کی محفل میں شمولیت کے لیے،
جو نہر کے اُس طرف جاری تھی، کپڑوں سمیت نہر میں کُود
پڑا۔ یہ جذبہ اللہ کو اِس قدر بھایا کہ آن کی آن میں ایک
پُل بنوایا۔

نہ کسی کی کرتے ہیں، نہ سُنتے
نہ ہی کسی اور کو کرنے دیتے ہیں
اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ہر کسی کو کرتے کی تلقین۔

بات سے کوئی فیضیاب ہو نہ ہو، ذکر سے ہر کوئی ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے چند فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھرا کرتے ہیں اور جب انکو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف۔

حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پھر یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں (اور) آسمانِ دُنیا تک (تہہ بہ تہہ) پہنچ جاتے ہیں۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے بخش دیا۔

پھر اُن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ ان ذکر کرنے والوں میں ایک آدمی ذکر کی خاطر اُن میں شامل نہ تھا بلکہ وہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا (اُس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟)

اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں (مَیں نے اُسے بھی بخش دیا کیونکہ) وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا

(بخاری شریف جلد سوم)

جب کہیں ذکرِ الٰہی کی مجلس قائم ہونے لگتی ہے، جنّات و شیاطین کو وہاں سے دُور ہٹا دیا جاتا ہے تاکہ ذکر میں مُخل نہ ہوں اور یہ ذکرِ الٰہی کا وہ اعزاز ہے جس پر بندے جتنا بھی ناز کریں کم ہے، ماشآءاللہ !

ذکرِ الٰہی کی مجلس جب برخاست ہونے لگتی ہے، اندھیرا چھانے لگتا ہے۔ مُردنی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔

کائنات کفِ دست میدان بننے لگتی ہے۔ ملائکہ،
انس وجانّ، شجر وحجر ہاتھ ملنے لگتے ہیں۔ شیاطین
انگڑائیاں لینے لگتے ہیں
اور خنّاس اٹھکیلیاں کرنے۔
ذکرِ دوام کے بعد ستانے کے لیے،
اگرچہ دم بھر کیلئے ہو، شیطان وخنّاس کے لیے
بھی باری آتی ہے، اگرچہ چند ساعت ہو۔
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ
اللہ کرے اللہ کے بندے ذکرِ الٰہی کی مجلس کبھی
برخاست نہ ہونے دیں، دمِ آخر تک پوری آب وتاب سے
قائم ودائم رکھا کریں۔
ذکرِ الٰہی میں مصروف رہا کرو
دنیا، دین اور آخرت میں سُرخروئی
ذکرِ الٰہی کی بدولت۔

تین چیزیں اللہ کو بے حد پسند ہیں :

و۔ اللہ کا ذِکر

و۔ اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ

و۔ اللہ کی عام مخلوق کی بے لوث خدمت۔

عقل مند بنا کرو، صِرف ذِکر کے لیے جب چاہو آیا کرو،

بیماروں کی جماعت بنا کر نہیں۔

ہر شے کا دارو مدار نیّت ہی پہ موقوف ہے۔

نیّت پاک ——— معاملہ صاف

"کِس نیّت سے آئے ہو؟"

"ہم صِرف اور صِرف اللہ ہی کے ذِکر کے لیے آئے

ہیں، ماسِوا سے کوئی غرض و غایت نہیں۔"

آنے والو! ذکرِ الٰہی کے لیے آیا کرو۔

ہر بندہ ذکرِ الٰہی کی مجلس کی رونق ہوتا ہے۔

ہر مجلس میں کوئی نہ کوئی آدمی ایسا ضرور ہوتا ہے جس کی برکت سے مجلس قائم و برقرار رہتی ہے اگرچہ وہ دیکھنے میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔

صابر صاحبؒ کی مجلس میں میرے حضرت صاحبؒ شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک سے فرماتے :

"یہ مجلس اِنکی برکت کی بدولت ہوئی!"

ایک راہگیر نے راہگیروں سے پوچھا :

آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں ؟

کہا: اللہ کے ذِکر کے لئے !

بولا : ذِکر تو گھر میں بھی ہو سکتا ہے !

جواب دیا: کتاب تو گھر میں بھی پڑھی جا سکتی ہے، مدرسہ جانے کی کیا ضرورت ؟

یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو قوم جمع ہو کر اللہ تعالےٰ کا ذِکر اُسکی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتی ہے، اُنکو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ تم لوگ بخش دیے گئے اور تمہاری بُرائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

(مسند امام احمد بن حنبلؒ جلد ۳ صـ ۱۴۲)

کیا تمہیں مرنا یاد نہیں اور یہ یاد نہیں کہ دُنیا آخرت کی کھیتی اور چند روزہ ہے؟

سارا دِن کاروبار ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہو!

کاروبار اپنے اپنے گھروں میں کیا کرو اور ذِکر کی مجالس میں اللہ کا ذِکر کیا کرو۔

ذکرِ الٰہی کی مجلس اللہ کی مجلس ہوتی ہے،

مُخل مَت ہُوا کرو۔

یہ ذکرِ الٰہی کی مجلس ہے اور

میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں اللہ کے
ذِکر کی مجلس میں شِفا ہے اور لوگوں کی باتوں میں بیماری۔
مَیں نے تو کوئی بھی بات نہیں کرنی۔ توبہ کرتا ہوں۔
آپ نے کرنی ہے تو گھر جا کے کریں۔
آیئے
بیٹھئے
ایسے مقامات پر ذِکر کے سِوا کوئی ذکر نہ کیجئے۔
دُعا لے کر تشریف لے جایئے۔
اللہ نے ہر معاملہ میں بندوں کو ذِکر کا حُکم دیا ہُوا ہے،
ذِکر کیا کرو۔ اور دُعا کسے کہتے ہیں۔ ؟
جو کام اللہ نے مُجھکو بخشا ہُوا ہے، کرتا ہوں۔ ماسِوا میں کبھی
مُخل نہیں ہوتا۔
آپ یہاں دُعا کے لیے تشریف لائے ہیں ،

اللہ کا ذکر کریں اور درود شریف پڑھیں اپنی اپنی دعا
مانگیں اور قبولیت پہ ایمان لائیں۔
دعا ہوگئی۔ چھٹی۔ شکریہ!
دنیا پریشانیوں کا گھر ہے۔
آنے والو! ذکرِ الٰہی کی مجلس میں راحت تلاش کیا کرو۔
ذکرِ الٰہی ہر پریشانی کا واحد حل ہے۔
بتا، اِس دنیائے دُوں میں سُکھی کون ہے؟
ایک بھی نہیں اِلّا بِذِکرِ اللہ، ماشاء اللہ!
کون کہتا ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی کرتا ہے، مطمئن نہیں ہوتا؟
تو اللہ کا نہیں، کسی اور کا ذکر کرتا ہوگا!
سکون مومن کی میراث ہے، کسی دوسرے کو کیسے حاصل
ہوسکتا ہے؟ ایمان و سکون کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔
جتنا قوی ایمان ہوتا ہے اُتنا ہی زیادہ سکون!

سکُون کے طالب! اللہ کے ذِکر میں سکُون تلاش کر،
بیشک اللہ کے ذکر ہی سے بندوں کے دِل سُکون پاتے ہیں۔

بیماری بَلا ہے، کَرب بھی۔

دونوں کا دفعیہ — ذِکر اللہ

ذکر پابند نہیں ہوتا،

ہر قید سے آزاد، ہر حال میں جاری رہتا ہے۔

اِسلام کی دو مایۂ ناز سُبل السّلام:

و۔ ذکرِ الٰہی

و۔ خدمتِ خلق

ہم نے کوئی ترقّی نہیں کی۔ بالکل نہیں کی۔ ذرّہ بھر بھی نہیں کی۔
اگر یہی حال رہا، آئندہ بھی نہیں کر سکیں گے۔

چودہ سو سال گزر چکے، ابھی تک ہم اِس بات پہ مُتفق نہیں
کہ ذکرِ الٰہی اُونچی آواز سے ہو یا نیچی سے!

اور ذکرِ الٰہی دین کا وُہ ضروری اَمر ہے جو ہر کسی پہ ہر وقت لاگُو ہے۔

ذِکر بِالجہر

۱- ذِکر بِالجہر سے اَنجانوں کو ذِکر کی تعلیم ہوتی ہے۔

۲- ذکر نہ کرنے والوں کو ذکر کا شوق اور اسکی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔

۳- ذِکر بِالجہر سے زبان دل اور دماغ تینوں مشغولِ عبادت ہوتے ہیں

۴- ذِکر بِالجہر ذاکر کو اُونگھ، نیند اور سُستی سے محفُوظ رکھتا ہے۔

۵- ذِکر بِالجہر کی تمام برکتیں اُن تمام جگہوں تک پہنچتی ہیں جہاں تک ذاکر کی آواز جاتی ہے

۶- ذِکر بِالجہر کی وجہ سے ذاکر کو بکثرت گواہ ملتے ہیں جو قیامت کو گواہی دیں گے۔

۷- ذِکر بِالجہر کرنے والوں کو فرشتے ڈھونڈتے ہیں۔

۸۔ ذکرِ بالجہر کرنے والوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔

۹۔ ذکرِ بالجہر کو لے جانے والے فرشتے مامور ہیں۔

۱۰۔ ذکرِ بالجہر کی وجہ سے مسلمان ایک مجلس میں جمع ہوتے ہیں

۱۱۔ ذکرِ بالجہر ایک دوسرے سے تعارف، دوستی اور ملاقات کا باعث ہے۔

۱۲۔ ذکرِ بالجہر کا نفع متعدّی ہے کیونکہ سننے والوں کو بھی ثواب ملتا ہے۔

۱۳۔ ذکرِ بالجہر اہمیّت کے اعتبار سے آفتاب کی طرح روشن ہے۔

نہ معلوم ہم اس بات پہ ابھی تک کیوں متفق نہیں کہ ذکرِ الٰہی ہر طرح درست ہے۔ اونچی آواز سے بھی اور نیچی آواز سے بھی!

حضرات! جس انداز میں خفی ذکر ہوتا ہے، اسی انداز میں جنگل میں ذکرِ بالجہر ہوتا ہے تاکہ خفی اور جلی میں توازن قائم رہے

ذکر بالجہر

حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السّلام وحی لے کر حضورِ اقدس صلّے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر فرمانے لگے یہ اللہ کی کتاب قرآنِ عظیم ہے۔ حضورِ اقدس صلّے اللہ علیہ وسلّم نے دُنیا کو سُنایا۔ یہ قُرآنِ عظیم ہے۔

لہذا قرآنِ عظیم کا پڑھنا، لوگوں کو پڑھانا اور پڑھنے کی تلقین کرنا ذِکرِ بالجہر ہے۔

قرآنِ عظیم عین ذِکرِ بالجہر ہے

ہر قسم کا ذِکر ہر کسی کو ذِکرِ بالجہر ہی سے سِکھایا جاتا ہے۔

اور ذِکرِ بالجہر کیا ہوتا ہے۔؟

دین کی تبلیغ ذکرِ بالجہر پہ موقوف

اور تبلیغ ـــــ عین ذکر

ذکر بالجہر کے سوا کوئی ذکر کی کیا تلقین کر سکتا ہے ؟

ذکر بالجہر کی ابتدا قرآنِ عظیم سے ہوئی، قیامت تک جاری رہے گا۔

دعوت و تبلیغ الاسلام ذکر بالجہر ہی سے زندہ و قائم ہے

نماز کی اذان ——— ذکر بالجہر

اوامر و نواہی کی تلقین ——— ذکر بالجہر

الٰہی اوامر کا استحکام ——— ذکر بالجہر

مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا، راہِ راست پہ لانا ——— ذکر بالجہر

حمد و ثنائے باری تعالیٰ ——— ذکر بالجہر

میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ طیّبہ کا تذکرہ ——— ذکر بالجہر

ذکرِ الٰہی کی مجلس میں ملائکہ کا حاضر ہونا اور روئیداد کو اللہ کے حضور میں پیش کرنا ——— ذکرِ بالجہر

ذکرِ بالجہر کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، ملائکہ، جنّ و انس، درند خزند، چرند پرند، نخل و ثمر، شجر و حجر اللہ کے ذکر سے مستفید ہوتے ہیں اور بالجہر ذکر ماسوا خیالات کی نفی کرتا ہے اور شیاطین کے لیے کوڑے کا مقام ہے۔

انبیائے کرام علیہم السّلام کی جملہ تعلیمات ذکرِ بالجہر سے معرضِ وجود میں آئیں۔

تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل ذکرِ بالجہر ہی کی تلقین سے جاری ہوئیں ——— ہر ندا ذکرِ بالجہر کی صوت سے ہوئی۔

جس نے بھی کسی کو اللہ کے لیے پکارا ذکرِ بالجہر ہی سے پکارا۔

اللہ تعالیٰ کو تو پتہ ہی ہے کہ کوئی اس کا ذکر کرتا ہے ،
مخلوق کو بتانا مقصود ہے کہ وہ سُن کر اللہ کی طرف راغب ہو۔
حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تک دُنیا میں
سے اللہ اللہ کی آواز سنانے والے ختم نہ ہو جائیں،
قیامت قائم نہ ہو گی۔ (انسؓ۔ ترمذی شریف جلد دوم)

قیامت کا مطلب ہے تباہی۔

جُوں جُوں ہم تباہی کے قریب ہوتے جاتے ہیں ،
قیامت کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ جب اللہ کا ذکر
نہ رہے گا، دُنیا نہ رہے گی ۔ قیامت برپا ہو جائے گی۔
اللہ کا ذِکر کسی حدود کا پابند نہیں۔ ذکر کا میدان وسیع و بالا ہے
لامکاں سے بھی بالا۔

ذِکر میدانوں میں کر، صحراؤں میں کر، جنگلوں میں کر،
سمندروں میں کر اور اولیاء اللہ کے مزاروں پر ضرور کر۔

اجازت کا انتظار نہ کر۔ اگر وہاں اللہ کا ذکر نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

علاوہ ازیں یہ مقامات ذکرِ الٰہی کے شدّت سے منتظر ہیں:

ریلوے پلیٹ فارم، سینما ہال، اڈے، بسیں، ریل گاڑیاں، تفریح گاہیں، ہسپتال، سکول، کالج، یونیورسٹیاں، بندرگاہیں، میلے، منڈیاں۔

یہاں اگر مجالسِ ذکر قائم ہوں تو رنگ بندھ جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو، ماشاء اللہ!

تیرے صیغہ جات دلکش، اندازِ دلفریب، عجز دل آویز، ذوق دل نواز، کیف دل نشیں اور حاصلِ دل افروز ہو۔ مبارکاً مکرماً مشرفاً!

تیرے ذکر کا انداز ایسا مخلص اور اتنا دلکش ہو کہ سامعین کے دل ذکر کرنے لگیں۔ کبھی لسانی، کبھی قلبی، کبھی روحی،

کبھی سِرّی — غرضیکہ ذکرِ الٰہی کی تمام اَدائیں سمٹ کر محفل میں آجائیں اور محفل پہ چھا جائیں۔

جس محفل میں یہ عناصر مُتّحد نہیں ہوتے، نہ پُرکیف ہوتی ہے نہ رُوح پرور!

ذکرِ الٰہی کی مجلس میں ذکر ہی کا نُور ہوتا ہے۔ اور فرش تا عرش استوار رہتا ہے۔ ذاکرین انواع و اقسام کی تجلّیات سے مشرّف ہوتے رہتے ہیں۔

اگرچہ ہم اور تم دیکھ نہیں سکتے پر مانتے ضرور ہیں کہ ذکرِ الٰہی کی مجلس کے ارد گرد نُوری فرشتے فرش تا عرش تہہ بہ تہہ موجود اور حاضر رہتے ہیں۔

چونکہ یہاں ذکرِ الٰہی کی مجلس ہر وقت جاری رہتی ہے اور ذکر دوام قائم و دائم رہتا ہے ملائکہ بھی ہمہ وقت حاضر موجود رہتے ہیں۔ ایسے میں توہین آمیز حرکات و اشارات

بدترین ہوتے ہیں۔ بازرہا کرو اور مت کیا کرو۔
ذکرِ الٰہی کی مجلس میں فرشتے اور جنّات پورے کے پورے
شامل ہوتے ہیں۔ ہزاروں نہیں لاکھوں۔
اور ایک مجلس کی برکت سے، جو عقدے کبھی حل نہیں ہوتے،
آن کی آن میں حل ہو جاتے ہیں۔

انوارات مجالسِ ذکرِ الٰہی

ملائکہ ذکرِ الٰہی کرنے والے کے اِرد گرد دُعائیں کرتے ہیں
مثلاً جب وہ بار بار کہتا ہے
سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ
ملائکہ کہتے ہیں: اللہ تجھے بھی قائم و دائم رکھے۔ آمین
وَاللّٰہ اعلم بالصّواب
ذکرِ الٰہی کے مقرّبین حاملین آتشیں گُرزیں تھامے ،

اہلِ ذکر کے اِرد گرد حِصار باندھے کھڑے رہتے ہیں۔
یہ کوئی گھڑی دو گھڑی کی بات نہیں، ہمیشہ قائم ودائم
رہتے ہیں۔
ذکرِ الٰہی سے نُور پیدا ہوتا ہے اور ذکرِ الٰہی کا نُور ملعُون و
مُردار کو کھا جاتا ہے۔
اگر کوئی اور مُدّعا نہ ہوتا تو سکینہ چھا جاتی۔
اور اُجڑے ہوئے دِلوں کو بسا دیتی۔
گھٹائیں اُمڈ کر آتیں اور جل تھل کر دیتیں
مومن و کافر ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں،
اِیمان و ذِکر کا نُور مومن کو منوّر کر دیتا ہے۔
انجمن کی آغوش میں جال ہوتا ہے،
شیر کو بھی پھنسا لیتا ہے۔
جال میں شیر بھی پھنس جاتا ہے اور بٹیر بھی،

ذکرِ الٰہی کا جال کبھی خالی نہیں جاتا۔

بٹیر تو ہر فصل میں پائے جاتے ہیں، شیر کسی کسی پہاڑ کی کھوہ میں۔

ذکر جب بند ہو جاتا ہے،

خنّاس اپنا راگ الاپنے لگتا ہے۔

جونہی ذکر بند ہوا، باتوں کی بوچھاڑ ہوئی۔

اور باتیں ذکر کے نور کو بجھا کر ہی دم لیتی ہیں۔ یہ ہم سب کا حال ہے!

تیری باتیں تیرے ذکر کے نور کو بجھا گئیں۔ ہائے ہائے اِتنا بڑا خسارہ! کیا خوب ہوتا تو گونگ ہوتا!

ذکرِ الٰہی کی مجلس جب برخاست ہونے لگتی ہے، نفس و شیطان و خنّاس تینوں قید سے آزاد ہو کر اپنی مجلس قائم کر لیتے ہیں جو خرافات و واہیات کا مرکز ہوتی ہے۔

بہترین یا بدترین :

ذکر و تبلیغ ——— بہترین

اور خرافات ——— بدترین

جس بندے کو تُو نے اپنا ذِکر بخشا ہے ، اسے واہیات و خرافات سے بھی دُور رکھ ۔ تیرے ذِکر کے ہمراہ خرافات و واہیات کی مجلس جچتی نہیں ۔!

ذکرِ الٰہی جس تن و من میں جلوہ افروز ہو جاتا ہے ، ماسوا سے خالی ہو جاتا ہے ،

ہمہ تن و من ذِکر میں محو و مُنہمک ۔

نفس ، شیطان اور خنّاس کے لیے کسی بھی خیال و گمان کا کوئی راستہ نہیں رہتا ۔

تیرے بندوں کو تیرا ذِکر نصیب ہو ۔ اَذھان تیری طرف متوجّہ ہوں ۔

تیرے ذِکر کے نُور سے یہ دِل خرافات سے محفُوظ ہو۔
کِسی غیر کا خیال تک دِل میں نہ ہو۔
تیری یاد ہر یاد کو بُھلا دے اور ہر دو عالم سے بیگانہ کر دے۔
یاحیّ یاقیوم آمین !

کِسی کی بھی تعریف مَت کیا کرو۔ ہر قِسم کی تعریف اللہ ہی کو لائق و سزاوار ہے۔
کِسی کا ذِکرِ الٰہی میں محو و مُنہمک ہونا اللہ ہی کی طرف سے اللہ کی تعریف، اور اِس میں اللہ ہی کا نُور جلوہ گر ہوتا ہے۔

کیا تم ذِکر کرتے ہو؟
کرتے ہو تو کر کے دِکھاؤ
سالہا سال سے توفیق کے مُنتظر
جب توفیق آئی، بُھولا ہُوا سبق یاد آیا۔
ہر شئے کا ہونا نہ ہونا توفیق ہی پہ موقوف !

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

اگر تم کرتے ہو تو پہلے کیوں نہ کیا ؟

وہ کرواتے ہیں تو بندہ کرتا ہے۔

یہ مت کہا کر کہ میں کر رہا ہوں۔ کسی عمدہ نیکی کے کام کو اپنے نفس کی طرف منسوب مت کیا کر۔

یہ کہا کر : تیرے باطن میں تیرا اللہ موجود ہے اللہ ہی کر رہا ہے اور اللہ ہی کروا رہا ہے۔

اللہ جب چاہتا ہے اور جسے بھی چاہتا ہے اپنی صفات میں سے کوئی صفت عنایت فرما دیتا ہے۔ شکر کیا کر۔ بار بار شکر۔

اے میرے بادشاہوں کے بادشاہ، تیرے فضل و کرم سے میرا یہ دل طاہر ہو اور تیرے نور سے منوّر۔

بیشک یہ دل تیری ہی مملوک اور تیرے ہی قبضۂ قدرت میں محکوم ہے۔ بدوں ارادت، کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

اے میرے بادشاہوں کے بادشاہ، تُو ہی بادشاہ ہے۔

یا حیّ یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام! مَیں اَپنے جُملہ معاملات تیرے اور صِرف تیرے حوالے کر کے، تجھ ہی کو سونپ کر، تیرے ذکر اور صِرف تیرے ہی ذِکر و فِکر میں محو و مُنہمک ہوتا ہوں۔

تُو جانے، صِرف تُو ہی جانے۔ تیرے ہی حوالے کیئے۔

اللہ فرماتا ہے مَیں بادشاہ ہوں، مَیں بادشاہ ہوں۔

اے بادشاہوں کے بادشاہ، ربِّ ذُوالجلال والاِکرام! اپنے بندوں کو جو تیرے ذکر کے لیے ہر فکر سے کُلیتاً فارغ ہو کر، تیرے ہی ذکر میں محو و مُنہمک ہیں، ان پہ اپنی رحمت نازل فرما اور سکینت بخش۔ آمین یا حیّ یا قیوم

اِجتماعی ذکر نماز اور

اِجتماعی مجلس ذکر و تبلیغ ہے۔

زبان ——— ذکرِ الٰہی کے لیے وقف و مخصوص۔

تیری یہ زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اِس نے یہ رنگارنگ کی بولیاں سدا نہیں بولنی۔

اِس سے اپنے ربّ کا، جس نے کہ تجھکو پیدا کیا، ذِکر کر اور اسکی تسبیح و تحمید بیان کر اور اتنی زیادہ کر کہ کوئی بھی دم ذِکر سے خالی نہ گزرے۔ بیشک جو دم غفلت میں گزرا، یاس و حسرت کا موجب ہے۔

ذِکر زبان سے شروع ہوتا ہے۔ ہوتے ہوتے رفتہ رفتہ دِل میں اُتر کر اپنا ڈیرہ جما لیتا ہے۔ گویا دوسرے مقام پر پہنچ کر قائم مقام ہو جاتا ہے۔

زبان جسم الوجود کی ترجمان ہے۔ ذکر بھی کرتی ہے منہیات و مکروہات بھی۔ اِسی طرح دل ذِکر میں بھی مصروف ہوتا ہے خرافات و واہیات میں بھی۔

گویائی کی عنایت اعجازِ نطق

اللہ کے ذِکر کے لیے نِعمت کے شُکر کے لیے
تلاوتِ قرآن کے لیے وضاحتِ فُرقان کے لیے
حمدِ باری تعالیٰ کے لیے نعتِ مُصطفےٰ ﷺ کے لیے

—— اِنسان اور جانور میں گویائی ہی کا اِمتیاز ہے۔
ہم نے گویائی، جو بہترین عنایت تھی، گُم کر دی۔
زبان بولی: اگر مکرُوہات سے باز رہتی، سیف ہوتی!
زبان ذکر میں اور دِل خرافات میں مصروف ہے،
تسبیح بھی جاری ہے، باتیں بھی۔
دِل پُوری طرح باتوں کی طرف متوجّہ ہے، تیری طرف
نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی کا بھی حال کبھی نہیں بدلتا، جُوں کا
تُوں رہتا ہے۔
اللہ کے ذِکر کے سِوا تیرا یہ دِل کسی اور طرف کبھی متوجّہ نہ ہو۔

اِس حال میں اگر شام تک دل کی کیفیت نہ بدلے پھر جو چاہے کہہ۔

جھوٹ بولتے نہیں شرماتے، نہ ہی غیبت و نمیمت سے۔ یہ حضوری کیسی؟ زبان سے سارا دن ذکر جاری رہتا ہے، دل دَم بھر کے لیے بھی حاضر نہیں ہوتا۔ خرافات و واہیات کا مرکز بنا رہتا ہے۔ نماز میں بھی دل حاضر نہیں ہوتا۔ دِل حاضر کر۔ جتنا ذکر زبان سے کیا جاتا ہے، اگر دل بھی ساتھ ہو، انگ انگ ذکر کے نور سے منوّر ہو، ماشاءاللہ!

اکثر دوست یہ کہتے ہیں ذکر میں اُنہیں کوئی لذّت نہیں آتی۔ ذاکر جب مذکور کو محبوب مان کر ذکر میں مشغول ہوتا ہے اسی وقت مسرور ہو جاتا ہے مخمور ہو جاتا ہے۔

ذاکر کے دِل میں ذکر اور مذکور کے سوا کوئی اور شے باقی نہیں رہتی۔ اِس حال میں اگر کسی نے شوق و محبّت سے سرشار ہو کر

ایک بار اپنے اللہ کو "سُبحان اللہ" کہا، مقبول ہُوا۔ اُس کے گناہ معاف ہُوئے۔ درجات بُلند فرمائے گئے اور سُرور کی لذّت سے نوازا گیا۔ بار بار کہنے کا مقام کیا ہوگا!

اگر تجھے اللہ سے مُحبت ہوتی جیسے کہ تُو کہتا ہے کہ تُو اللہ کو دوست رکھتا ہے تو اللہ کی قسم، اللہ کے ذِکر میں تجھے لذّت آتی، سُرور آتا اور محو ہو جاتے۔ اِتنے محو کہ اُنکے خیال کے سِوا کوئی بھی خیال دل میں نہ آتا اور نہ ہی کسی بھی شے کی کوئی پروا رہتی۔ اُنکے سِوا ہر شے ہیچ و بیکار اور نظر ہی کا ایک فریبِ سَراب ہے۔

لوہا آگ کی آغوش میں دیکھتے ہی دیکھتے آگ بن گیا۔ وہی رنگ وہی خصلت۔ تیرا دل کیوں نہ پگھلا؟ ذِکر کے نُور کی برکت سے تیرا دِل کیوں منوّر نہ ہوا؟

مذکور کی صفات کا کیوں نزول نہ ہوا ؟

ایک چیز جہاں اپنا مقام کر لیتی ہے کسی دوسری کو وہاں قائم ہونے نہیں دیتی۔ جہاں ذکر قائم ہو جاتا ہے وہاں کوئی اور شئے قائم نہیں رہتی۔

جس دل میں ذکر قائم ہو جاتا ہے پھر ذکر کے سوا کوئی اور شئے اُس دل کی گرد تک کو نہیں پھٹک سکتی۔ ذکر کی حرارت ماسوا کو جلا دیتی ہے۔

اللہ کی یاد ہر یاد کو بھلا دیتی ہے۔ اگر اللہ کے سوا کسی اور کی یاد دل میں باقی رہے، سمجھو کہ ابھی تک اللہ نے دل میں ڈیرہ نہیں لگایا۔

تیرے دل میں ذکر قائم نہیں اگرچہ قائم کرنے کی تمنّا ہے، ورنہ تُو اپنے آپ میں یوں محو و منہمک ہوتا کہ ذکر کے سوا کسی اور شئے کی کوئی پروا نہ ہوتی۔

ذِکر سے اِطمینان اور اطمینان سے غِنا پیدا ہوتا ہے۔ اور غنا ہی آدمیّت و اِنسانیّت و بشریّت کی عزّت و آبرو ہے۔

اھلاً و سہلاً !

جو بھی یہاں آئے، اُسے راستے میں مت روکا کرو۔

ہر کسی کو آنے دیا کرو۔

ذِکر الٰہی کی مجلس جاری ہے، اِحترام و اِکرام سے بٹھایا کرو۔

جماعت کے دو مبلّغ ہر وقت ڈیوٹی پہ مَوجُود رہیں۔

ایک نظام الدّین، دوسرا قائم الدّین۔

پہلا صُبح تا دوپہر ——— دوسرا دوپہر تا عِشاء

ہر مرد، عورت اور بچّے کا اِستقبال کرو

آیئے تشریف لایئے، ذکرِ الٰہی کی مجلس جاری ہے،

بیٹھ کر اللہ کا ذِکر کریں۔ ذکر کا ثواب ذاکر کو ضرور ملتا ہے۔

باتیں جتنی بھی اچھی ہوں ، ذکر سے افضل نہیں ہوتیں۔

حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ کے ذِکر میں شفا ہے۔

لوگوں کی باتوں میں بیماری۔ اللہ کا ذکر کرو، باتیں مت کرو۔
مجلس میں بیٹھنے کو غنیمت جانو۔ اِدھر اُدھر مت پھرو جبتک
یہ نظام قائم رہے گا، ذکرِ الٰہی کی پوری برکات کا نزول جاری رہیگا۔
یہاں صرف ذکرِ الٰہی ہوتا ہے اور یہاں کی ہر شے ذکرِ الٰہی ہی کی
لپیٹ میں لپٹی ہوئی ہے،
یہ ذکر ہے، باقی سب سیاست۔ اور سیاست
میں ذکر کے سوا ہر شے شامل ہوتی ہے۔
ذکر و مذکور کی محفل میں سیاست کو دخل نہیں ہوتا۔ ایسی محافل
میں سیاست، بدترین حماقت ہوتی ہے۔
کسی کے بھی روکنے کی ضرورت نہیں، ذکر کے نور کی
تاب نہ لاتے ہوئے چند منٹ بعد خود بخود چلا جائے گا۔
شیطان کی مجال ہی کیا جو ذکر میں مداخلت کرے؟ ذکرِ الٰہی
کا جلال شیاطین کو جلا دیتا ہے اور ہر روگ کو روک دیتا ہے۔

تیرے ذکر کا رنگ ہر رنگ کو مات کر دیتا ہے۔

ذکرِ الٰہی کی مجلس کے بعض اذکار نوری اور ناری مخلوق کو رقص و سرود پہ آمادہ کر دیتے ہیں۔

ذکرِ الٰہی کی مجلس میں مستند اذکارِ جمیلہ ہوں اور تبلیغ کی مجلس میں اوامر و نواہی کی مستند روایات۔ ہر جا مقبول۔ کوئی بھی منکر نہیں۔

مجالسِ ذکرِ الٰہی میں یہ عمل رائج کرو:

"سیّدنا کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم" مبارکاً مکرماً مشرفاً کثرت کی تعداد۔ قوّت و توفیق پہ موقوف۔

درجہ بہ درجہ سو سے سوا لاکھ مرتبہ، ماشاء اللہ!

سیّدنا کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اوراد میں اضافہ پہ شیطان ضرور رویا ہوگا کہ بندے نے تمام اُمور کرم کی طرف منسوب کر دیے! بڑا جھنجھلایا ہوگا۔ بے شمار تاویلات

پیش کرنے کی حتی الامکان ہر کوشش کی ہوگی۔ تھک ہار
کر بیٹھ گیا ہوگا ـــــ اَب کیا کرے ؟
ذاکر نے ساری راہیں بند کردیں !

کریم

اللہ ـــــ کریم
رسولؐ ـــــ کریم
قرآن ـــــ کریم
عرش ـــــ کریم

کرم ہر چہار میں جاری، ساری اور طاری۔
سائل ـــــ کرم کو کرم پہ مائل کر دیتا ہے۔
منگتے کو خیرپانا کرم ہے اور کرم اکرم الاکرمین
ہی کے کرم کا ایک کرم ہوتا ہے۔

ہر اسم میں کوئی نہ کوئی دُعا پائی جاتی ہے،

کریم ——— ہر دُعا سے اعلےٰ۔

کَرم جس بھی کسی مقام پہ نازل ہُوا، مکرّم بنا۔

جس بھی مَن میں وارد ہُوا، مہک اُٹھا۔ اور

جس بھی تن میں وارد ہُوا، چہک اُٹھا۔ کَرم نے

جب بھی کریم کو پکارا، آنکھ تک جھپکنے نہ دی۔

کریم سے مانگ کر ماسوا سے مستغنی و بے نیاز ہُوا

تجدید مایۂ ناز اَوراد:

"سَیِّدُنَا کَرِیْمٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

❋

سَیِّدُنَا کَرِیْمٌ صلی اللہ علیہ وسلم

بیماری نے کہا کہ وہ جانے کی نہیں، شرمندہ ہو کر لوٹ گئی۔ ناداری نے کہا کہ وہ پلٹنے کی نہیں، خجل ہو کر بھاگ گئی۔ قضا نے کہا کہ وہ ٹلنے کی نہیں، ٹل گئی۔

مخلوق کا سب سے بڑا اُمید افزا اسم یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ہے۔
اِس اسم ہی کی عظمت و برکت سے ربِّ ذوالجلال والاکرام
مخلوق کی دُعائیں قبُول فرمایا کرتے ہیں۔
جلال سے کرم اور کرم سے دُعا ہوتی ہے۔

ذُوالجلالْ والاکرام

جلال باکمال واِکرام صنعت عظیمۃُ الکبرٰی ہے اور اللہ تبارک
تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہی کو لائق و سزاوار ہے۔ اللہ سبحانہٗ
نے اپنی کائنات کا نظام جلال واِکرام سے مربُوط و منظُوم کیا ہے۔

سات چیزوں سے جلال پیدا ہوتا ہے :

۱ : عمل بالاستقامت (جس میں قرآنِ کریم کا پہلا نمبر ہے)
۲ : حدودُ اللہ کی محافظت (اوامر و نواہی)
۳ : صبراً جمیلاً ط (ہر معاملہ میں)
۴ : اِستغنٰی (بے نیازی)

۵: ذکرِ دوام

۶: خیراتؔ و صدقاتؔ

۷: خاموشی (سب کی سردار)

بُلند ترین پہاڑ کی چوٹی پہ پُکارا

یاحیّ یاقیوم یا ذاالجلال والاکرام

کوئی سُنے نہ سُنے، مزا ضرور آگیا!

زَیَّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہمالیہ کی بُلند و بالا چوٹی۔ جڑی بُوٹیوں سے اَٹی ہوئی نباتات کس انداز میں ٹہکتی، مہکتی اور زبانِ حال سے تسبیحات کرتی ہوں گی۔ ماشآءاللہ!

ذِکر کے ساتھ بیان اور بیان کے ساتھ ذکر لازم و ملزوم ہے۔

جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ بھی اس کا کرتا ہے،

ماشآءاللہ!

جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا، اللہ بھی اس کا ذکر نہیں کرتا۔

جو ذکر سے محروم ہے، ہر شے سے محروم ہے۔

ذکر ہی کی بدولت ذکر کا وعدہ ہے۔

اے او ذاکر!

تیری زبان سے ذکر جاری رہتا ہے۔ ہر ذکر کے ہمراہ غیبت اور چُغلی بھی ہوتی رہتی ہے گویا تیری کمائی غیبت اور چُغلی ہی نے کھائی!

غیبت اور چُغلی ذکر اور تبلیغ دونوں کو کھا جاتی ہے۔

نہ ذکر نافع، نہ تبلیغ!

—— اور ہم سب کے سب چُغلی بھی کرتے ہیں اور غیبت بھی۔ بتا، اس سے کیا حاصل مگر فتنہ ہی فتنہ!

غیبت ختم کر۔ چُغلی بھی۔ کامیاب، ماشاء اللہ!

ذکرِ الٰہی سے اطمینان ہوتا ہے اور حسد اسکو کھا جاتا ہے۔

جھوٹ مت بولو حرام ہے رُک جاؤ

غیبت مت کرو حرام ہے رُک جاؤ

چُغلی مت کرو حرام ہے رُک جاؤ

حسد مت کرو حرام ہے رُک جاؤ

ذکرِ الٰہی اھلاً وسھلاً

وما علینا الا البلاغ

مَیں اِنہی چار بلاؤں میں مُبتلا ہوں۔

یہی میری کم نصیبی یہی بدنصیبی۔

چاروں چیزیں چھوڑ دے۔ اگر گھٹائیں باندھ کر ابرِ رحمت نہ برسا پھر جو چاہے کہنا۔

مخلوق کی غیبت خالق کو ناپسند۔ بے حد ناپسند

مت کیا کرو ——— باز رہا کرو

اللہ نے اپنی مخلوق کو رنگا رنگ حالوں میں رکھا ہوا ہے جو کسی

کی بھی کبھی غیبت نہیں کرتا، عنایات سے نوازا جاتا ہے۔

بہترین عنایت ـــــ ذکرِ دوام، ماشآء اللہ!

ذِکر ـــــ نعمت کا شُکر

اِطمینان کی واحد سبیل

مزیدِ انعام کا مُوجب اور

معرفت کا اَنسب معمُول ہے

بُزرگی مت گھوٹا کرو۔ اصل چیز ذِکر ہے۔

ذکر ہی میں ہر شے ہے، اِس پہ اِکتفا کیا کرو۔

اللہ کے ذکر کے لیے کمالات و کرامات سے فارغ ہو۔

وقت ضائع مت کر، اِستخارات کو اللہ ہی

کے حوالے کر کے اللہ ہی کے ذِکر و فکر میں محو و منہمک ہو۔

جو اللہ کا ذکر کرتا ہے، اللہ اُس کا کرتا ہے۔

جو اللہ کے کام کرتا ہے، اللہ اُس کے کرتا ہے۔

مَیں بے وطن مُسافر ہوں۔ اپنے دُنیوی معاملات
میں مجھے لوّث مت کیا کرو۔
نماز پڑھا کرو، اللہ کا ذکر کیا کرو، اللہ سے
عافیت کی دُعا مانگا کرو۔

میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :
اللہ کے ذکر میں شفا ہے اور لوگوں کی باتوں میں بیماری۔
ہر کسی نے اِسی کی تائید کی اور کوئی نیا حکم لے کر دُنیا میں نہیں آیا۔
حضرات! پھر میں یا کوئی اور کیا باتیں اور کیا مُلاقاتیں
کر سکتے ہیں؟

نہ باتیں کرتے ہیں، نہ مُلاقاتیں،
ذکر ہی کی باتیں اور ذکر ہی کے لیے مُلاقاتیں ہیں،
کوئی اور غرض و غایت مُطلق نہیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوم

مسجد ذِکر کے لیے قرآن کریم ذِکر کے لیے
اِجتماعات ذِکر کے لیے تبلیغ ذِکر کے لیے
خدمتِ خلق ذِکر کے لیے مکشوفاتؒ ذِکر کے لیے
مقالات ذِکر کے لیے تصنیفاتؒ ذِکر کے لیے
تحریرات ذِکر کے لیے بات ذِکر کے لیے
مُلاقات ذِکر کے لیے ہم سَب ذِکر ہی کے لیے ہیں
دُنیا کے کسی بھی کام سے مُطلق واسطہ نہیں رکھتے۔
واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!

جو کام مَیں نے زندگی میں کبھی نہیں کیے اور کبھی نہیں کرنے،
مَرنے کے بعد بھی کبھی نہیں ہونے دینے اور مَیں یہ وصیّت
کرتا ہوں کہ میری قبر تجارت گاہ یا تجارت کا مرکز نہیں،
ذکرِ الٰہی کا مَرکز بنے۔

ذکرِ الٰہی کی تجارت میں بھی صرف ذِکر ہی ہوتا ہے۔
آج سے کل بہتر۔
طریقت اِلَی اللہ کی منزل میں اللہ اللہ کے سوا
کچھ بھی نہیں ہوتا، طلب و تمنّا سے پاک ہوتی ہے۔
اللہ کے بندے جو کچھ بھی کرتے ہیں، اللہ ہی کی
خوشنودیٔ رضا کے لیے کرتے ہیں۔
نہ کچھ کرتے ہیں نہ سُنتے، نہ روتے ہیں نہ ہنستے،
مزاجِ یار ہی میں رہتے، خوشحال رہتے ہیں۔

صرف اَللہ کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی قسم "اللہ اللہ"
کرتے ہیں اور اُسکی خوشنودی کے سوا کسی بھی شئے
کے مُطلق طلبگار نہیں۔ جب اللہ دیتا ہے شُکر کرتے
ہیں۔ نہیں دیتا، صبر کرتے ہیں۔ ہر حال میں راضی رہتے
ہیں۔ شکوے کا نام تک نہیں لیتے۔

ہر کام اور کلام سے بہتر اللہ کا ذِکر ہے۔ جو یہ نہیں
کرتا، ہر شے کرتا ہے۔

جِسے کوئی کام نہیں ہوتا، کوئی کام نہیں کرتا،
ذکرِ الٰہی کی اوٹ میں مکمل دُنیاداری کا امیر ہوتا ہے

ہر کام ہر کلام ہر خیال

جو ذکرِ الٰہی کا معاون نہیں ـــــ بیکار

ذکر، تبلیغ اور خدمت کی آڑ میں بڑے بڑوں نے
دھوکا کھایا، کھا رہے ہیں اور کھائیں گے !

جعل سازی کا جال ایسے اور ایسے انداز میں بچھاتے ہیں
کہ نامی گرامی جعل ساز بھی انگشت بدنداں !

ذِکر، تبلیغ اور خِدمت پردہ میں نہیں، سرِ بازار ہوتی ہے۔
ہر کسی کو متاثّر کرلیتی ہے اور کر کے ہی دَم لیتی ہے۔ اس کا
وار کبھی خالی نہیں جاتا۔ جا سکتا ہی نہیں۔ وار ہو کر ہی رہتا ہے۔

وہ ذکر کرتے تھے ، ذکر کی تلقین کرتے تھے ،

ہم ہر کسی سے کام لیتے ہیں ، دین کا نام تک نہیں لیتے

اگرچہ دین ہی کی آڑ میں ہر شے کرتے ہیں۔

خلاف ورزی نہیں تو کیا ہے ؟

کیا یہ ذکر ہے ؟

ذکر سے روک نہیں تو کیا ہے !

ذکر کرنے آئے ہو یا روکنے ؟

ہم نے تو کبھی باز نہیں آنا ، آسکتے ہی نہیں۔ البتہ

ذکرِ جمیل کا نُور سدا تنا رہے۔ ہو سکتا ہے ذکرِ جمیل کا

نُور جُملہ منہیات کو خاکستر کر دے۔

ذاتیات و مفادات ـــــ معیُوب

ذکرِ الٰہی اُن کی ضِد۔

ذکرِ الٰہی کی تبلیغ ـــــ بہترین خیرات، بہترین صدقہ۔
صدقات و خیرات ظُلم پہ حاوی!
ذکر کرتے ہیں
ذکر کے لیے آ اھلاً و سہلاً
ملعون و مُردار سے اِجتناب کرتے ہیں
اور اسی کی تبلیغ کرتے ہیں
حضورِ اقدس صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا
خبردار دُنیا ملعُون ہے اور جو چیز بھی دُنیا کے اندر ہے
وہ بھی ملعُون ہے مگر ذکرِ اللہ اور وہ چیز
جسے اللہ پسند کرتا ہے۔ (ترمذیؒ / ابنِ ماجہؒ)
ناصحا او ناصحا! جن چیزوں پہ تُو پھُولے نہیں سماتا،
مر مر جاتا ہے، میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم نے
انہیں ملعُون و مُردار قرار دیا ہُوا ہے۔ ایک بھی نہیں جو رکھنے
کے قابل ہو۔

تیرے لیل و نہار، تیرا مال و اسباب،
جن پر تُو پھولے نہیں سماتا،
شیطان و خنّاس ہی کے مشورے کے تحت
نقل و حرکت پہ گامزن ہیں اور ملعُون و مُردار ہی کے لیے
تقوّیت بخش۔
ترقی ہے یا زوال؟
اِس ترقی میں اللہ کے ذکر کا نام تک نہیں۔

طالبانِ طریقت کیلئے

i : کوئی وہ ذِکر بتاؤ جو تیرے جِسم الوجود میں جاری ہو اور جس کا تُو نے کبھی ناغہ نہ کیا ہو۔
ii : کوئی وہ بُرائی بتاؤ جو تم کبھی نہیں کرتے۔
iii : کوئی وہ نیکی بتاؤ جو تم ہمیشہ کرتے ہو۔
یہ تینوں چیزیں اِنسانی زندگی کی منزل ہیں، ماشاء اللہ!

موت و حیات سے بے پروا ہو کر اللہ ہی کے ذکر و فکر
میں محو رہا کر۔ یہی تیری زندگی کی منزل اور اِسی پہ تیرا دار و مدار!

سُلطانِ روح کے لیے مژدۂ جانفزا، سہل ترین۔
سُلطانِ نفس کے لیے دُشوار ترین۔

کبھی نہیں مانتا۔ بات بات پہ تاویلات جاری رکھتا ہے۔
ہے کوئی جوان جو اسے کبھی مَن مانی نہ کرنے دے؟
آتے ہی لتاڑ دے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً
ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ (طٰہٰ ۱۲۴)

حضرت آدم علیہ السّلام صفی اللہ کی اولاد کی ساری داستان
چار ابواب پہ مُشتمل ہے۔

ایمان	کُفر
کمال	زوال

ذکرِ الٰہی کی بدولت اور

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ کے باعث

جملہ ابواب مُرتّب۔

ذکرِ الٰہی توفیقِ الٰہی پہ موقُوف۔

ذکر کرتے (ذکر کی توفیق پہ) اِترا،

بُرائی کرتے شرما!

سب سے بڑا گناہ ——— اللہ کے ذِکر سے

رُوگردانی۔ کوئی بھی ہو، جب اللہ کے ذِکر سے

رُوگردانی اور اللہ کی قائم کردہ حدُود سے تجاوز کر جاتا

ہے، عزم، ہمّت، جُرأت، توکّل چھِن جاتا ہے۔

نگہبان و ساربان و پاسبان دُور ہٹا دیے جاتے ہیں۔

اور یہی مشیّتِ الٰہی کا خاصّہ ہے۔

باتیں بند کرو ، ذکر جاری کرو !

ذِکر باتوں کی کمی کو پُورا کر دیتا ہے لیکن کوئی بھی بات ذِکر کی کمی کو کبھی پُورا نہیں کر سکتی۔

بات کیسی بھی ہو، کافی نہیں۔ بات کے ساتھ عمل ضروری ہے۔ عمل دین کی وہ خاموش تبلیغ ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔

مُبصّر نے تصدیق کی : اللہ کے ذِکر کے سِوا باتیں، کیسی بھی کیوں نہ ہوں، فِتنہ سے خالی نہیں ہوتیں۔

علم پر عمل کر۔ عمل کو باطل مت کر۔ جو کہتا ہے، کر۔ کسی ایک بات پہ کاربند ہو۔ باتیں اگرچہ کتنی حکمت آمیز ہوں، کم کیا کر۔ ذِکر کیا کر۔ کثرت سے کیا کر۔ اور اِس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے۔

کچھ مت کر ، ذِکر کر۔

ذکر ——— دستک اور

دستک ——— مُفتّح الابواب، ماشاءاللہ!

آج تم نے کیسی عمدہ بات بتائی کہ جس گھر میں ذِکر کیا جاتا ہے،
دوسرا گھر اُسکو مُبارک دیتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ اسے بھی
ایسی عنایت ہو!

ذاکر و مذکُور جب ایک ہوتے، ذِکر قائم ہُوا۔
جہاں ذِکر ہوتا ہے، مذکور ہوتا ہے۔

ذاکر ——— ذِکر میں محو
مذکُور ——— ذاکر کے رُوبرُو پَردہ نشین

تیرے پردے پہ قُربان جاؤں
لاکھ جلوؤں میں پَردہ نشیں ہے

تیرا ظاھری جمال ——— کتابُ المبین
اور باطنی ——— کتابُ المکنون

ظاہر و باطن تیرے اپنے ہی اندر موجود

———

کتابِ مکنون ——— باطن

کتابِ مُبین ——— ظاہر

کتاب اللہ ——— دونوں کی شاہد

ذکر ہو نہ ہو، کوئی کرے نہ کرے، مذکور قائم الدّائم ہے۔

ذکر ہی کی بدولت ظاہر و باطن کے پردے اُٹھے!

جو ظاہر ہے وہی باطن۔ جو اندر ہے وہی باہر۔

اور وہ پردہ جو تم چاہتے ہو کسی کی بھی کوشش سے کبھی

نہیں کُھلتا ——— ارادتِ ازلی ہی کے تحت کُھلتا ہے۔

جو ظاہر کو نہیں سمجھتا، باطن کو کیونکر سمجھ سکتا ہے؟

ظاہر و باطن کا ایک ہی پردہ ہوتا ہے۔ ظاہر باطن میں اور

باطن ظاہر میں اس طرح پوشیدہ ہے جیسے گنّے میں

گُڑ، یا دودھ میں گھی۔ ظاہر کو پاکر ہی باطن کا عارف بنا۔

کائنات ظاہر و باطن کی حقیقت کی ترجمان!

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ (طٰہٰ ۶)

جس بادشاہ کی تلاش میں دنیا نکلی، اندر تھا۔

عقلہ اندر، معاون اندر، خیر اندر، شر اندر

خیر خواہ اندر، بدخواہ اندر، ہر شے اندر۔

باہر کچھ بھی نہیں۔

نہ چاند میں تلاش کر نہ سورج میں، اپنے اندر تلاش کر

اِس تن میں تیرا راج

اِس من میں تیرا راج

اوّل تُو آخر تُو

ظاہر تُو باطن تُو

تُو ہی تُو

تُو حلیم ہے تُو کریم ہے

تُو علی ہے تُو عظیم ہے

اندر تُو باہر تُو

آگے تُو پیچھے تُو
دائیں تُو بائیں تُو
تُو ہی تُو

تُو جس کی جستجو میں مارے مارے پھرتا ہے،
تیرے پاس رہتا ہے اور ساتھ رہتا ہے،
دَم بھر کے لیے بھی دُور نہیں ہوتا۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝

(آیت: ۱۶)

(اور ہم اِنسان کی رگِ گردن سے بھی اُس کے
زیادہ قریب ہیں!)

ہر کسی نے کہا
جس نے بھی دیکھا جب بھی دیکھا
اندر ہی کے جمیل مستور پردوں میں دیکھا

ناسُوت میں تُو ملکُوت میں تُو

جبرُوت میں تُو اور لاہُوت میں بھی تجھ ہی کو دیکھا۔

عبد کا معبُود سے ہمکلام ہونا فیضِ مُوسویؑ کی حقیقت۔

اور یہ ہمکلامی ہر وقت ہر جگہ ہر زبان و انداز میں جاری رہتی ہے۔ دم بھر کے لیے بھی دُوری گوارا نہیں کرتی۔

اندر باہر دائیں بائیں

آگے پیچھے قائم رہتی ہے ماشاءاللہ!

اور یہی ذکرِ دوام کے نُور کی برکات ہوتی ہیں۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط (الحدید ۴)

(اور وُہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔)

جس نے بھی کسی کو دیکھا تیرے ذِکر ہی کی بدولت دیکھا اور خَلق ہی میں دیکھا۔

گوناگوں خَلق ـــــ خالق کی مَظہر

مذکور ذاکر کی ہر شے کا وکیل وکفیل ونصیر ہوتا ہے

ذِکر مذکور کے سِوا ماسوا کو ذہن سے محو کر دیتا ہے

اور یہ نِسیان نہیں، ذِکر کے نُور کی برکت ہوتی ہے

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ط (المزمل ۸)

(اور تُو اپنے ربّ کا ذکر کر اور ماسِوا سے منقطع ہو)

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

ماسوا کی نفی میں اِنسانی عروج کی اِبتدا اور

اِسی پہ اِستقامت ——— اِنتہا

ماسوا کو فنا اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ کو بقا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ذِکر نافع

ماسوا غیر نافع

ذِکر قائم کر، ماسوا کی پروا مت کر

کچھ رہے نہ رہے، تیرا قول ثابت رہے،
ذکر قائم رہے۔ پھر کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں۔
ہر شے آنی جانی ہوتی ہے، کسی خاطر میں شمار نہیں ہوتی۔
عہد آدمیّت و انسانیّت و بشریّت کی جان، اور ذکر
عہد ہی کی بدولت زندہ و قائم۔
جو زندگی کسی عہد کی پابند نہیں، کوئی زندگی نہیں،
آوارہ ہے۔
زندگی عہد سے بہرہ ور ہو کر زندگی کہلائی۔

ذاکر، ذکر، مذکور جب ایک ہوئے
اصطلاح میں اِسے وصل کہتے ہیں۔

وَصل باللہ

وصل چیست ؟
اِنتہائی خلوت و خلّت (خلیل کا مقام)
کی محبّت کا اِصطلاحی نام وصل ہے۔

اِلٰہی وصل ——— الٰہی عنایت کے تابع

جِدّ و جُہد سے مُبرّا۔ یاحیّ یاقیوم

ذاکر و مذکور کے مابین ذات و صفات کا پردہ ہوتا ہے ورنہ حقیقتاً ذاکر مذکور کے اور مذکور ذاکر کے رُوبرُو ہوتا ہے ذات جب صفات کا مظاہرہ کرنے لگی، شاھد و مشھُود بنی۔

ذِکرِ الٰہی کا ہر صیغہ ذاکر کے تن و من میں اپنی صِفت کی عظمت کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے اور اِسی سے ذاکر پہ وجد طاری رہتا ہے۔

سارنگی کی تار پہ جب کلماتِ طیّبات کا راگ جاری ہُوا، مجذّبیت کا وجد طاری ہوا۔

بجانی ہے تو اُنہی کی بین بجا
تیرے منہ میں اُنہی کی بین ہو

اُنکی بین کبھی بند نہیں ہوتی ،

تا حشر جاری رہتی ہے ۔

جس نے بھی اِس بین کو بجایا

کیسے کیسے راگ اِس بین سے نکلے !

نہ میری ذات نہ صفات ،

تیرے نام ہی کی بستی بسائی ہوئی ہے

اور اِس نام ہی کی بین بجائی ہوئی ہے ۔

ذکرِ الٰہی میں ایسا محو ہو اور ایسا منہمک ہو

جو نفس کی محویّت کو مات کر دے !

ایشیا کی پہاڑیوں میں ایک عجیب و غریب قسم کا پرندہ

ققنس ہوتا ہے ۔ نہ نر ہوتا ہے نہ مادہ ۔ اور سارے

جنگل میں ایک ہی ہوتا ہے ۔ اسکی چونچ بہت لمبی ہوتی

ہے جس میں ہزاروں سوراخ ہوتے ہیں ۔ اسکی آواز ایسی رسیلی

ہوتی ہے کہ جب اپنی مستی میں مست ہو کر راگ الاپتا ہے تو جنگل کے تمام پرندے اُسکے گرداگرد جھرمٹ بنا لیتے ہیں۔ تمام پرندوں پر وجدانی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ بہت سے پرندے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس کا یہ حال روز ہوتا ہے۔ جب کبھی جوش میں آکر گانے لگتا ہے، اسکی آواز سُنتے ہی جنگل میں کُہرام مچ جاتا ہے۔ جہاں جہاں کسی پرندے تک اسکی آواز پہنچتی ہے، پھڑپھڑاتا ہُوا اسکی خدمت میں حاضر ہو کر بسمل کی طرح لوٹنے لگتا ہے۔ اسکی مجلس میں اکثر و بیشتر ہر قسم کا پرندہ ہوتا ہے

قُمقُس جب موج میں آکر ملہار گاتا ہے، بارش برسنے لگتی ہے — یہ شنید ہے

ذاکر جب مذکور میں محو ہو کر ذکر کرتا ہے، رحمت برسنے لگتی ہے — یہ دید ہے

ذکر، ذاکر و مذکور ایک ہوئے جیسے دودھ میں پانی
مل کر دُودھ ہوا۔
اور آگ کی آغوش میں لوہا آگ ہو
یہ ذکر کا اصلی اور اِنتہائی مقام ہے

یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ ــــ تسبیح

یَا کَرِیمُ یَا کَرِیمُ یَا کَرِیمُ ــــ دُعا

دو پسندیدہ وظائف، ماشاءاللہ!

یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سے یَا اَحَدُ

اَللّٰہُ الصَّمَدُ سے یَا صَمَدُ

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ سے یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ

اِس سے عظیم تر اور کوئی کلام نہیں!

تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر کے بے شمار صیغے ہیں،

ان میں سے ایک یہ ہے (مقالید السمٰوٰت والارض)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ

وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ

وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ

بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

یہ ظاہری علوم کی تسبیحات ہیں،

میں ان پہ اکتفا کرتا ہوں، مزید کسی کی تمنّا نہیں رکھتا!

ذکرِ الٰہی پہ استقامت فضلِ عظیم ہے

سب اسماء الٰہی (اسماءِ الحسنیٰ) بڑے ہیں،

کوئی بھی نام چھوٹا نہیں۔ جو جانتے ہو ضرور پڑھا کرو

اور اسی پہ اکتفا کیا کرو۔

یہ تسبیحات میرے اللہ سبحانہ، وَجَلَّ شَانُہ، کی وہ

حمد و ثناء ہیں جن کا کوئی نعم البدل نہیں۔

عبادات ـــــ گوناگوں

یہ انتخاب ـــــ خصوصی عنایت

ذِکر کو ذِکر (یاد کو یاد) اور محبّت کو محبّت ازل وابد کا وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلا۔

تیری یاد ہی نے بندوں کو یاد فرمایا ہُوا ہوتا ہے ورنہ کوئی بندہ کیونکر تجھے یاد کر سکتا ہے ؟

تیری یاد ہی نے تیری یاد کا شرف بخشا۔

تیری یاد ہی نے بھولی ہوئی یاد کی یاد دلائی۔

فرمایا : اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ

کیا میں تیرا ربّ نہیں ؟

یہ سُن کر خوب یاد آئی ۔ بار بار آئی۔

کیوں نہیں، تُو ہی تو میرا ربّ ہے !

وہی آواز پھر آئی قَالُوْا بَلٰی

دل و جان سے اقرار کیا

دو ہی تو یاد رکھنے والی باتیں تھیں جو بھول گیا!

تیری یاد نے، اے او یاد کرنے والے،

اِس دل میں دھوم مچا رکھی ہے۔ کسی کے بھی روکے کبھی نہیں رُکتی۔ اُبھر اُبھر کر اور بدل بدل کر رنگ پہ رنگ چڑھائے رکھتی ہے۔

اِس حال میں، اللہ کرے، یہ مَن کبھی غافل نہ ہو،

سرمدی سرُور کا متوالا رہے!

تیری یاد کا کرم، یا اکرم الاکرمین،

بِن پائے، آرام نہ آئے!

جس بندے کا اللہ آسمان پہ ذکر کرتا ہے وہی بندہ دُنیا میں اللہ کا ذکر کیا کرتا ہے۔ بندے کا ذکر کرنا اللہ کے ذکر کی بدولت ہوتا ہے۔ جب آپ کسی کو ذکر میں مصروف

دیکھیں تو سمجھیں کہ اللہ اس کا ذکر فرما رہا ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ فَاعْلَمْ

یاد ہی کی بدولت یاد آئی۔

تُو بادشاہ ہے، تُو ہی بادشاہ ہے۔

زمین و آسمان میں تیرا ہی حکم جاری ہے۔

اجازت کے بغیر نہ کوئی تیری طاعت کر سکتا ہے نہ ذکر۔

ارض و سما کی ہر شے تیرے ہی حکم کے تابع ہے۔

تیری اجازت کے بغیر پتّہ تک نہیں ہلتا، نہ ہی کوئی ذرّہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتا ہے۔

جو تُو چاہتا ہے ——— ہوتا ہے

نہیں چاہتا ——— کبھی نہیں ہوتا

جس کی طرف تُو متوجّہ ہوتا ہے وُہی تیری طرف!

بندہ اللہ کی طرف متوجّہ ہو سکتا ہی نہیں جب تک

اللہ بندے کی طرف متوجّہ نہ ہو۔

بندے کا اللہ کی طرف متوجّہ ہونا درحقیقت اللہ ہی کی توجّہ کی بدولت ہوتا ہے اور اسی سے مقبول الاسلام اعمال کا ظہور۔

ذکرِ الٰہی اِذنِ الٰہی پہ موقوف ہے۔ کوئی بندہ بدُوں اذنِ الٰہی ذکر و طاعت پہ قدرت نہیں رکھتا۔

میرِ محفل کی اجازت کے بغیر نغمہ ساز نغمہ سرائی کی کیسے جُرأت کر سکتا ہے۔؟

ساز ہے، نغمہ ہے، وقت ہے، فراغت ہے، اِجازت کا مُنتظر ہے!

اپنے آپ محفل میں کون کوئی راگ آلاپ سکتا ہے؟

ذِکر کے بدلے ذِکر کا وعدہ ہے۔

(کشف و کرامات کا نہیں)

ذکرِ الٰہی کا وُرود اِصطلاح میں کشف کہلاتا ہے۔

ذکر ——— جڑ

باقی ہر شے ——— پھل و پھول

ذکر اِختیاری اور کشف غیر اِختیاری ہے۔

ذکر کسبی اور کشف وھبی ہے

ہر غیر اِختیاری امر غیر ضروری ہوتا ہے اور طاعت و ذکر کے سوا ہر امر غیر اِختیاری ہے۔ غیر اِختیاری اُمور کا طالب حقیقتاً اللہ کا طالب نہیں ہوتا۔

کشف و کرامات لامحدُود اور لامطلُوب ہیں۔ ان کا طالب ہمیشہ بے چین و بیقرار رہتا ہے۔ اسے وہ سکون کبھی نصیب نہیں ہو سکتا جو اہلِ ذکر کو حاصل ہوتا ہے۔

ذِکر و طاعت مطلُوب اور کشف غیر مطلُوب ہے

ذِکر مُعتبر اور کشف غیر مُعتبر ہے۔

ذِکر فی نفسہٖ مصدّق اور امرِ الٰہی کی تعمیل ہے۔

کشف میں سراب و فریب کا اِمکان اور واجبُ التّصدیق ہے۔

کسی بھی انوار کا ظہُور ہو نہ ہو،

ذِکر قائِم رہے اور دائِم رہے !

انوارات ۔ عموماً نفس و خنّاس کا سراب و فریب۔

کسی ولایت میں نہ کشف ضروری ہے نہ کرامت لیکن

ہر ولایت میں ذِکر ضروری ہے اور اطاعت۔

ذِکر و طاعت کے بغیر کوئی طالب کسی مُراد کو نہیں پہنچ سکتا۔

ذِکر کے بدلے ذِکر کا وعدہ ہے نہ کشف کا وعدہ ہے نہ کرامت کا۔

ہماری منزل میں ذِکر و طاعت نہیں مطلب و مُراد ہے۔

اگر صرف ذِکر و طاعت ہوتی، ضرور بامراد ہوتی۔

ذِکر و طاعت زِندگی کے دو شاہ مُہرے ہیں۔

ساری عُمر بندے کی تلاش میں گزُری، بندہ نہ ملا !

بندے کے پاس دیکھنے کی دو ہی چیزیں ہوتی ہیں :

طاعت اور ذِکر

جہاں یہ نہیں ، وہاں کچھ بھی نہیں اور جہاں یہ ہیں، وہاں سب کچھ ہے۔

سلوک و جذب زندگی کی جِدّوجُہد کے دو اِصطلاحی نام ہیں اور یہ منازل زبانی کلامی نہیں، ذِکر و طاعت کی ہوتی ہیں۔

مَن میں تیرا ذِکر اور تن میں تیری طاعت رہے۔ آمین۔

ذِکر کرتا ہوں ، مُطمئن نہیں ہوتا !

کیوں ؟

اِس لیے کہ معصیّت سکِینت کو کھا جاتی ہے۔

تُو اللہ کے ذِکر کے لیے ہر شے چھوڑ کر فارغ ہُوا ، اگر مَعصیّت نہ چھوڑی گویا کچھ بھی نہ چھوڑا !

مال واسباب کا تارک اگرچہ تارک گردانا جاتا ہے،
اصل ترک معصیّت سے اِجتناب ہوتا ہے۔
دِل معصیّت سے مکدّر اور ذِکر وطاعت سے منوّر ہوتا ہے۔
دِل جب مکدّر ہُوا، یاس وحُزن کا شکار ہُوا۔
جب منوّر ہوا۔ خزینۂ اسرار ہوا۔
مکدّرات میں جُملہ منہیات کا تلاطم اور
اَنوارات ——— ہر نُور سے مزیّن۔
ذِکر اور طاعت کی منزل مُستغنی عَنِ المدارج ہوتی
ہے، تبلیغ وخدمت کے سِوا کسی بھی کمال کو کبھی خاطر میں
نہیں لاتی۔
ذِکر وطاعت تیری منزل کے دو نشان ہیں،
یہ نِشان گِرنے نہ پائیں!
ذِکر وطاعت سے حال اور حال سے جلال پیدا ہوتا ہے

جو بھی شے ذکر و طاعت کے صیغہ میں شمار نہیں ہوتی اور جو بھی شے ذکر و طاعت کی راہ میں مُخل ہو، کسی بھی انداز میں مُخل ہو، ترک کی کتاب میں واجبُ الترک ہے اگرچہ میرِ وسُلطان کی محفل ہو۔

عزّت و ذِلّت ۔ دونوں عارضی

ذکر و طاعت ۔ باقیات الصّالحات

روکو مت ، آنے دو

ذکرِ الٰہی کرنے دو

جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، کسی اور کا نہیں ہوتا۔

اللہ کا ذکر ——— ہر ذکر سے اعلےٰ

کسی مسجد کی بے حرمتی مت کرو۔ مسجد کی بے حُرمتی مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا ہے۔ مسجد میں اللہ کے ذکر کے سِوا کوئی اور ذکر نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی نے ذِکر کے علاوہ کسی

اور اگر پہ کوئی بات کرنی ہو تو مسجد سے باہر نکل کر کرے
اور کسی کو بھی مسجد میں ذکر کے سوا کسی اور ذکر کی اجازت نہیں
یہ مسجد ہے ،
مسجد میں دنیاوی باتیں مت کرو
اللہ کا ذکر کرو
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا
وقت آنے والا ہے کہ لوگ دُنیا کی باتیں مسجدوں کے
اندر کریں گے پس تم اس وقت ان لوگوں میں نہ بیٹھنا ،
اللہ کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۶۰)

مسجد اللہ کا گھر اور واجب الادب و احترام ہے
مسجد کا احترام یہ ہے کہ مسجد میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے
ذِکر کے سوا کوئی اور ذِکر نہ ہو۔

مسجد اپنے ادب و احترام کرنے والے کے حق میں اللہ سے دُعا کرتی ہے، سفارش کرتی ہے اور اللہ اپنے گھر کا احترام کرنے والے کو محترم بنا دیتا ہے۔

مساجد میں عبادت بھی ہوتی ہے، باتیں بھی۔ بعض اوقات مساجد دُنیاوی باتوں کا سب سے بڑا مرکز ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ شب و روز جاری رہتا ہے، کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ ایک جماعت ہمیشہ دو حصّوں میں بٹی اور ڈٹی رہتی ہے۔ ایک حصّہ ذکر میں، دوسرا باتوں میں مصروف رہتا ہے۔

ایک مسجد میں لکھا ہُوا دیکھا "یہاں کوئی تبلیغ نہیں کر سکتا"، ایک اور مسجد میں یہ لکھا ہوا دیکھا "یہاں ذکرِ الٰہی کی محفل نہیں ہو سکتی"!!

مسجد اللہ کے ذکر کے لیے ہوتی ہے، اگر مسجد میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے تو اور کیا کیا جائے؟

حضرت صاحب کی ذاتی مصروفیات اتنی زیادہ ہیں کہ انہیں خود تو ذکر کرنے کی فرصت نہیں ملتی لیکن اوروں کو بھی ذکر کرتے دیکھ نہیں سکتے۔

اہلِ ذکر تو مجالس کا انعقاد کہیں نہ کہیں کر ہی لیں گے، اپنے گھر میں کریں یا کُھلے میدانوں میں، یہ ذوق تو انہوں نے پُورا کرنا ہی ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی آخر وہ کونسی وجہ ہے جس کی بنا پر مساجد میں اللہ کے ذکر کی مجلس کو روکنا ضروری سمجھا جاتا ہے!

یا اللہ یا رحمٰن یا حیّ یا قیّوم، یہ سب معاملات تیری رحمت کے محتاج اور قابلِ غور و اِصلاح ہیں۔

مسجد اللہ کا گھر ہے، کسی کی ذاتی ملکیّت نہیں!

اللہ کے گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو کس کا ہو؟

اللہ کے بندو، اللہ کے بندوں کو اللہ کے گھروں میں

اللہ کے ذکر سے نہ روکا کرو بلکہ ذکر کی تلقین کرو!

جس طرح قیامت کے دن مقتول اللہ رب العالمین کے حضور استغاثہ کریں گے کہ قاتلین نے انہیں کیوں قتل کیا، اسی طرح دینِ اسلام کے مبلّغ بھی اپنے اللہ تبارک تعالیٰ عزّوجل ذوالجلال والاکرام کے حضور میں یہ مطالبہ کریں گے کہ انہیں تیرے بندوں نے تیرے گھروں میں تیرے ذکر سے کیوں روکا؟

اوّل تو ایک مُدّت سے یہ میخانہ ہے ہی بند، اگر کہیں کسی نے اسے کھولنے کی کوشش کی تو اُس کے گرد ہو گئے اور بُری طرح روکا۔ یا اللہ! تیرے ذکر کا یہ معاملہ تیری رحمت کا محتاج ہے۔

حدیثِ قدسی ہے اللہ سبحانہ، فرماتا ہے قیامت کے روز لوگوں کو معلوم ہو جائے گا اہلِ کرم (جن پر اللہ سبحانہ،

انعام فرمائے گا) کون ہیں ؟

دریافت کیا گیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم اہلِ کرم کون ہیں ؟ آپ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

مساجد میں ذکر کی مجلسیں کرنے والے

(ابو سعید خدری رض / ابن حبان / طبرانی فی الکبیر / ابو یعلی رض)

بندے اللہ کا ذکر نہیں کرتے، شُکر نہیں کرتے اور فِکر نہیں کرتے اور بالکل نہیں کرتے۔

اِن تینوں کا ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے جو ذِکر کرتا ہے اللہ اسے شُکر کی توفیق بخشتا ہے۔ اور ذِکر و شُکر ہی کی بدولت فِکر عنایت ہوتا ہے۔

دُنیائے داستان میں ذِکر و شُکر و فِکر ہی کی داستانیں ہوتی ہیں۔

آدمی ذکر نہیں کرتا اور شُکر نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی

بھی حال میں خوش نہیں رہتا۔ نہ شاہی میں خوش نہ گدائی
میں۔ ہر آدمی جس بھی حال میں ہے، بے قرار ہے۔ اور یہ
بے قراری ترکِ ذکر ہی کے باعث ہے۔

یہی ناشکری کی سزا بھی ہے جو ہم سب کو مل رہی ہے!
ذکر کی توفیق پہ شکر کی بدولت اِستقامت عنایت ہوتی ہے
اور اِستقامت عین کرامت ہے
ذکر کے ساتھ شکر ضروری اور نورٌ علیٰ نور ہے۔
بندہ ذکر کرتا ہے، شکر نہیں کرتا،
یہ نہیں جانتا کہ شکر ہی کی بدولت ذکر کی توفیق ملا کرتی ہے
شکر کیا کر!
عطا پہ شکر تو ہوتا ہی ہے، اِبتلا پہ بھی کیا کر!
اہلِ فقر اہلِ شکر ہوتے ہیں۔ اِن کے نزدیک عطا اور
اِبتلا ایک ہی عنایت کے دو نام ہیں۔
اِبتلا ہی کی بدولت عطا ہوتی ہے۔

طریقت الاسلام اور فقر اِلی اللہ کا بُلند ترین مقام شُکر ہے اور جُملہ مقامات اِس کے تابع۔

تُو کس بات کا شُکر کرتا ہے؟ تیرے پاس تو کچھ بھی نہیں اور تُو کچھ بھی نہیں رکھتا!

یہی تو شُکر کا اصلی مقام ہے کہ بندہ اللہ کے سوا کسی اور لگن میں کبھی مگن نہ ہو، اللہ ہی کی لگن میں مگن رہے!

لگن کی مگن ماسوا سے بے خبر و بیگانہ کر دیتی ہے۔

حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الحمدللہ کہنا بہترین دُعا ہے۔

شُکر کے بعد ذِکر اور ذِکر کے بعد شُکر عین عبادت اور لازم و ملزوم۔

شُکر کی بدولت ہی اللہ بندوں کو ذِکر کی توفیق بخشا کرتا ہے

ذکر کی بدولت ——— شُکر

شُکر ——— عنایات کا ادب

عنایت ——— امانت

عنایت پہ شُکر ——— واجب

ہر دو کی حفاظت لازم و ملزوم

تم ذِکر کرتے ہو، شُکر نہیں کرتے اور فکر نہیں کرتے حالانکہ اِن تینوں کا ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ شُکر کر کہ اللہ نے تجھے صحت بخشی، ذکر کی توفیق بخشی اور ما سِوا سے بے نیازی، اَلحمدُ لِلّٰہ!

ذکر کے بعد شُکر لازم و ملزوم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ حَمداً کَثِیراً طَیِّباً مُّبَارَکاً فِیہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرضٰی

شُکر وہ ہے جو اللہ کی رَضا کو راضی کر لے۔

فقرا کے نزدیک ذِکر و فکر و شُکر میں محو و منہمک رہنا وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم کی مقبول الاسلام تشریح ہے۔

یَا ذَاالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ! بندوں کا تیرا ذکر کرنا
بندوں کے لیے فضلِ عظیم ہے۔
ہر ذِکر کا شہود عرش پہ بھی ہوتا ہے فرش پر بھی!
ذاکر اگرچہ مدہوش ہوتا ہے مگر باخبر۔
مذکور کے انوارات سے صرف مطمئن ہی نہیں مسرور بھی
ہوتا ہے جیسے یہ ذکر یَا ذَاالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ
بیشک فضلِ عظیم بن کر معنوی اعتبار سے بھی مظاہر کرتا ہے
فکر کی زمین میں ذکر کے بیج سے
کردار کا پودا اُگتا ہے۔
دل سے مان یہ دن میری زندگی کا آخری دن اور یہ
ذکر الوداعی ذکر ہے۔
جب کوئی اِس مقام پہ مضبوطی سے کھڑے ہو کر ذکر کرتا ہے،
ذکرِ الٰہی کے فیض و برکت سے خود بخود فکر پیدا ہوتا ہے۔

جیسے کہ زمین میں بوئے ہوئے بیج سے پودا۔ اور
جُملہ مکشوفات و اِیجادات فِکر ہی کے مرہونِ منّت ہیں

طریقت الاسلام کے پانچ ارکان ہیں

و ذکر و فکر و مراقبہ و مشاہدہ وفیض

ذِکر سے فِکر ، فکر سے مراقبہ
مراقبہ سے مشاہدہ اور مشاہدہ سے فیض ہے۔

مفکّر کے فِکر کی محویت انسانیت کی معراج ہے
فکر حکمت کا منبع ، کاشف الاسرار اور بلوغ المرام ہے
چنانچہ طریقت الاسلام میں ذکر کے بعد فکر کو اہم مقام
حاصل ہے فکر سے مراقبہ، مراقبہ سے مشاہدہ اور مشاہدہ ہی سے فیض ہے
فکر ہی فقیر کو نفس کی پہچان کراتا، ظلمت سے نکال کر نُور کی طرف
لاتا اور ذلت سے عزت تک پہنچاتا ہے۔

بحرِ توحید کی تہہ کے وہ گوہر جو تاجِ انسانیت کی زینت
بنا کرتے ہیں فکر ہی کی غوطہ زنی سے برآمد ہوتے ہیں۔

فکر کی اِنتہا مراقبہ ہے یعنی اپنے مقصود و مطلوب کے سوا ہر مقصد و مطلوب سے کُلیتاً منقطع ہو کر اپنے ہی مقصود و مطلوب میں ہمہ تن محو و منہمک ہو جانا۔ جو رفتہ رفتہ مشاہدہ کی صُورت اختیار کر لیتا ہے یعنی جس کے بھی ذکر و فکر میں محو رہا، پردۂ عدم سے عالم شہود میں جلوہ گر ہُوا۔

دریا منبع سے جاری ہوتے ہیں۔ شریعت و طریقت و معرفت کا منبع ذِکر ہے۔

علم و حکمت اور عشق و رقّت کے چشمے ذکر ہی کے منبع سے پھوٹا کرتے ہیں اور ازل و ابد کے تمام مقامات اِسی چشمہ کی آبشاریں ہیں۔

منبع قیامت تک کے لیے دریا کا کھنیل ہوتا ہے۔

منبع کی وسعت اِدراک میں نہیں آسکتی،

تحت الثریٰ تک ہوتی ہے۔

لذّت و زینت و راحت و شُہرت کا حاصل فتنات و
ندامت اور ذِکر و فِکر و شُکر و اطاعت کا حاصل علم و حکمت
اور عشق و رِقّت۔

دونوں میں جو تجھے پسند ہو، اختیار کر!

وَ ما عَلَینا اِلّا البَلاغ

ہر شے سے افضل ذِکر ہے

جو شے ذِکر کے لیے وقف ہے، وہ بھی افضل ہے۔
زمین کا جو خِطّہ ذِکر کے لیے وقف ہے، مسجد ہے
اور مسجد سے مقدّس اور کوئی مقام نہیں۔ نہ محل نہ دربار۔
مقام کی عظمت ذکرِ الٰہی پہ موقوف،
زندہ رکھنا مُستحسن۔

جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اللہ ہوتا ہے
جہاں اللہ ہوتا ہے، رحمت ہوتی ہے

اور ہر شے ہوتی ہے۔

جہاں ذِکر نہیں ہوتا، کچھ بھی نہیں ہوتا،

مُردنی چھائی ہوتی ہے!

بادشاہوں کو حسرت ہے کہ وہ دُنیا میں فقیر ہوتے۔ سب کے سب کہتے ہیں اگر ہم دُنیا میں کچھ بھی نہ ہوتے تو کیا خُوب ہوتا! اور وہ کام کرتے جو یہاں کام آتے۔ کوئی مال جمع نہ کرتے اور نہ ہی چھوڑ کر یہاں آتے۔ اللہ کا مال اللہ کی راہ میں لگا کر آتے تو کیا خوب ہوتا! اللہ کا ذِکر کرتے۔ ذِکر کی مجلسوں میں جاتے۔ اللہ کیلئے جیتے اور اللہ ہی کے لیے مَرتے۔

زِندوں کو زِندگی کا نمونہ دے کر آتے اور زِندگی کی حسرت مٹا کر آتے!

خاندانِ مُغلیہ کے نامور شہزادہ سلیم کے محل سے سنسان اور

ویران تیری دُنیا میں کوئی اور جگہ نہیں۔ بالکل غیر آباد اور چمگادڑوں کا مسکن ہے۔

یہ قلعہ جو کبھی شہزادوں کی آرام گاہ تھا، آج اہلِ بصیرت کی خاموش درس گاہ ہے۔

جب وہ قلعہ کے در و دیوار سے مخاطب ہُوا کہ بتا تو سہی تُو اِتنی شان سے بس کر کیوں اُجڑا ؟

اِس پر اُس نے خون کے آنسو بہائے اور کہا کہ مُجھ میں ہر شے تھی، ایک اللہ ربّ العالمین کا ذِکر نہ تھا۔

شب و روز شاہی ارباب کا جھمگھٹ رہتا۔ یہاں کیسے کیسے دیوان لگے، لیکن ذکرِ الٰہی کی محفل ایک بھی نہ لگی۔ یہ قلعہ کسی بھی وقت رقص و سُرود کی محفل سے خالی نہ رہا لیکن ذکرِ الٰہی کی مجلس کو ترستا ہی رہا۔

پھر اُس نے حق کی بھرپور تائید کی

اِس میں کوئی شک نہیں کہ مقامات اللہ ربّ العالمین کے ذِکر ہی سے آباد اور قائم رہا کرتے ہیں۔ جہاں اللہ کا ذِکر ہوتا ہے اللہ کی رحمت برسا کرتی ہے اور وہ کبھی نہیں اُجڑتا یا یوں کہ جو مقام اللہ کو پسند ہوتا ہے، اللہ وہاں اپنے ذِکر کی توفیق بخش دیتا ہے۔

کاش یہاں اللہ کا ذکر ہوتا اور یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے!

یہ مقام بڑا اِترایا کرتا تھا کہ مُجھ سا خوش نصیب کوئی اور مقام نہیں! میں شہزادے کا شیش محل ہوں! اور آج یہ ندامت کا لبادہ اوڑھے فریاد کرتا ہے کہ کاش، مَیں کسی گمنام فقیر کا ایک حقیر مسکن ہوتا اور لوگ مُجھ سے فیض حاصل کرتے!

مقام کوئی بھی ہو، جہاں ذِکر نہیں ہوتا،

بے کیف ہوتا ہے اور مُردنی چھائی ہوتی ہے۔

بے شک مقامات کی تقدیس مقامات کے معبود و مالک کے ذکر ہی کی بدولت ہُوا کرتی ہے۔

تیرے مکان میں مکان کے مکین کا ذکر جاری رہے، شب و روز رہے۔

ذکر کے نُور کی تپش مکین کی آبرُو اور ماسوا کی موت ہے

مکان کے مکین کا ذِکر زِندہ باد!

مَیں اپنے دوستوں سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں میں باقاعدگی سے روزانہ ذکرِ الٰہی کا اِہتمام کیا کریں۔

مثلاً رات کو کھانا کھانے کے بعد ایک جگہ جمع ہوں، اور کچھ نہیں تو چند منٹ الحمدللہ، الحمدللہ ضرور کیا کریں اور پھر حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجا کریں۔

اِنسان کو اللہ نے اپنی ساری مخلوق پر شرف بخشا ہے

اور یہ شرف ذکر ہی کی بدولت ہے۔ اپنے گھروں کو اللہ کے ذِکر سے آباد کرو۔

بیشک اللہ کا ذِکر رحمت و راحت کا موجب اور ہر قسم کے ہمّ و غم کو زائل کرنے والا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنابِ رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا لوگو، اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے زمین میں سیر کرنے کے لیے خاص مقرّر کیے ہیں وہ ذِکر کی مجلسوں میں جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں لہذا تم بھی بہشت کے باغوں میں چرا کرو

صحابہؓ نے عرض کیا بہشت کے باغ کہاں ہیں ؟

آپؐ نے فرمایا ذِکر کی مجلسیں۔

صُبح اور شام اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا کرو۔

عصر کے بعد اور اِشراق سے پہلے کے اوقات ذکرِ الٰہی کے لیے مخصُوص ہوتے ہیں۔

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم دولت کدہ میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اپنے آپ کو اُن لوگوں کے پاس (بیٹھنے کا) پابند کیجئے جو صُبح و شام اپنے رَبّ کو پکارتے ہیں"

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ آیت نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ ایک جماعت کو دیکھا اللہ کے ذِکر میں مشغُول ہے۔ بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خُشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں (یعنی ننگے بدن، ایک لُنگی اُنکے پاس ہے) جب حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو دیکھا، ان کے پاس بیٹھ گئے اور اِرشاد فرمایا:

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ جس نے میری اُمّت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے اُن کے پاس بیٹھنے کا حُکم (فرمایا) ہے۔"

ہر بیماری کا علاج ہر درد کی دوا

ہر پریشانی کا ازالہ ہر غم کا چارہ

ہر لڑائی کا ہتھیار ہر وار کی ڈھال

ہر محصور کے لیے قلعہ ہر شیطان سے حصار

ہر کمی کی تکمیل ہر جدّ و جہد کا مقصود

ہر ایجاد کی ابتدا اور ہر اعتراض کا جواب

اللہ کا ذِکر اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہے

محبّت ——— ایک

نام ——— دو

اللہ سے محبّت میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت اور میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبّت ہے۔

اللہ فرماتے ہیں میرے حبیبؐ کی محبّت ہی میری محبّت ہے۔ جیسے، جس قدر اور جتنی میرے حبیبؐ سے محبّت ہوگی، اُسی قدر اور اُتنا ہی وہ مجھے محبُوب ہوگا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اللہ کے ذِکر سے اللہ کے حبیب صلّے اللہ علیہ وسلّم کی محبّت پیدا ہوتی ہے اور

اللہ کے حبیب صلّے اللہ علیہ وسلّم کی محبّت سے اللہ کا ذِکر جاری ہوتا ہے۔ دونوں لازم و ملزوم!

یاد (ذکر) نے محبّت کو جگایا۔ یاد اور محبّت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یاد سے محبّت اور محبّت سے یاد قائم ہوتی ہے۔ یاد سدا جاری رہتی ہے اور محبّت کو گرمائے رکھتی ہے۔

جہاں یاد نہیں، محبّت بھی نہیں
تیری یاد جب کسی دِل میں گھر کر لیتی ہے پھر کبھی اس سے

دُور نہیں ہوتی، ہمیشہ زندہ و قائم رہتی ہے۔

تیری یاد ہی نے کرم فرمایا اور میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی محبّت کو جگایا۔

ہر شے مٹنے والی ہے، مٹ جائے گی،

اے خسروِ خوباں! تیری یاد کبھی نہیں مٹنی۔

مٹ سکتی ہی نہیں۔ ابدالآباد زندۂ جاوید۔

یہی میرے جُنون کا جُنون، یہی جُنون میرا اثاثہ!

جُنون کو فنا نہیں۔ دائم البقاء، ماشاءاللہ!

سب سے پہلے بندے کے اندر جنون پیدا ہوتا ہے اور پھر جنون ہی جسم الوجود پہ چھا کر ہر فعل کا باعث بنا کرتا ہے۔

جنون کی تلاش میں بڑے بڑے مارے پھرے، اور ٹک تھک ہار کر لوٹے۔ تمنّا رہی کہ کسی بھی قیمت پہ

جنون حاصل ہو، نہ ملا !

بڑے میاں، سچ پُوچھو تو جنون ہی کارآمد کارندہ ہے !

سکون، جنون کا ایک جزو ہے !

اَوّلین بھی کہیں، تو بے جا نہیں !

جسے بھی سکون ملا، جنون ہی کی بدولت ملا !

تُو جذبہ تو رکھتا ہے، جنون نہیں اور جنون کے

بغیر جذبہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔

جذب جنون کا ایک جزو ہے۔

سرِفہرست ——— ذکرِ الٰہی

جذب، صرف جذب، حسد سے پاک ہوتا ہے۔

ماسوا سے کُلیتاً بے خبر و بیگانہ۔ شاہ و گدا یکساں۔

ایک اللہ کو پاکر گویا ہر شے پائی۔ فضل پایا،

رحمت پائی اور برکات۔ ماسوا کی طرف متوجّہ

ہونا محویت کا ابطال اور پریشان حال۔

سانس سے سانس مِلا کر، مخمور ہو کر، مدہوش ہوئے۔

کسی کی بھی کوئی یاد باقی نہ رہی۔

اِصطلاح میں اسے وہ نشہ کہتے ہیں جو ایک بار چڑھ کر کبھی نہیں اترتا۔

جذب و جنون سُود و زیاں سے بے خبر ہو کر ہی الٰہی کاموں میں مشغول ہوتا ہے۔

جنون کا بہترین خمار — اللہ اللہ اور اللہ ہی اللہ ہے۔

کسی کے بھی اُتارے اُتر نہیں سکتا۔ دم بہ دم بڑھتا رہتا ہے۔ ایک بار چڑھ کر کبھی نہیں اُترتا۔ عقل کا معالج تھک تھک کر ہار گیا، کسی بھی علاج سے نہ اُترا۔ اوڑک مایوس ہو کر، لاعلاج قرار دے کر، جنون ہی کا مجنون بن کر داد دینے لگا۔

جنون ہی نے بندے کو اللہ سے ملایا اور جنون ہی نے میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کا راستہ دکھایا۔

جنون جب میرے آقا روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی آغوش میں سمایا کوئی شے یاد نہ رہی۔ اُن ہی کے دَر پہ دُھونی رمادی۔

تیرے ذکر کے سوا، کوئی اور ذکر قابلِ ذکر نہیں۔

اسی طرح فِکر۔

میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم ہی کے جُود و کرم سے تیرا ذکر و فکر جاری ہوتا ہے اور محبّت ہی کی بدولت ہوتا ہے۔ اُنؐ سے محبّت ہی اللہ سے مُحبّت ہے۔

جس نے تیرا ذکر کیا گویا میرا ذکر کیا۔

جو مجھ سے محبّت کرنا چاہتا ہے، میرے حبیب صلّے اللہ علیہ وسلّم سے کرے۔

طریقت میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیبہ کا ایک ظلِّ!

اپنی تعریف سے زیادہ دوست کی تعریف پسند تر ہوتی ہے۔ اپنی گستاخی کو کسی بھی خاطر میں نہیں لاتا، البتہ اپنے دوست کی توہین کو کبھی معاف نہیں کرتا۔

جس ذکر میں میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کا ذکر نہیں ہوتا، فیض کا نام تک نہیں ہوتا۔

آپ کے ذکر ہی کی بدولت بزمِ کونین پُرکیف ہوئی۔

میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم ہی انوارات و اسرارات کا سرچشمہ ہیں۔

تیری نظر جلال و جمال و کمال کا مظہر۔

تیری نظر سے کائنات میں اُجالا ہُوا۔

تیری نظر سے اوجھل ——— اندھیرا

تیری نظر سے ریگستان میں چشمے اُبلے۔
تیری نظر سے نظر پیدا ہوئی۔
تیری نظر ـــــ آبِ حیات کا سرچشمہ
فضلِ ربّانی کا گلستان
بن دیکھے چین نہ پائے
تیری نظر سے ذرّہ ستارہ بن کر چمکا۔
جس کسی پہ پڑی ، ترگیا۔
جس کی طرف اُٹھی ، بن گیا۔
تیری نظر سے تیری نظر کو دیکھا۔
تیری نظر ہی کی بدولت نظروں نے بصارت پائی۔
جس نے تیری نظر میں دیکھا مدہوش ہُوا لُٹ گیا ،
اور پھر کبھی ہوش میں نہ آیا۔
کائنات کا کوئی منظر اسکی نظروں کو خیرہ نہ کر سکا۔

تیری نظر کی غیرت کسی اور طرف متوجّہ ہونے ہی نہیں دیتی۔
بالآخر تیری نظر ہی سے ذکر و فکر و عمل کا باب کھُلا،

ماشاءاللہ!

تیرے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر — حسرت ہی حسرت!

کیوں کیا؟ کیوں کیا؟ کیوں کیا؟

کیوں ہُوا؟ کیوں ہُوا؟ کیوں ہُوا؟

اور میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُحبت کے سوا

اور محبّت — ندامت ہی ندامت

کیوں کی؟ کیوں کی؟ کیوں کی؟

کیوں ہوئی؟ کیوں ہوئی؟ کیوں ہوئی؟

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اللہ کا ذکر اور اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت کسی اور کام کا رہنے نہیں دیتی، اینٹ سے اینٹ بجا کر جہاں چاہتی ہے، لے جاتی ہے۔

ہر رنگ کو مٹا کر بے رنگ کر دیتی ہے۔

ذکر و محبّت کی اہلیّت عنایت کی جاتی ہے،

اپنے آپ نہ کوئی اہلِ ذکر ہُوا نہ اہلِ محبّت۔

مگر جسے بھی چاہا، نواز دیا!

اہلِ ذکر وہ ہے جس کی زندگی اللہ ہی کے لیے وقف و مخصُوص ہو۔ اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجّہ نہ ہو۔

کھانا اور سونا بھی صرف اللہ ہی کے لیے ہو اور شب و روز اللہ ہی کے ذکر میں محو و منہمک رہے

ذکر ہی کے لیے لوگوں سے ملے اور ذکر ہی کی مجالس زندہ اور قائم رکھے، کبھی برخاست ہونے نہ دے۔

کِتَابُ الْعَمَلِ بِالسُّنَّۃِ:

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مُستند محفل اور عین ذکرِ الٰہی!

جُملہ فیوض و برکات کا منبع، ماشآء اللہ!

ہر مُلک و ملّت کے لیے مقبول العمل!

ہر فرقے کے لیے یکساں مُفید، کوئی بھی مُنکر نہیں!

میرے اللہ عزوجل ذوالجلالِ والاکرام بدیعُ السمٰوٰت والارض

رَبُّ الْعَالَمِیْن

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

اللہ کی کتاب قرآنِ کریم وحکیم وعظیم ومجید

ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْن

تمام کاموں سے افضل کام اللہ کا ذِکر اور اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔

ذکرِ الٰہی اور سُنّتِ مُطہّرہ کے عین مطابق عملی نمونے کا اِصطلاحی نام۔ اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ۔ اُمّت کے ہر فرد پر ہر وقت لاگو۔

خلیفہ — طریقت کا مُنتہی۔

خِلافت طریقت کے گِرد گھوما کرتی ہے اور اُمورِ خلافت کی پاسبانی کیا کرتی ہے۔

خلافت عام ہے

کسب پہ موقوف ہے، نسب پر نہیں!

جو کوئی بھی اللہ ربّ العالمین کا ذِکر کرے ،

اللہ تعالیٰ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کرے،

اور مخلوق کی بے لوث خدمت، میرا خلیفہ ہے

ماشآء اللہ!

خلافت کی شرطِ اوّلین : ذکرِ الٰہی

جُملہ علائق ـــــ منقطع

یادِ حق ـــــ قائم و دائم

ہمارے تین کام ہیں :

۱ : ذکرِ الٰہی

۲ : تبلیغ الاسلام

۳ : مخلوق کی بے لوث خدمت

اِن تین کاموں کے سوا کسی چوتھے کام میں کبھی مشغول نہیں ہونا۔

اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اُس نے مجھ سے قائم اپنی نسبت کی ناموس کی توہین کی بلکہ دارالاحسان کے نصب العین کو نظر انداز کر کے اس کے وقار کو ٹھیس پہنچائی اور مجھے شرمندہ کیا، وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ !

ہمارا منشور سہ حرفی

"خُذت" ہے

ہم نے اِسے مضبوطی سے پکڑ لیا اور پکڑا ہوا ہے

خ سے مُراد خدمتِ خلق

ذ سے مُراد ذکرِ الٰہی

ت سے مُراد تبلیغُ الاسلام

ذکرِ الٰہی اور مخلوق کی خدمت میں شب و روز مصروف رہ۔

اِس سے بہتر دُنیا و آخرت میں اور کوئی کام نہیں !

ذِکر سے تبلیغ اور تبلیغ سے خدمتِ خلق۔

فقر کے میدان میں کسی بھی شے کی کوئی حِرص باقی نہیں رہتی۔

مُطلق نہیں اور نام کو بھی نہیں مگر

ذِکرِ الٰہی ،

تبلیغ الاسلام اور

مخلوق کی خدمت

اور مخلوق میں ہر مخلوق شامل ہے۔

مُژدۂ جانفزاء :

جیل خانوں میں ذکرِ الٰہی کی محافل اِہتمام سے مُنعقد کرانے کا شرف حاصل کرنا جُملہ اربابِ اِختیار و معاونین کو مبارک ہو اور ہمارے قیدی بھائیوں کے لیے خیر و برکت کا موجب اور تبلیغِ دین کی تاریخ کا ایک زرّیں باب، ماشاءاللہ!

اِس عنایتِ الٰہی پر جتنا بھی شُکر کریں، کم ہے۔

صاحبِ سلُوک کیلئے چار اہم مصروفیات :

۱ : جذامی حضرات کے لیے اُنکی پسندیدہ یومیہ دعوت

۲ : قیدی بھائیوں کے ہمراہ ذکرِ الٰہی کی مجلس کا اِہتمام و دعوات

۳ : مفلوک الحال بیوگان کو، جن کا کوئی بھی کمانے والا نہیں، اللہ ربّ العالمین ہی کے حوالے ہیں، آٹا تقسیم کرنے کی سعادت حاصل کرنا۔

۴ : الا دعیۃ لِمَغفِرۃ اُمّۃ رَسُول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم شب و روز مصروف۔ یہ مصروفیات دم بھر کے لیے بھی فارغ و غافل ہونے نہیں دیتیں، ماشآء اللہ !

موجودہ دَور میں دانشورانِ ملّت، پروفیسرانِ جامعات، اُدباء و فُضلاء اور ریسرچ سکالرز کے اَذہان میں یہ بڑا تجسّس ہے کہ خانقاہی نظام کیا ہے ؟ اور اِس وقت

خانقاہوں میں کیا ہو رہا ہے ؟ — کے جواب میں :

خانقاہوں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ،

اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور عام مخلوق کی بے لوث خدمت۔

خانقاہ میں ذکر ہوتا ہے، سیاست نہیں ہوتی ۔

جہاں سیاست ہوتی ہے، ذکر نہیں ہوتا۔

یہ ذکرِ الٰہی کی مجلس ہے اس میں سیاست کو شامل مت کیا کرو!

خانگی اور خانقاہی اُمور کی کارکردگی میں جو وقت صَرف ہو، ذِکر میں شمار ہوتا ہے۔

مولوی وُہ ہے جو چاروں مذاہب میں فتویٰ دے سکے

شیخ وہ ہے جو طریقت کے چاروں خاندانوں میں تعلیم دے سکے

فقیر وہ ہے جو شب و روز ہمہ تن و من ذکرِ الٰہی میں محو و منہمک رہے۔

فقیر کی خانقاہ میں اگر ذکرِ الٰہی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا،
فقیر کے بعد بھی ضرور فقیر ہوتا!
اللہ ربّ العالمین کے ذکر اور
رحمۃً للعالمینؐ کی محبّت کے سوا ہر خیال و گمان کو جلا جلا
کر راکھ بنانا، غبار بنا کر کُوچۂ جاناں کی جانب اُڑانا۔ اِکسیر
اور یہی فقیر کے مَیح کی تفسیر۔
مَیح ——— جَل گیا کوڑا
رہ گیا سَیح!
فقراً اپنی جان کے سوا کچھ بھی نہیں رکھتے۔
ذکرِ الٰہی کرتے ہیں، دین کی دعوت و تبلیغ اور
مخلوق کی بے لوث خدمت کرتے ہیں اور یہی ان کا
صدقہ، ماشاءاللہ!
ذکر کے ہمراہ مساکین کے لیے فتوحات لازم و ملزوم۔

بڑے میاں، ہماری کمائی کی کوئی بھی شے دُنیا کے کسی کام
نہ آئے، دین ہی کے کام آئے، ماشاء اللہ،
ذکرِ الٰہی کے لیے
دین کی تبلیغ کے لیے
مخلوق کی بے لوث خدمت کے لیے۔
اللہ مُعطی ہے۔ خانقاہی نظام میں جو شے، اللہ خانقاہ کو بخشتا
ہے، رات کو سونے سے پہلے مستحق مخلوق میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔
کسی اور صاحب کی بابت تو مَیں کچھ نہیں جانتا، البتہ مَیں
اِس نظام کا پابند ہوں۔

ذکرِ دوام اور خانقاہی نظام کے نفاذ کے نمونہ کے لیے چار چیزیں
درکار ہیں: زندگی، صحت، قوّت اور قُدرت۔ اور
یہ تیرے ہی قبضۂ قُدرت میں ہیں یاحیّ یاقیوم!

زندگی بیزار تھی، زندگی کا راز پاکر زندگی کی تمنّا بنی۔
اِلٰہی نظام کے تحت زِندگی ــــ زندگی کی تمنّا۔ اور
کوئی زندگی نہیں۔

اِلٰہی نظام میں غفلت نہیں ہوتی۔
غفلت ــــــ اَرذل العمر
اِلٰہی نظام کو اللہ تک محدود رکھ !
اِلٰہی نظام میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اللہ کے دینِ اسلام
کی بین الاقوامی دعوت و تبلیغ اور عام مخلوق کی بے لوث
خدمت۔ اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔
خانقاہی نظام جب تک پاک رہا، عظمت رہی تمکنت رہی۔
دورِ حاضر کی سیاست میں اُلجھ کر بے سُلجھ ہُوا۔
اور سیاست میں اُلجھن کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا!

میرا اللہ جانتا ہے اور خوب جانتا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں امارت اور سیاست کو قریب تک پھٹکنے نہیں دیا۔ اللہ کرے۔ اِس طریقت میں قیامت تک اسے موقع ہی نہ ملے، ابدالآباد مُنتظر ہی رہیں۔

یہ ذکرِ الٰہی ہے ——— محورہ
یہ تبلیغ ہے ——— کیے جا
یہ مخلوق کی خدمت ہے ——— جاری رکھ
باقی سب سیاست

پیری مُریدی محدود
بالکل ہی محدود
چند افراد پہ مُشتمل

اور ذکرِ الٰہی کی مجلس لامحدود

ارض و سما پہ محیط

جہاں چاہے جدھر چاہے نکل جائے

ہمہ وقت جاری و ساری

مجھے "باباجی سرکار" کہہ کر شرمسار نہ کیا کرو۔

نہ پیر ہیں نہ فقیر،

ذکرِ الٰہی کی مجلس کے میر ہیں، ماشاءاللہ!

و۔ اللہ کا ذکر

و۔ اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ

و۔ اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت

یہ اللہ کے کام ہیں، ماسوا سے کُلیتاً لایحتاج۔

وقف و مخصوص۔ عُرفِ عام بھی ہیں گمنام بھی۔

ذکرِ الٰہی اور دعوت و تبلیغ کے بے شمار اجزاء ہیں،
پیری مُریدی ایک جُزو ہے۔
پیری مُریدی محدُود، ذکرِ الٰہی و تبلیغ و خدمت لامحدُود،
ماشاءاللہ!
مقام و مکان کی قیُود و حدُود سے بالا۔ جہاں چاہے،
جدھر چاہے، نکل جا۔
کسی ایک درخت کے سایہ تلے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ جو
برکات سایہ تلے ہیں، محلّات میں نہیں۔
مکان بدلتے رہتے ہیں،
یہ کام۔ ذکرِ الٰہی، دعوت و تبلیغ اور خدمتِ خلق۔
کبھی نہیں بدلتے،
قیامت تک قائم و دائم رہتے ہیں، ماشاءاللہ!
ہر شے اِنتہا پہ پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے،

ذِکر اور خدمت لامُنتہیٰ ہیں ،

ہر حال میں شب و روز زِندہ اور قائم رہتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ذوالجلال والاکرام نے کمالِ حکمت و قدرت سے اِس بندے کو ہجرت پہ ہجرت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ بار بار فرما کر احسان کی حد کر دی اور مَیں ہر ہجرت پہ پھُولے نہ سمایا۔ مخلوق نے میری ہجرت کی ملامت کی حد کر دی، مَیں نے اِلٰہی حکمت و قُدرت کا بُلند ترین اعزاز سمجھ کر شُکر کیا۔

مَیں نے ہر ہجرت اللہ کے لیے

اللہ کے ذکر کے لیے ، دین اسلام کی تبلیغ کے لیے اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لیے کی۔

فقیر ازلی مہاجر اِلَی اللہ ہوتا ہے ۔ ہجرت فقیر کو ورثہ میں عنایت ہوتی ہے۔ ہجرت کی برکات اَظہر مِنَ الشمس ۔

حالیہ ہجرت میں نہر رکھ برانچ کے جن کھتانوں نے میرا

اِستقبال کیا، میرا بھی حق ہے کہ انھیں ہمہ وقت ذکر و تبلیغ سے معمور رکھوں۔ مزید کسی بھی زمین کی نہ مجھے ضرورت ہے نہ ہی میں نے کبھی کسی سے لینی ہے اگرچہ مُفت دے۔

یہ مسجد اِنس و جانّ کے ذکر کے لیے وقف و مخصوص ہے۔ اِس مسجد میں کوئی مکان کبھی نہیں بنانا۔ نہ ہی کبھی کوئی خیمہ لگانا ہے۔ اِس موجود چھپّر سے زیادہ کوئی شے نہیں بنانی،

واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!

اللہ کی راہ میں نکلے پچاس برس گزر گئے،

جب کہیں جگہ نہ ملی تو سڑک کے کھنانوں میں ذکرِ الٰہی کی مجالس قائم کیں اور سرِ بازار ہر آئے گئے کو ذکر و تبلیغ کی دعوت دی۔ یہ بھی کافی ہے اگرچہ کافی وراالوراء ہے۔

حضرات! یہ بے آباد کھنان ہیں،

صدیوں بعد اللہ تعالیٰ اِنہیں ذکرِ الٰہی کی مجالس کا شرف

بخشنے والا ہے، ماشآءاللہ! اور یہ اُسکی عنایتِ بے پایاں پہ
پھولے نہیں سماتے کہ ان میں شب و روز ذکرِ الٰہی ہوا کرے
گا اور اِنس و جانّ مجلس میں شریک ہوں گے، ماشآءاللہ!
یہ مسجد ذکرِ الٰہی اور دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے مخصوص ہے

لمبائی ——— ۳۰۰ فٹ

چوڑائی ——— ۳۰ فٹ

اللہ تعالیٰ آپ سب کو فیض یاب فرمائے آمین یا حیّ یا قیوم

ہم نہری کھتانوں میں خانہ بدوش مُسافر ہیں۔
ذکرِ الٰہی کرتے ہیں، دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور
مخلوق کی بے لوث خدمت۔

یہاں ذکر و تبلیغ کا بین الاقوامی اجتماع

ہمیشہ زندہ اور قائم رہتا ہے، ماشاء اللہ!
اِنس و جانّ ہمہ وقت حاضر و موجود، الحمدللہ!
اور کافی ہے۔

ارض و سما کا چپّہ چپّہ
ذکر میں مصروف و مشغول۔

پسندترین تسبیح : سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ
واللہ اعلم بالصواب

یَا بُدُّوحُ فہارسِ ذکر میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔

ذکرِ الٰہی کا حیلہ —— اَللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم کو
راضی کرنے کا اَنسب وسیلہ۔

صِرف اللہ کو خوش کرنے کیلئے اللہ کی قَسم، اللہ اللہ کرتے
ہیں اور اُسکی خوشنودی کے سوا کسی بھی شے کے مُطلق
طلبگار نہیں۔

اِرد گِرد کے شجرات و سبزیات کی ہمراہی کا شُکریہ!

یہ مجھ سے اِس قدر مانوس ہیں کہ دم بھر کی مفارقت کی تاب
نہ لاتے ہوئے کُھلا جاتے ہیں۔

پتّا پتّا ذکرِ الٰہی میں مصروف ہے،
نہیں ـــــ تو مَیں نہیں!

یہانتک کہ در و دیوار اور کھیتوں میں پڑے ہوئے مٹّی کے
ڈھیلے بھی ذکر ہی میں مصروف ہیں کوئی غافل نہیں مگر مَیں۔

ذرّہ ذرّہ پتّہ پتّہ ہر آن ذکر میں مصروف ہے،
نہیں تو آدم زاد نہیں!

پرند کہتے ہیں: "تُو ہی تُو، تُو ہی تُو"
تم کیوں نہیں کہتے؟

ہر شے اللہ کا ذکر کرتی ہے۔
کوئی بھی شے ایسی نہیں جو اللہ کا ذکر نہ کرتی ہو
یہانتک کہ مٹّی کے ڈھیلے بھی۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ

اُس کی تسبیح بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان

وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ

اور زمین اور وہ سب جو اِن میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں

مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

جو تعریف کے ساتھ اُسکی تسبیح (قالاً یا حالاً) نہ کرتی ہو۔

وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ

لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

بلاشُبہ وہ بہت تحمّل والا بڑا بخشنے والا ہے۔

(بنی اسرائیل - ۴۴)

جنگل کی مجلس میں ایک ذاکر ہی نہیں مذکور
کی رنگا رنگ مخلوق بھی ذکر میں شامل رہتی ہے۔
چڑیوں کی چہچہاہٹ، اگرچہ وہ بیچاریاں کسی بھی زمرے
میں شمار نہیں ہوتیں، سب سے مقبول ماشاءاللہ!
یہ راہ گیر مسافر ہے
مسافر کی دُنیا ایک بُقچی میں بند ہوتی ہے
مسافر کسی کا بھی دوست نہیں ہوتا
دوست مَت بنا، دوستی کا دم مت بھر۔
درخت تلے ستانے کے لیے لیٹا
اُٹھا
ناد بجایا
سیمرغ ساتھ تھا، سُنتے ہی دُور و نزدیک سے تمام پرندے
پھڑ پھڑا کر اس کے گرد جمع ہونے لگے۔

ایک جھگٹ لگ گیا۔ اُلّو باقی تھا وہ بھی آ پہنچا۔

چلو پرندو

اپنی اپنی بولیاں بول کر محفل گرماؤ

اشارہ پاتے ہی پرندوں کی دُنیا نے جنگل میں ایک دھوم مچا دی۔ رنگارنگ پرندے، نَو بہ نَو بولیاں،

ایک رنگ بندھ گیا!

خود بھی غافل نہیں، کسی کو بھی دم بھر کیلئے غافل ہونے نہیں دیتے!

سیمُرغ کی رفاقت کی تاب نہ لاتے ہُوئے اُڑ جاتے ہیں، ولولہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔

بے تاب ہو کر پھر آ جاتے ہیں۔

پرندے آتے رہتے ہیں، جاتے رہتے ہیں،

محفل کبھی برخاست نہیں ہوتی، ہمیشہ جاری رہتی ہے!

چند آوازیں (خُمرہ و تیتر) جنگل کی زینت ہوتی ہیں:

• حق سِرُّہٗ حق سِرُّہٗ حق سِرُّہٗ

• سُبحان تیری قدرت، سبحان تیری قدرت، سبحان تیری قدرت

خُمرہ پرندوں کی دُنیا کا مخمور پرندہ ہے۔ شب و روز مخمور رہتا ہے۔ جب جوش میں آتا ہے، حق سِرّہ کہہ کہہ کر سونے والوں کو جگا دیتا ہے اور دن کو کام کرنے والوں کو یاد دلاتا رہتا ہے۔ گھڑی دیکھ لیں عین وقت پر تسبیح کیا کرتا ہے۔ خُمروں کی گنگناہٹ ساری رات وقفہ بہ وقفہ جاری رہتی ہے۔ جانتے نہیں کہ تسبیحات میں مصروف رہتے ہیں! مداومت خُمروں سے سیکھ، سدا مخمور رہتے ہیں۔

جنگل کا سکون جنگلی جانوروں کے ذکر کی بدولت بے مثل ہوتا ہے۔ پرندے معصوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کثرت سے ذکر کرنے والے۔

آبادی اسکی برابری نہیں کر سکتی۔

معصوم زبانوں پہ جاری ذکرِ الٰہی کے زنگار رنگ کلمات نہ صرف جلال کی تپش کی شدّت کو کم کرتے ہیں بلکہ اسے مدھم کرتے کرتے جمال میں بدل دیتے ہیں۔

گویا معصومیّت کے ظہور سے — جلال کافور

—— جمال ظہور

کیسی کیسی مخلوق کیسے کیسے مقامات پہ رَین بسیرا کرتی ہے!

کوئی سمندر کی تہہ میں، کوئی پہاڑ کی کھوہ میں

کوئی بحرِ منجمد شمالی میں، کوئی جنوبی میں

کوئی خشکی میں، کوئی تری میں۔

زبانِ حال سے کوئی بھی ذِکر کی منکر نہیں

بندوں کی طرح جانور بھی اہلِ ذکر ہوتے ہیں،

موت کے بعد اُنکی کھالیں ذاکرین کے مُصلّے بنتے ہیں

واللہ اعلم بالصواب

ایک نوخیز برفانی مارخور بکرا شکاری کی گولی کا نشانہ بنا۔
شکاری نے رَج کر گوشت کھایا،
اسکی کھال کا مُصلّٰے مجھے مِلا، ماشآءاللہ!
یقیناً ذِکر کرنے والا ہوگا!
رات کو اللہ کے ذکر کیلئے جاگا کرو اور دِن کو سویا کرو،
جنگلی درندوں کا بھی یہی شیڈو ہوتا ہے۔
کر کے دیکھ لو، ذکرِ الٰہی میں ہر شے ہے
اِطمینان و قُرب و نجات و ولایت
اللہ کی قسم، یہ بالکل سچّ ہے۔
ایک شخص حضورِ اقدس صلّے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں سائل
بن کر حاضر ہوا۔ اُس نے آپؐ سے چند سوالات کیے
جن کے جوابات آپؐ نے مرحمت فرمائے۔
اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے عرض کیا :

مَیں اللہ کے دربار میں سب لوگوں سے زیادہ مُقرّب
بننا چاہتا ہوں۔
آپؐ نے فرمایا اللہ کا ذِکر کثرت سے کر، تُو اللہ کے
دربار میں سب سے زیادہ مخصوص اور مُقرّب بن جائیگا۔
دیکھنے والی چیز تو تیرا قُرب ہے اور
ذکرِ الٰہی ——— عین مُوجبِ قُرب
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (قٓ- ۱۶)
قُرب کی ماہیّت: اقرب، قُربِ تام۔
قُرب کے ہمراہ اقرب قریب تر!
دَم بھر کے لیے بھی دُور نہیں ہوتا۔
قُرب میں عبد و معبُود کے مابین وہ ہمکلامی ہوتی ہے کہ
جبریلؑ تک بھی اسے پا نہیں سکتا۔
قُرب کی حقیقت نہ کوئی دوسرا سمجھ سکتا ہے اور

نہ ہی کوئی اسے بتا سکتا ہے۔

قُرب میں ہر سوال کا جواب اور ہر عُقدے کا حل ہوتا ہے۔

قُرب میں اِلٰہی پیغام پہ مبنی زِندگی کا وہ منشور ہوتا ہے

جو کبھی غلط نہیں ہوتا اور جو رہتی دُنیا تک زِندہ و قائم رہتا ہے۔

قُرب میں پُوری کفالت ہوتی ہے، نُصرت ہوتی ہے،

عاطفت ہوتی ہے، راحت ہوتی ہے، سُرور ہوتا ہے

اور خمار — جو کبھی اُتر نہیں سکتا۔

قُرب میں تسلیم ہوتی ہے، اِعتراض کا خیال تک نہیں ہوتا۔

قُرب میں رحمت ہوتی ہے، زحمت کا نام تک نہیں ہوتا۔

قُرب میں یاد ہوتی ہے، غفلت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

قُرب میں حضوری ہوتی ہے، دُوری کا امکان تک نہیں ہوتا

قُرب میں ——

اِمتنان ہوتا ہے ، کُفران نہیں

اِتّصال ہوتا ہے ، اِفتراق نہیں

اطاعت ہوتی ہے، معصیّت نہیں

پابندی ہوتی ہے، آزادی نہیں

وحدت ہوتی ہے، غیریت نہیں

مدہوشی ہوتی ہے، بے ہوشی نہیں

الغرض قُرب میں کیا نہیں ہوتا اور کیا کیا نہیں ہوتا!

یہ منزل کٹھن ہے۔ مُشکل ترین بھی کہیں تو بے جا نہیں۔

ہر کوئی نہ اس کا متحمّل ہو سکتا ہے نہ گزر رکھتا ہے

دعوے دار ——— ہزار

صاحبِ حال ——— خال خال

تقریب ——— قُرب کا مُوجب

قُرب ——— تقریب میں تلاش کر

مجالسِ ذکرِ الٰہی ——— ہر تقریب کی اصل

ذکرِ الٰہی کی مجلس جسم الوجود میں ایک بار منعقد ہو کر کبھی برخاست

نہیں ہوتی، تادمِ آخر قائم و دائم۔ اِصطلاح میں اسے قُرب کی تقریب کہتے ہیں۔

جس تقریب میں کیف و سُرور نہیں ہوتا، بے جان ہوتی ہے، جمُود گردانی جاتی ہے۔

اگر جینا ہی تھا تو اللہ کے ذکر کے لیے جیتا!

اگر مَرنا ہی تھا تو اللہ کی راہ میں مرتا!

گویا جینے اور مَرنے کی کوئی حسرت باقی نہ رہتی!

خاتمہ بالخیر کی بابت میں کسی کو کیا بتا سکتا ہوں، اپنے متعلق بھی نہیں جانتا، البتہ ذکرِ الٰہی خاتمہ بالخیر کا اُمید افزا مقام ہے۔

اللہ سے اللہ کا ذِکر مانگ گویا دُنیا، دین اور آخرت کی ہر شے مانگ لی!

مَرنے کے بعد کسی کے ساتھ کیا کچھ ہوگا، اللہ ہی بہتر

جانتا ہے **البتہ** تیرے ذِکر کے سِوا، اے میرے ربّ العالمین، تیری قسم، ہمیں کسی بھی شے سے مُطلق دلچسپی نہیں!

نہ کسی حُور کی آرزو رکھتے ہیں نہ غِلمان کی، نہ مشروبات کی نہ تفریحات کی۔ تیرے ذِکر اور تیرے حبیب اور میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خیال ہی کی لگن میں مگن ہیں۔ یہی ہماری دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے، ماشآءاللہ!

جنّت تو کسی نے دیکھی نہیں، وراء الوراء ہوتی ہوگی، کسی بھی شئے کی کمی نہ ہوگی، لیکن کسی کا کسی کے خیال میں محو رہنا کسی بھی طرح جنّت سے کم نہیں!

ذِکر کے لیے کھاتے ہیں،
کھا کر ذِکر کرتے ہیں۔

یہ اللہ کی راہ ہے ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے چلا چل۔

یہ اللہ کا ذکر ہے ، محورہ۔

یہ دین کی تبلیغ ہے ، جاری رکھ۔

یہ مخلوق کی خدمت ہے ، کیے جا۔

یہ دُور کی منزل ہے ، پر کوئی دُور نہیں۔

طے ہونے پہ آئے تو دَم بھر میں ہو جائے۔

ذکرِ الٰہی کی محویّت کے دوران

جنگل میں ننگے پاؤں رہنا

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ (طٰهٰ : ۱۲)

کی ایک مُوسوی تشریح ہے

ذِکر کیا کر

ذِکر کا وُرود ——— مَظہرُ العجائب

جو کام و کلام

اللہ ذوالجلال والاکرام اور میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کے لیے کیا جاتا ہے اور صرف خلق کی بھلائی مقصود ہوتی ہے، عین حکمتِ الٰہی کا مظہر، توحیدِ الی اللہ کا انسب معمول اور ثوابِ عذاب سے بالا۔

اصطلاح میں اسے مظہر العجائب والغرائب کہتے ہیں۔

الٰہی پیغام، کائنات کی بھلائی کا امین ہوتا ہے۔

الٰہی پیغام ——— ذکرِ الٰہی ،

دین کی دعوت و تبلیغ اور

مخلوق کی بے لوث خدمت

کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ نہ رُک سکتا ہے نہ کوئی روک سکتا ہے، جاری ہو کر رہتا ہے۔

جُملہ پیغامات اِس کے تابع۔

ذِکر کے بدلے ذِکر

فِکر کے بدلے فِکر اور

خِدمت کے بدلے خِدمت کا وعدہ ہے۔

اور اِن میں سے کوئی بھی رائیگاں نہیں جاتی،

ہر شے بلوغ اِلیٰ المرام۔

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بندوں کو ذِکر و شُکر کا حکم دیا ہے اور ذِکر کے بدلے ذِکر کا وعدہ فرمایا ہے۔ اِس سے افضل و اَرفع اور کیا مقام ہو سکتا ہے کہ کون و مکان کا خالق و مالِک اپنے بندے کا ذِکر فرمائے اور یہ عطا کی حد، عنایت کی حد، کرم کی حد اور بندہ نوازی کی حد ہے۔

اللہ ربّ عرشِ مُعلّٰی نے فرمایا۔ مَیں نے اپنے بندوں کو ایک ایسی چیز دی ہے اگر جبرئیلؑ و میکائیلؑ کو دیتا تو البتہ

ان پر بڑی نعمت پُوری کرتا اور وہ ذِکر کے بدلے ذِکر کا وعدہ ہے۔

ف :- اِس آیت کے نزُول سے پہلے حضرت جبرائیلؑ و میکائیلؑ کو بھی اِس راز سے آگاہی نہ تھی کہ بندہ جب اللہ کا ذِکر کرتا ہے، اللہ بندے کا ذِکر کرتا ہے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (پس تم میرا ذِکر کرو میں تمہارا ذِکر کروں گا)

ذِکر کے بدلے ذِکر کا وعدہ ہے۔

ذِکر پہ مُطمئن ہو۔

خوب یاد رکھ، جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتا ہے، اللہ بھی اُس کا ذِکر کرتا ہے۔

بڑے میاں، اِس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے

کہ اللہ بندے کا ذکر کرے ؟ اللہ اللہ ! .....
جب تُو اللہ کا ذِکر کرتا ہے ، اللہ کی قسم ، اللہ بھی
تیرا کرتا ہے ۔ کیا یہ کافی نہیں ؟
فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ پہ جتنا بھی غور کرو کم ہے ۔
ذِکر کے بدلے ذِکر کا وعدہ ہے اور یہی اے جانِ من !
وَصل کی اصل ہے ۔
اگر کسی بندے کو یہ معلوم ہو جائے کہ بندہ جب اللہ
کا ذِکر کرتا ہے ، اللہ ربّ العالمین بھی اُس کا ذِکر کرتا ہے
ہمہ تن و مَن ذِکر ہی میں محو و منہمک رہے ۔
کیا بندے کے لیے یہ کافی نہیں کہ بندہ جب اللہ کا ذِکر
کرتا ہے تو اللہ بھی اُس کا ذِکر کرتا ہے ؟ بندہ جب کسی
ذِکر کا بار بار تکرار کرتا ہے ، اللہ بھی کرتا ہے ۔

طالبِ حق کیلئے یہ سبیل ہر سبیل سے بلوغ المرام۔

کوئی مانے نہ مانے حقیقت یہ ہے کہ اللہ جب کسی بندے کا ذکر فرماتے ہیں، بندہ اللہ کا ذکر کرنے لگتا ہے۔
جب تک اللہ کسی بندے کا ذکر نہیں کرتا، بندہ کیونکر کر سکتا ہے؟
گویا بندے کا اللہ کو یاد کرنا۔ اللہ ہی کی یاد کی بدولت ہے۔
میرے مولا! تیرے ذکر ہی کی بدولت ہر ذاکر مذکور کا ذکر کرتا ہے۔ تیرے ذکر کی عنایت ہر عنایت سے اعلےٰ۔!
اے دلوں کی دُنیا بنانے والے!
اِس دل کو اپنے ہی ذکر و فکر میں محو و منہمک فرما، کوئی بھی معاملہ اِسکی محویت میں مُخل نہ ہو۔

اللہ کے ذِکر و فِکر کے سِوا ہر فکر مذمُوم اور پریشانی
کا مُوجب ہوتا ہے۔ اور اللہ کا ذِکر و فِکر قلب و رُوح
کی تسکین کی واحد و معرُوف سبیل ہے۔
الٰہی اُمور میں مداخلت پریشانی کا مُوجب۔
ورنہ ذاکر کبھی پریشان نہ ہو۔
جو کچھ بھی اِس دُنیا میں ہُوا، ہو رہا ہے اور ہوگا ،

اِرادتِ ازلی

کے عین مطابق ہے۔

اِصطلاح میں اِسے **توحید** کہتے ہیں۔
توحید کا مُنکر۔ پریشان ،
موافق ——— مُطمئن و مسرُور !
قدر کی موافقت قادر کو پسند،
اِعتراض ——— ناپسند !

اِعتراض موافقت کی برکات کو کھا جاتا ہے۔

موافقت ——— الحمدللہ

اِعتراض ——— استغفراللہ

ناصحا اوئے ناصحا،

قدر، قُدرت اور تقدیر کو قلم کے حوالے کر اور

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ط

میں محو و منہمک ہو۔

یہی تیری تقدیر ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

تُجھے جو کام اللہ نے کرنے کا حکم دیا ہے، کر۔

جو اللہ کے کرنے کے کام ہیں، اللہ ہی کے حوالے کر۔

اللہ کے کاموں میں مُخل مَت ہو۔

ذکرِ الٰہی پہ اِکتفا کر۔

دُنیا و مافیہا کے جُملہ اُمور اللہ ہی کے تابع ہوتے ہیں،

اللہ ہی کے حوالے کر۔ اللہ ہی جملہ اُمور کا قاضی الحاجات ہے۔

تیری تدبیر — حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل پہ اِکتفا۔

افکارِ قُدسیہ

جس کام کو کرنے کیلئے تجھے بھیجا گیا ہے، کر۔

کسی اَور کی تو مجھے کوئی خبر نہیں، یہ بندہ اللہ کے

ذِکر ہی کے لیے بھیجا گیا ہے۔

مُجھ کو میرے رَبّ نے

تجھ کو تیرے رَبّ نے

سَب کو سب کے ربّ نے یہ حکم دیا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ط

اِس پہ غور کر

اور اپنے ربّ کے ذِکر میں محو ہو کر ماسوا

سے مُنقطع ہو۔

بے شک انقطاعِ تام ، وصلِ دوام ہے۔

ایک اللہ کے بندے نے اپنی منزل کی ایک دلچسپ حیرت انگیز اور اُمید افزا روئیداد کا تذکرہ یوں بیان کیا کہ اُسے ایک ایسے جنگل میں چھوڑ دیا گیا جس میں کوئی راستہ اُسے معلوم نہ تھا کہ کس راستے پر چلے۔ کہ ایک کرن اُس کے سامنے چمکی ، اس پہ نورانی حروف میں لکھا تھا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

یہ پڑھ کر وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ اُس خاموش و پُرکیف جنگل میں دیوانہ وار ناچنے لگا۔ مجھے میرا ہادی مِلا ، میری منزل کا سُراغ مِلا گویا مجھے میری منزل ملی۔

بے شک اُنکی یاد ہر درد کی دوا اور ہر مرض کی شفا ہے اُنکی یاد میرے دِل کا قرار ، میری رُوح کا سکون ، میری آنکھوں کی ٹھنڈک ، اور میرے تن کی آسائش کا موجب ہے۔

اُس نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ اُس نے اس جنگل میں للکار کر کہا کہ اب اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں کسی مقام سے کوئی غرض نہیں اور کسی حال سے کوئی دلچسپی تک نہیں۔ اسکی کوئی طلب نہیں اور کوئی تمنّا نہیں۔ بالکل نہیں ہے ہی نہیں۔ اور مُطلق نہیں۔

اُس کی مراد بر آئی۔ جو وہ چاہتا تھا، مِل گیا۔ جس چیز کی اُسے جستجو تھی، حاصل ہوئی۔ جس مقصد کے لیے وہ بے آرام و بیقرار تھا، پُورا ہُوا۔ ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اُس نے نُور کی ایک اور کِرن دیکھی جس پہ لکھا ہُوا تھا۔

وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا

اُس کے ہادی نے اُسے بتایا کہ یہ ایک ہی آیت کے دو ٹکڑے ہیں۔ ایک ہی فرمان دو حصّوں میں فرمایا گیا ہے۔ اور اِن دونوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب

تک کوئی دوسرے حصّے وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا کا پابند نہیں ہوتا، فرمان کے پہلے حصّے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ پہ کاربند نہیں ہو سکتا۔

پھر وہ ایک مُدّت اِن دو اسباق کی مشق کرتا رہا۔ سارا دن ساری رات اللہ کے اِس فرمان کو جنگل میں درختوں کے تنوں، شاخوں اور پتّوں کو شاہد بنا کر یہ دُہراتا رہا کہ اس کے ربّ نے اس کو حکم دیا ہے کہ اُس کا ذِکر کرے اور اُس کے سِوا ہر اُمید مُنقطع کر دے حتّٰی کہ وہ اپنے ربّ کے ذِکر کے سِوا کوئی اور ذکر کبھی مت کرے اور نہ ہی وہ اپنے ربّ کے سِوا کِسی سے بھی اور کوئی اُمید رکھے۔ اس نے کہا کہ اس پر ایک جنون طاری ہوا اور اس نے جنگل کے ہر پھلدار، پھولدار کانٹے دار نخل و شجر کے پتّے پتّے کو اپنے ربّ کا یہ فرمان وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا

سارا سارا دن اور ساری ساری رات سنایا کہ میرے اور تیرے رب کی یہ مرضی ہے کہ ہم اس کا ذکر کریں اور ہر دم کریں حتیٰ کہ کوئی بھی دم ذکر سے خالی نہ رہے اور اللہ کے ذکر کے سوا اور کوئی ذکر نہ کیا جائے اور تیرے اور میرے رب کی یہ بھی مرضی ہے کہ اُس کے سوا کسی بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی اُمید نہ رکھیں۔ فرماتا ہے میرے بندے میرا ذکر کر، مجھ سے مانگ، بیشک مَیں تیرے لیے کافی ہوں!

اس نے کہا کہ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اس کے اِن نغموں سے جنگل کا وہ سنسان گوشہ گونجنے لگا۔ یہانتک پہنچ کر گویا دو مقامات طے ہوئے

ا۔ ذکرِ دوام

اا۔ انقطاعِ تام

جب اُس نے صدقِ دل سے یہ تسلیم کر لیا کہ اُس کا اب

دنیا میں جینا اپنے ربّ ذُوالجلال والاِکرام کے ذِکر (ہی کو بُلند کرنے) کے لیے ہے، اس کے سوا کوئی اور منزل و مراد نہیں نیز اپنے ربّ کے سوا کسی سے بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی اُمید نہیں، جب یہ کہتا، اس کے دل کی دُنیا میں اُجالا ہو جاتا۔ لمعاتِ نُور اس کے دل کے پردوں کی چلمن سے چھن چھن کر آتے اور دل کی دُنیا جگمگا اُٹھتی۔ رنگ نُور کا ایک وجد آفریں عالم آباد ہو جاتا۔ مسرت و اِنبساط کے فوارے چھُوٹنے لگتے۔ عطر بیز ہوائیں مشامِ جان کو معطّر کر دیتیں۔ جس سے ایک عجیب سا کیف و سُرور چھا جاتا۔ سحر انگیز موسم مستی برساتا، روح کو گرماتا، جذب و شوق بھڑکاتا نظر آتا۔ ہر طرف فِطرت کے نغمات بکھرنے لگتے جس سے وجدان کو بالیدگی ملتی۔ رُوح خوشیوں سے لبریز ہو کر جھُومنے لگتی۔ کمہلاتی ہوئی کلیاں مسکرانے لگتیں۔

پھولوں پہ نکھار آجاتا۔ بہار آفریں ترانوں سے پورا ماحول کیف و مستی میں ڈوب جاتا۔ تنہائی کا وحشت خیز سناٹا ٹوٹ جاتا۔ شبستانِ الم کی تاریکیاں چھٹ جاتیں۔ رنج و محن کی زنجیریں کٹ جاتیں۔ کلفتوں کا احساس مٹ جاتا۔ لطافتوں اور مسرتوں کا دریا اُمڈ آتا۔ ہر سمت شادابیاں گلریز نظر آتیں۔ چمن کی ڈالی ڈالی جھوم اُٹھتی۔ کائنات کی ہر چیز فطرت کے حسن کا مظہر بن جاتی۔

گویا ذکرِ الٰہی کے نور کی برکت سے قلب و نگاہ کا سنسان و ویران جنگل — باغِ ارم بن جاتا۔

کسی اور طرح یہ اُجڑا ہوا ویرانہ کبھی آباد نہیں ہو سکتا

بندے کا اللہ کی ذات و صفات پہ کامل ایمان لانا، تدبیر و تقدیر کو کسی خاطر میں نہ لانا، اللہ کے ذکر اور اللہ

ہی کے کاموں میں محو و منہمک رہنا اور کسی بھی ساز و سامان کا مُطلق پابند نہ ہونا **توکّل** ہے۔

دین، دُنیا اور آخرت کے تمام معاملات کُلیتاً اللہ کے حوالے کر کے اور اللہ ہی کو سونپ کر، اللہ کے ذِکر و فِکر میں محو و منہمک رہنا اور ماسِوا کو کسی خاطر میں نہ لانا، کسی سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھنا، نہ کچھ سُننا نہ کچھ کہنا — مزاجِ یار میں رہنا — **توکّل** کی اِبتدا اور اِسی پہ ثابت قدمی اِنتہا ہے۔

اللہ کا بندہ اللہ کے ذکر و طاعت میں مصروف و مشغول ہو کر اللہ کی مخلوق کا خیر خواہ، دُعا گو اور خادم ہوتا ہے۔ **لیکن** خالق و مخلوق کے مابین مُخِل نہیں ہوتا۔ قُدرت کی حِکمت کو اللہ کی طرف سے بھلائی سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم کرنے والا ہوتا ہے، مُعترض نہیں ہوتا۔

نہ آدمؑ نہ حوّا، نہ جنّت نہ دوزخ ،

یہ سب قُدرت کے کھیل ہیں۔ آپ ہی نے بنائے،
آپ ہی نے رچائے اور آپ ہی نے بسائے ہوئے
ہیں۔ نہ کوئی مومن ہے نہ کافر، نہ نیک ہے نہ بد، نہ
غافل نہ ہوشیار، ارادتِ ازلی ہی کے تحت نقل و
حرکت پہ گامزن۔
جو چاہتا ہے، کرتا ہے
جیسے چاہتا ہے، کرواتا ہے
کسی کو بھی دَم مارنے کی جُرأت نہیں۔ خود ہی محوِ تماشا۔
قُدرت کا یہ تماشا ازل سے شروع ہے، ابد تک رہے گا۔
دلکش اور دل افروز تماشا
"وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا" ہے
قُدرت پہ اِعتراض ——— یاس و حُزن
موافقت ——— رحمت اور ابدی راحت

قُدرت کی حِکمت کو قادر کے حوالے کر اور
ذکرِ الٰہی میں محو و منہمک رہ
یہی اُسکی رضا، یہی مشیّتِ ایزدی۔

بار بار دُہرانے کی حاجت نہ رہے، ایک بار کا کہا کافی ہو۔
اہلِ سلوک کے نزدیک قرآنِ کریم کی کسی سورۃ کا عامل وہ
کہلا سکتا ہے، جس کا عمل اُس کے مطابق ہو۔ مثلاً سورۃ
مزّمل کا عامل وہ قاری ہے جو ہمہ اوقات۔ کھڑے
بیٹھے لیٹے چلتے تھمتے۔ اپنے ربّ کے ذِکر میں محو و
مُستغرق رہے اور ماسِوا سے کسی بھی قسم کی کوئی اُمید نہ رکھے۔
اور یہ مقام ساری دُنیا میں گنتی کے بندوں کو نصیب ہوتا ہے۔
نیز یہ کہ — وہ کسی کہنے والے کی کسی بھی بات کی مطلق پروا
نہ کرے، ہر حال میں مُستغنی عَن المخلوق رہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ط

اپنے رَبّ کا ذِکر کرتے رہو اور سب سے قطع تعلق کر کے

اسکی طرف متوجّہ رہو۔ (سورۃ مزمل ۸)

اے ہم نشیں، کیا تجھے یہ پتہ نہیں کہ اللہ نے ہمیں اپنے

ذکر کا حکم دیا ؟

ہمیں اپنے ربّ کا ذکر کرنا چاہیئے۔ ہر وقت کرنا چاہیئے۔

ایک دوسرے نے کہا :

جب سے اُس نے اپنے رَبّ کا یہ حکم سُنا ہے

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ط (مزمل)

اس کی دوڑ دھوپ ختم ہوئی۔

کِسی کا اپنے ربّ کے ذِکر میں مَشغول ہونا کوئی معمولی بات ہے ؟

اس کے دل کا ماسوا سے مُنقطع ہو کر اپنے رَبّ کی یاد میں

محو و منہمک رہنا اس کے نزدیک کافی اور بے شک کرم

کی اِنتہا ہے۔ اور وہ اس کے خمار میں یوں مخمور رہتا ہے جیسے کہ نافہ میں ہرن۔

دُنیا بھلی اور بھلی، ایک سے ایک بڑھ کر ہوں گے، ضرور ہوں گے ــــ دیکھا نہیں جو جمیع اُمور کُلیتاً اللہ رب العالمین کے حوالے کر کے وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ط کا مِصداق ہو۔

اِنسان کا چاند پہ پہنچنا ایک کمال ہے اور تبتل الیہ تبتیلا کمالِ کمال ہے۔

ذکرِ الٰہی سے بہتر اور کوئی کمال نہیں۔
ذکرِ الٰہی کی بدولت رُوح کی پرواز ورا الورا۔

ذِکر جاری رکھ۔ قُدرت کی حِکمت پہ اِعتراض مت کر۔
جس کام کیلئے اور جن کاموں کے لیے اللہ نے تجھے پیدا کیا
ہے، کرتا نہیں !
اللہ نے تجھے اپنے ذِکر کیلئے اور ذِکر کو بُلند کرنے کیلئے
پیدا کیا، پھر کرتے کیوں نہیں؟

عبدیّت کے دو ہی تو گوہر ہیں
اللہ ربّ العالمین کو سجدہ اور
میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہ سلام

یہ زِندگی اللہ العلی العظیم تبارک وتعالیٰ کی امانت ہے اِس
میں خیانت مت کر۔
یہ زِندگی اللہ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام کے لیے وقف و مخصوص ہے،

ماسوا میں مشغول مت ہو۔ اللہ ہی کے ذکرِ دوام اور

صَلٰوۃٌ تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ ہی میں منہمک رہ ۔

کسی کی کوئی بھی دلیل اِس میں کبھی حائل نہ ہو اور کبھی باطل نہ ہو۔

اکرامِ عام ، ترکِ تام ، ذِکرِ دوام

اللہ کو سجدہ ، مُحمّد ﷺ کو سلام

تا دوامِ قیام بلوغ اِلَی المرام

اور یہی ہے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

کا پیغام ماشاء اللہ !

تُو اپنے دِل کی دنیا کے دفتر میں

صِرف دو ہی حرف لکھ :

اللہ کو سجدہ اور

مُحمّد صلے اللہ علیہ وسلّم کو سلام

تا دوامِ قیام

الٰہی عمل کا نور ـــــ مخمور و مسرور

الٰہی عمل کے نور کی برکت سے ہر عمل قائم الدائم۔

الٰہی عمل :

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(الاحزاب : ۵۶)

جلال و جمال و کمال کا مظہر

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(الاحزاب : ۵۶)

اُمّ العمل

بلا تعداد و شمار لکھوکھا بار بھی کہیں، تو حق۔

یہ آیۂ کریمہ مومن کے ایمان کی جان ہے،

بارہا لکھ چکے اور لکھتے ہی رہیں گے

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ

(الاحزاب : ۵۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ط

زندگی کے یہ تین کام ، بندگی کے اجزاء ہیں :

• ذکرِ الٰہی

• اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ

• اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت

اور ہر جگہ، جہاں بھی کوئی ہو، پوری آب و تاب سے شب و روز جاری رہ سکتے ہیں اگرچہ کسی درخت تلے ہو۔ یہ تینوں کام اللہ کے کام ہیں اور اللہ کے سوا کسی کے بھی اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج نہیں ہوتے۔ جو مزہ درخت تلے آتا ہے، کسی اور جگہ نہیں۔

بندہ بندگی کے لیے پیدا ہوا، بندگی نہیں کرتا۔
بندگی بندوں کو وراثت میں عنایت ہوتی ہے۔
تیری حمد و ثنا تیرا ذکر میری بندگی ہے۔
عادت بھی ہے، فطرت بھی۔ وراثت میں ملی ہے،
کیوں کر اِس سے باز رہ سکتا ہوں ؟
بندگی کا یہ مطلب ہے کہ بندہ اپنے رَبّ کے ذِکر میں
محو ہو اور رَبّ ہی کے حکم کے ماتحت نقل و حرکت
پہ گامزن اور ضرُورت سے زائد کوئی بھی شئے نہ رکھتا ہو
جب بھی اللہ نے کسی بندے کو اپنے ذِکر کے لیے قبول
فرمایا، بندگی نے اللہ کا شُکر ادا کیا۔ بے حد اور
لگاتار شُکر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا
فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی۔

جو دین کے علم کیلئے چلا، علم نے اُس کا اِستقبال کیا۔ جو دین کی تبلیغ کے لیے چلا، تبلیغ نے اُس کا اِستقبال کیا۔ جو اللہ کے ذِکر کے لیے چلا، ذِکر نے اُسے مالا مال کیا۔

ذکرِ الٰہی نے کسی ذاکر کو کبھی نہ ڈبویا،
صحیح سلامت سطحِ سمندر پہ ترایا۔

فکر بہترین منزل اور
ذِکر بہترین کشتی ہے۔

ذِکر ہی کی بدولت ذِکر بلند ہوتا ہے۔

ذِکر ہر بوجھ کو اُتار دیتا ہے۔

ذِکر ہی کی بدولت قلب مزکّی اور دِل روشن ہوتا ہے اور گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

ذِکرِ الٰہی کی چار قسمیں ہیں

۱۔ دُنیا حاصل کرنے کیلئے

۲: دین میں کرامات حاصل کرنے کے لیے۔

۳: اپنے گناہ معاف کرانے کیلئے

۴: میرے آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو بخشوانے کے لیے۔

جو ذکر دُنیا حاصل کرنے کیلئے کیا جاتا ہے، دنیا ہی کی ایک قسم ہے اور اس کا ذاکر خطرات سے خالی نہیں ہوتا۔

جو ذکر کشف و کرامت حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اعلےٰ قسم کی عبادت نہیں اگرچہ عبادت ہے۔ اس کے ذاکر کو ہر قسم کی اِحتیاط سے ہر وقت واسطہ رہتا ہے۔

جو ذکر اپنے گناہ معاف کرانے کیلئے کیا جاتا ہے، عبادت ہے۔ اس کے ذاکر کو کسی پرہیز سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی مخصوص عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔ جُرم کا اِعتراف بیشک رحمت کو کھینچ لاتا ہے۔

جو ذکر میرے آقا و مولا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کو بخشوانے کے لیے کیا جاتا ہے، میری مراد ہے۔ اس کے ذاکر کو کسی بھی طرح کی کسی پابندی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی صیغہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی سا بھی کلمہ، جو پڑھا جائے، اللہ تبارک تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کے ہاں مقبول اور میزان میں بھاری ہوتا ہے۔

ذکر کی یہ آخری دو قسمیں ربِّ رحمٰن و رحیم کی رضا کو راضی کرتی ہیں۔

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے مُردے واھب الحسنات کے سہ کے بہترین مستحق ہیں۔

اللہ کریم ہے، اکرم الاکرمین، مُردوں کیلئے پیش کردہ جُملہ تحائف قبول فرماتے ہیں اور جب مُردے مُعطی کے حق میں دُعا فرماتے ہیں تو اللہ مُردوں کی دعاؤں کو رَدّ نہیں فرماتے۔

بعض مُردے مستجاب الدّعوات ہوتے ہیں۔ پرلے درجے کے غیور ماشاء اللہ !

میری دُنیا، دین اور آخرت کی کمائی

بیوہ و لاچار و بیمار اور میرے آقا روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے مُردوں کی مغفرت کے لیے وقف و مخصوص ہے۔

مجلس الادعیۃ لمغفرۃ اُمۃ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم ہر مجلس پہ فائق اور مُردوں کی دعوت ہر دعوت سے افضل۔

مُردوں میں ہر قسم کے مُردے ہوتے ہیں ایسے بھی اور ایسے بھی، بیچارے اور گناہوں کے مارے جو اللہ رب العالمین ربِّ ذُوالفضل العظیم اور میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی سفارش و شفاعت کے ناز کے سوا کسی اور سے کوئی

اُمید نہیں رکھتے، نہ کوئی آسرا۔ اللہ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں، مُردوں کی مغفرت کے لیے پیش کردہ دعوات کیونکر رَدّ فرمائیں؟ مُردوں کے لیے جو کچھ بھی کیا جائے کبھی اکارت نہیں جاتا۔

کسی کے مرنے کا کسی غیر کو کوئی غم نہیں ہوتا، رسمی تعزیت ہوتی ہے۔

تعزیت کی مجلس میں اگر ذکرِ الٰہی نہ ہُوا اور مُردے کی بخشش کیلئے کوئی تحفہ پیش نہ کیا تو مجلس چہ معنی دارد؟

مُردوں کے لیے پیش کردہ تحائف رَدّ نہیں ہوتے، قبول ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص میّت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام اسے نُور کے طباق میں رکھ کر اس

کی قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے، اِسے قبول کر۔ یہ سُن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پہ غمگین ہوتے ہیں۔ (طبرانی فی الاوسط)

(شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور للامام سیوطیؒ ص۲۹۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری اُمّت قبر میں گناہ سمیت داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔

(طبرانی فی الاوسط۔ شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور للامام سیوطیؒ ص۲۸۸)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قبر میں مُردہ کا حال ڈوبتے ہوئے اِنسان کے حال کی مانند ہے کہ وہ شِدّت

سے انتظار کرتا ہے کہ کوئی رشتہ دار یا دوست اس کی مدد کو پہنچے اور جب کوئی اسکی مدد کو پہنچتا ہے تو وہ اس کے نزدیک دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبر والوں کو اُن کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے۔ زندوں کا مُردوں کو ہدیہ اِستغفار ہے۔ (بیہقیؒ فی شعب الایمان۔ دیلمیؒ۔ شرح الصدور ص۲۸۷)

حضرت ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی نے "فوائد" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبرستان پر گزرا اور اُس نے سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور سورۃ اَلہٰکم التکاثر پڑھی پھر یہ دُعا مانگی (ترجمہ) "اے اللہ میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا" تو قبر والے قیامت کے دِن اس کے سفارشی ہوں گے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور للامام سیوطیؒ ص۲۹۳)

بخاری و مسلم میں مختلف سندوں سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے بدر کے مقتول ایک گڑھے میں ڈال دیے گئے تھے۔ پھر آپؐ اس گڑھے کے قریب آکر کھڑے ہوئے اور ان کے نام لے لے کر فرمایا:

"کیا تم نے اپنے ربّ کے وعدے کو سچّا پالیا؟ مَیں نے تو سچّ پالیا"، حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اُن سے خطاب کر رہے ہیں جن کی لاشیں بھی سڑ چکیں؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اُس کی قسم جس نے مجھے سچّا رسول بنا کر بھیجا ہے، میری بات تم بھی ان سے زیادہ نہیں سُنتے مگر یہ جواب نہیں دے سکتے۔ (کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۲۵)

مَیں نے اپنے آقا روحی فداہُ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کی مغفرت کے لیے کلماتِ طیّبات پڑھے، پہلی بار منصّۂ شہود پر وارد ہوئے، اِس سے زیادہ کسی کے پاس کیا ہو سکتا ہے؟

ایک نے پُوچھا یہ کیا کر رہے ہو ؟

بولا : دوزخ کے قریب تر ہو کر اپنے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے گنہگار مُردوں کے لیے اذکارِ جمیلہ کی رحمت برسا رہا ہوں۔

مُردوں کے لیے بھیجا ہُوا دستر خوان کبھی ردّ نہیں ہوتا، مِنْ وعَنْ قبول ہوتا ہے۔ نہ کمانے کے قابل ہوتے ہیں نہ کھانے کے، ان کا دستر خوان ہدیۂ تبریک کہلاتا ہے۔

جو قطرے قطرے کو ترس رہے ہیں، جی بھر کر پلا۔ تیری قدرت وسیع تر ہے، کسی بھی شے کی پروا نہیں، تیرے خزانے اَٹے پڑے ہیں، ان بے چاروں نے توجو کرنا تھا، کر گئے۔ اب تیرے فضل و رحمت کے اُمیدوار ہیں! قیامت میں تو دیر ہے، اِن سب کو رحیم وَدُود بن کر بخش دے !

یہ پیر صاحب کے ذاتی کلمات تھے جو مجھے عنایت فرمائے۔ یَا فَتَّاحُ یَا رَزَّاقُ یَا قَاضِیَ الْحَاجَات۔ گیارہ گیارہ مرتبہ صبح و شام۔

یہ راگ میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کی مغفرت کے لیے گایا جا رہا ہے ، دُنیاوی مجالس کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ کر تج رہا ہے، قبول فرما!

یہ راگ — بقاء کا مظہر

بقاء جسے بھی نصیب ہوئی، اِس راگ ہی کی بدولت ہوئی۔اِس راگ کو بجانا ہی تو مقصُود تھا!

اِس راگ کو نہ بجاتے، کسی کی بھی کوئی زندگی نہ ہوتی!

نہ کوئی شے ہوتی نہ شعور، نہ مے کے ساتھ رِند آتے نہ صُبوحی کے ساتھ جام!

عِلم و حِکمت کی سارنگی میں کیا ساز بجتے؟

مُردنی چھائی ہوتی۔اِس کی بدولت ہی زِندگی کو شعُور مِلا۔ کروٹ بدلی۔اُٹھ بیٹھی اور نِت نئے راگ اَلاپنے لگی!

میری قبر بھی میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کی مغفرت کے لیے اذکارِ جمیلہ کا مرکز بنی رہے اور قیامت تک کے لیے رہے!

الادعیۃ لمغفرۃ اُمۃ سیّدنا محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم

جو گنہگار ہیں، زیرِ عذاب ہیں، اُنکی مغفرت کے لیے چارہ جوئی کرنا — بے شک آدمیّت کا اِحترام، اور اللہ حلیم الکریم وعلی العظیم کو بے حد پسند!

ساری عمر کی کمائی اپنے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کی مغفرت کے لیے مُردوں کو کھِلائی اور کسی بھی قسم کی کوئی شے اُکاّنہ بچائی۔

مُردوں کی صف میں کھڑا، قیامت ہی کا اِنتظار کرتا رہا!

مُردوں کے حال کو دیکھنے والا کبھی خوشحال نہیں ہوتا،
پریشانی ہی کے عالم میں رہتا ہے۔

مُردوں کی آہ و بکا کے باعث قبرستان کے درختوں تک
پر خاموشی طاری رہتی ہے۔

اسیران کے لیے دعوت
مُردوں کے لیے اِستغفار
بہترین اعمال
جہادِ بالنفس ——— جہادِ اکبر
ولادت تا موت جاری و ساری۔
بندے کا اپنے نفس سے جہاد کرنا
جہادِ اکبر ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ عزّ وجل ذوالجلال والاکرام نے ہمیں نیک عمل کرنے اور بُرے عمل سے باز رہ کر زندگی گزارنے کے لیے دُنیا میں بھیجا ہے۔

نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی کوشش کا اِصطلاحی نام جہاد ہے۔ جہادِ اکبر یعنی سب سے بڑا جہاد۔

جہادِ اکبر کے میدان سے بھاگنا حرام۔

جہادِ اکبر کی کوئی میعاد نہیں ہوتی

تادمِ آخر جدّوجہد جاری رہتی ہے

اور فتح و شکست بھی اللہ ہی کی قدر پہ مقدور ہوتی ہے۔

جہاں میرے اندر اللہ رہتا ہے، وہیں شیطان کا بھی ڈیرہ ہے۔ جب دَم بھر کے لیے بھی غافل ہُوا، کُود پڑا۔

مَیں اسے روکتا رہتا ہوں۔

یہی جہادِ اکبر ہے !

جہادِ اکبر

بدر و حنین کے معرکوں سے کہیں کڑی اور مشکل ترین منزل

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تم خیر و عافیت سے واپس آئے ہو،
تم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف واپس لوٹے ہو۔
صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ !
جہادِ اکبر کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا بندے کا اپنے نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ج ۱۳ صـ ۴۹۲)

نفس کو بے آرام اور رذیل رکھنا ہی تو جہادِ اکبر ہے !
اور جہاد کسے کہتے ہیں ؟

معیارِ جہاد : غزوۂ بدر

معیارِ سلوک : اصحابِ صُفّہ

غزوۂ بدر : مِفتاحُ الجہاد

اصحابِ صُفّہ : مِفتاحُ السُّلوک

گویا غزوات جہادِ اصغر اور سلوک جہادِ اکبر ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلّے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا گیا کون سا بندہ سب بندوں سے درجے کے اعتبار سے بڑا اور فضیلت رکھنے والا ہے ؟

حضورِ اقدس صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا (اس ذاکر کا مرتبہ)

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی (بڑا ہے ؟)

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر اپنی تلوار کافروں اور مُشرکوں پر چلاتا رہے یہانتک کہ ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے تب بھی اللہ کا ذِکر کرنے والے اُس غازی سے درجے میں بڑے ہیں۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

زندگی جہاد ہے،

ذکرِ الٰہی ——— جہادِ اکبر

جہاد میں ڈرنا کُفر اور مرنا شہادت ہے

کافر سے بدتر اور شہید سے بہتر کوئی موت نہیں

جہاد میں فاتح ہی نہیں، شہید بھی ہوتے ہیں

اور شہید فاتح سے افضل۔

اہلِ ذکر اللہ کی راہ میں مرے اگرچہ اپنے بستر پر مرے

انہیں ایک خصوصی زِندگی عطا ہے جو عام مُردوں کو حاصل نہیں

پس ہم اُنہیں عام مُردوں میں کیونکر شمار کر سکتے ہیں ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ
بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرہ : ۱۵۴)

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے، اُنہیں مُردہ مت کہو بلکہ وہ زِندہ ہیں لیکن تُم اسے نہیں سمجھتے۔

اِس مقام پر مَرنے والے مرا نہیں کرتے، نہ ہی کوئی موت اُنہیں مار سکتی ہے۔ اَبدی حیات کے امین ہوتے ہیں۔ اُن کی حیات جاودانی ہے۔ جب تک دُنیا رہے گی، اُن کا نام رہے گا۔ یہی زِندگی کی مُراد اور یہی زِندگی کی اصل ہے شہید شہادت سے بہرہ ور ہو کر، جہاں بھی اللہ چاہے، شاہد بن کر، زِندہ اور قائم رہتا ہے، کوئی موت اسے کبھی فنا نہیں کرتی۔

شُہداء ابدی حیات کے امین ہوتے ہیں۔
جہاں چاہتے ہیں، جاتے ہیں۔
شہادت — اُخروی حیات کی غمّاز
دائمی حیات کی مُبشّر اور
ابدی حیات کی امین ہوتی ہے
اور ابدی حیات — یا حیّ یا قیّوم ہے۔
یا حیّ یا قیّوم کا مظہر
ابدی حیات کا مبشّر
حضرت امام حسین شہزادۂ کونین علیہ السّلام۔
ذکرِ الٰہی جہادِ اکبر ہے،
جہاد سے بھاگنا حرام نہیں تو کیا ہے؟
میدان سے بھاگنا حرام ہے،
نہ ہرنا حرام ہے نہ مرنا۔

یہ جہادِ اکبر ہے۔ اس راہ میں جو مرا،
اللہ کی قسم، بالکل نہ مرا۔ ایک ہی دم دوسرے میں
منتقل ہوا۔ موت اسے فنا نہ کر سکی۔

جہادِ اکبر بند کمروں میں نہیں،
کھلے میدان میں ہوتا ہے۔

اللہ کے ذکر کے سوا ہر ذکر بند کرو۔
اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہد کی ہر شے
اللہ اور صرف اللہ ہی کے حوالے ہوتی ہے اور اللہ ہی
اس کا محافظ و نگہبان۔

مجاہد کی ہر شے اللہ ہی کے حوالے ہوتی ہے،
اگر مگر کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

اور رُوح و نفس کی جنگ کے قائدِ :
میرے آقا روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم
قائدِ العرفان

منزل قائد کی اقتدا میں طے ہوتی ہے۔

ماسوا کو قریب تک پھٹکنے نہیں دیتی

اور میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس منزل کے

قائدُ العِرفان ہیں، ماشآءاللہ !

جو حُکم ملتا ہے، کرتے ہیں

نہیں مِلتا ، نہیں کرتے

اپنی کوئی مرضی نہیں رکھتے

رُوح ونفس کے مابین جنگ ہی تو دُنیا میں دیکھنے کی

ایک چیز ہوتی ہے !

جب مَرنے مارنے پر اُترتے ہیں، ایک اکھاڑہ جم جاتا

ہے۔ کروّ بیاں اَنگشت بدنداں۔

اِس مقام پہ صرف رُوح رہتی ہے، نفس نہیں۔ اگرچہ

ہزارہا پَردوں میں مستُور ہو، اُسے کسی بھی اَنداز میں اندر نہیں

آنے دیتی۔

رُوح جب قوّیُ العزیز کے وُرود میں نازل ہوکر نفس کی طرف گھُوستی ہے، ہلچل مچادیتی ہے۔ خاک آلُودہ ہوکر بسمل کی طرح لوٹنے لگتا ہے۔

"یہی میری منزل تھی جو مُراد کو پُہنچی ماشآءاللہ!
کوئی بات کرکے تو دِکھا۔ چمڑی نہ اُتار دوں تو کہنا"!

رُوح مَن میں نفس تن میں مصرُوف رہتا ہے۔

اہلِ فقر کی رُوح غالب رہتی ہے، نفس مغلُوب۔
نفس کو کُتورے کی طرح گردن میں رسّی ڈالے گھسیٹے پھرتی ہے
رُوح جب نفس کا گھیراؤ کرتی ہے، بیچارہ کسی بھی کام کا نہیں رہتا۔ اِنتہائی بے بسی کے عالم میں بقرار ہوکر اتّباع پہ مجبور ہوجاتا ہے۔ کسی اور طرح کوئی بھی نفس جیتے جی رُوح کے تابِع نہیں ہوتا۔

تن کی ہر شے مٹّی

ذکر مٹّی اور فکر مٹّی — خیال مٹّی اور گمان مٹّی
مال مٹّی اور اسباب مٹّی — رنگ مٹّی اور رُوپ مٹّی
اَنگ مٹّی اور سنگ مٹّی — یار مٹّی اور اغیار مٹّی
مٹی سے بنا تھا، — مٹّی بن گیا

نِشان تک باقی نہ رہا!

اور تن اپنے اِس افسوسناک حال پر جی بھر کے رویا:

رُوح —— امرِ ربّی، اللہ کا ذاتی نُور، باقی۔
ذِکر باقی اور فِکر باقی —— خیال باقی اور گمان باقی،
ہر شئے باقی اور باقیاتُ الصّالحات

ہر زِندگی کے جہاد کی شمشیر ذکرِ الٰہی ہے

ذکرِ الٰہی زندگی کا جہادِ اکبر ہے

وقت اور مال قُربان کر

سکون حاصل ہوگا، ماشآء اللہ !

نفس کو بے آرام اور رذیل رکھنا ہی تو جہادِ اکبر ہے،

اور جہادِ اکبر کسے کہتے ہیں ؟

نفس کُشی کے صِرف دو ہی مقام ہیں :

رات کو جاگنا اور

دن کو خاموش رہنا اِلّا بِذِکرِ اللہ

نفس کی بے آرامی اور بے قدری دل کی بیداری کا واحد ذریعہ ہے ۔ نفس جب اللہ کی راہ میں بے آرام ہوجاتا ہے، بے قدر ہوجاتا ہے، اللہ کے فضل وکرم سے سویا ہُوا دِل بیدار ہوجاتا ہے۔

اللہ کے ذِکر کے لیے بے آرام رہنا : ابدی راحت ۔

مجاہد جہاد کی طرف متوجّہ ہوتا ہے، عشرت کی طرف نہیں۔
جہاد میں عشرت کا نام تک نہیں ہوتا، ہمہ وقت جہاد ہی
کے متعلق غور و فکر جاری رہتا ہے ——— کسطرح دشمن
کے وار کا بچاؤ کرے!
اور میرا دشمن میرا اپنا ہی نفس ہے اور یہ ذکرِ دوام
عین جہادِ اکبر۔
مجاہد کے لیے ہر قسم کے ہتھیار کی بہترین ڈھال ۔ ذکرِ الٰہی

ذکرِ دوام

ذکرِ دوام بستانِ مَن کا رُستم ہے۔ کسی مَدِّ مقابل کو اندر
آنے نہیں دیتا، دھکیل کر باہر نکال دیتا ہے۔ اَڑنے والے
کو پچھاڑ کر تارڈ دیتا ہے۔ بالآخر جب شیطان لعین کو خبر
ملتی ہے کہ اسکے لشکر میں سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہو رہا،

مار پہ مار کھا رہا ہے تو بذاتِ خود میدان میں اُتر آتا ہے۔
اور یہی، اے جانِ من، وہ جہادِ اکبر ہے جس کی بابت حضورِ
اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غزوۂ بدر سے واپسی پر صحابہ کرامؓ
کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا تھا کہ ہم جہادِ اصغر سے
اب جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

شیطان و سالک کا کسی میدان میں گتھم گتھا ہونا ایک
دیکھنے کی چیز ہوتی ہے۔ بڑے بڑوں کے پتّے پانی ہو جاتے
ہیں۔ فرش والے فرش پر اور عرش والے عرش پر اِس جنگ
کو دیکھا اور داد دیا کرتے ہیں۔ مبصّر ساتھ ہوتے ہیں، کسی کی
طرف داری مُطلق نہیں کرتے۔ قابلِ داد کرتب کی ضرور
داد دیتے ہیں اگرچہ شیطان کی طرف سے ہو۔ اور یہ جنگ
فیصلہ کُن ہوتی ہے۔ جب تک دونوں میں سے ایک فریق
ہار کر یا میدان چھوڑ کر بھاگ نہیں جاتا، جنگ جاری رہتی ہے۔

ذکرِ دوام کے نُور کی تاب لاتے ہوئے شیطان جب مایوس ہو کر میدان سے فرار ہونے لگتا ہے، ذکرِ دوام کے نُوری فرشتے آتشیں گُرزوں سے گھیر گھیر کر میدان میں لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے ایک مقام پر محصُور و مقہور کر کے اُس کے ماتھے پہ کلنک کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔

یہ "جو کلنک کا ٹیکہ" اُردو ادب میں مشہور ہے، وہی ٹیکہ ہے جو شیطان کو پچھاڑ کر اُس کے ماتھے پہ لگایا جاتا ہے اصل مردانیت شیطان کو ہرانا ہے اور شیطان معلّم الملائک رہ چکا ہے، تیرے میرے فضائل و مسائل سے بالکل نہیں گھبراتا۔ کسی بھی خاطر میں نہیں لاتا۔

شیطان کی عیّاری و مکّاری تیرے اور میرے تخیّل سے بالاتر ہے۔ کسی کی کوئی دلیل اسے قائل نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی کوئی ضرب اس کا سر پھوڑ سکتی ہے مگر ذِکر اور صرف ذِکر۔

ذکرِ الٰہی جہادِ اکبر ہے

ہم جہادِ اکبر کے لیے جا رہے ہیں

اِس جہاد میں نیزے اور تلواریں نہیں ہوتیں،

تسبیحات ہوتی ہیں۔

جہاد میں لڑنا ــــ مُجاہد کا کام ،

فتح و نُصرت ــــ میرے اللہ کے ہاتھ۔

زندگی جہاد ہے

جہاد میں کوئی بھی شے بچا کر نہیں رکھی جاتی،

محاذ ہی پہ پیش کر دی جاتی ہے۔

مال و دولت تو چیز ہی کیا ہوتے ہیں،

جان تک کی بازی لگا دی جاتی ہے۔

جہادِ اکبر میں ذکر ہوتا ہے

ذِکر کی مجلس قائم و دائم رہتی ہے

جسم الوجود کے اندر رہنے اور بسنے والے
کافر ، مُشرک اور مُنافق
اِس میں شامل نہیں ہوتے۔
ہم اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں
نفس و شیطان ہمارے مدِّ مُقابل ہیں
یہ ہو سکتا نہیں ، ہو سکتا بھی نہیں کہ
شیطان ہم پہ غالب ہو۔
خنّاس و شیطان کی جنگ عالمی جنگ سے کہیں زیادہ پیچیدہ
مُشکل ، خوفناک و خطرناک ہوتی ہے۔
رُوح کو رحمٰن کی حمایت حاصل ہوتی ہے
اور نفس کو شیطان کی۔ شیطان لعین و ملعُون
و راندۂ درگاہ ہے ، رحمٰن کی حمایت پہ حاوی نہیں ہو سکتا
اللہ مالک الملک ، قوّی العزیز اور قادرُ المقتدر ہے ،

اللہ کے سامنے کون کھڑا ہونے کی تاب لا سکتا ہے؟
خنّاس و ہمزاد و شیطان باتوں سے نہیں، عمل سے مغلوب ہوتے ہیں۔ بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، شیطان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ جب قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا ہے گویا شیطان کو کوڑے مارتا ہے اور وہ بہرہ ہو جاتا ہے۔ جب استغفار کرتا ہے گویا شیطان کا سر پھوڑتا ہے اور جب ذِکر کرتا ہے گویا شیطان کو عذاب میں مُبتلا کرتا ہے۔

وساوسِ خنّاس تیرے ذِکر کی جمعیّت و محویّت میں پُوری طرح حائل ہیں۔ اگر تُو نے اس کے پرخچے نہ اُڑا دیے، تو کیا تیری منزل اور کیا تیری مردانگی!

خنّاس کسی کا بھی ہو، خیر خواہ نہیں ہوتا۔ کچھ کرنے پہ تو قدرت نہیں رکھتا، صرف وساوس ہی اس کے مُہلک ہتھیار ہوتے ہیں۔

ہر وہ خیال جو تیرے دِل کی جمعیّت کو بکھیرے،
خنّاس کا وسوسہ ہے۔
نامی گرامی ذاکرین بھی خنّاس کے وساوس سے محفوظ
نہیں رہتے اگرچہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خیال اُن ہی کے ہیں۔
ارے، وہ مُوذی تو ہر کسی کو پریشان کیے ہوئے ہے،
اگر ہم نے بھی اسے پریشان نہ کیا۔ کیا یہ منزل اور کیا
اِس کا حاصل؟
تیرا نفس رُوح کے تابع نہیں،
کیا تیرا ذِکر؟ کیا تیری توبہ؟
کیا تیرا ذِکر اور کیا تیری مجلس؟
ابے، ذِکر تو شیطان کو جلا دیتا ہے!
دُور ہو مردُود، بہت دُور،
اِتنی دُور ــــ جتنی دُوری کہ مشرق و مغرب میں ہے!

ذِکر کا تیر اور خصوصاً زہریلا تیر

شیطان وخنّاس ہی پہ لگے اور اللہ کرے ایسا لگے کہ

پھر کبھی جانبر نہ ہو!

ذِکر سے نُور پیدا ہوتا ہے اور نُور سے جلال۔

جلال شیاطین کو جلا دیتا ہے۔

اللہ ربّ العالمین کے ہمراہ اعدائے ربّ العالمین

شیطان، ہمزات الشّیاطین و وساوسِ خنّاس ہر وقت

ہر بندے کے دل میں حاضر و موجود رہتے ہیں۔

ذکرِ الٰہی کے نُوری جلال کا شہُود، شاہد و مشہُود بن کر ان

سب کو بے بس کیے رکھتا ہے۔

تیرے ذِکر کے نُور کے جلال نے اگر شیطان کو مُنہ کے

بَل نہ گرایا اور پٹخیاں کر کے نہ لٹکایا تو کیا تیرا ذِکر اور کیا

تیری مردانگی! کیا تیرا جُبّہ اور کیا تیری دستار!

ذکرِ دوام کے نُور کی تپش سے میرا ہمزاد کیا کیا حربے اِختیار کرتا ہوگا کہ ذکر سے روکے۔ پریشان ہوتا ہوگا۔ اوڑک مایوس ہو کر خاموش ہو جاتا ہوگا۔

مَرد وہ ہے جو ہمزاد کو پریشان کرنے کا باعث بنے، نہ کہ ہمزاد اُس کو۔

مَرد وہ ہے جو ہمزاتُ الشّیاطین کو کبھی ہنسنے کا موقع نہ دے۔

شیطان میرے نفس کا مشیر ہے "اگر تُو نے اِسے متحیّر نہ کیا تو کیا تیری طریقت، کیا مردانگی!"

کیا تیرے لیئے یہ کافی نہیں؟ — یقیناً کافی ہے — کہ تیرے اِرد گرد نُوری ملائکہ ہر وقت حاضر و موجود رہتے ہیں ملائکہ کے ہمراہ مؤکّلات بھی ہوتے ہیں اور جنّات بھی۔ کوئی جلالی ہوتے ہیں کوئی جمالی۔

ہر عمل کا مؤکّل ہوتا ہے، عامل کے ساتھ موجود رہتا ہے۔

ذکرِ دوام کے مؤکّلات ـــــ گوناگوں

کوئی جلالی، کوئی جمالی

جلال میں قبض، جمال میں بسط

جلالی و جمالی تجلّیات ورد و اذکار ہی کی بدولت وارد ہوتی ہیں۔

جلال ـــ ناقابلِ برداشت مگر مفتاحُ البرکات،

جمال ـــ محض راحت و سرور۔

ذکرِ الٰہی کے جلال سے شیطان لرزاں،

ذکرِ الٰہی کا جمال۔ وجدان و سرور کی تمہید۔

دل کے پاک پردوں میں، سوا لاکھ پردوں میں،

تیرا جمال مستور و محجوب ہے

تیرا جمال ماسوا سے بیگانہ کر دیتا ہے

تیرا جمال دین، دنیا اور آخرت کے ہر درد کی دوا اور

ہر عقدے کا حل ہے۔

تیرے جمال کا خمار خاکی، آبی، نوری اور ناری کو مسخّر کر لیتا ہے۔

تیرا جلال شیاطین کو جلا دیتا ہے۔

جمال کے ہمراہ خصوصی نور۔ اور جمال ہی کے گرد ستّر ہزار شیاطین ہوتے ہیں۔

ازل و ابد کی تمام داستانیں جلال و جمال ہی کے ابواب ہیں تیری محبّت کی محویّت کے جلال کی کوئی تاب نہیں لا سکتا، نہ ہی جمال کی۔

لَا اِلٰہ ——— جلال

اِلّا اللہ ——— جمال

جلال میں قَبض ، جمال میں بَسط

لَا اِلٰہ ——— نیست و نابود

اِلّا اللہ ——— ہست و بود

یہی نفی اثبات کی تشریح ہے اور جلال و جمال سے بالا
ہو کر ہر حال میں تیرا ذِکر (یاد) قائم رکھنا مُحبّت کا کمال ہے۔
ذِکر کی اِبتدا لَا اور اِنتہا ھُو ہے۔

پہلے کوئی نہ تھا مگر وہ
آخر میں بھی کوئی نہ رہے گا مگر وہ

گویا ازل و ابد کا ایک ہی جامہ اور ایک ہی رنگ ہے

نیست سے ہست اور ہست سے نیست

لَآ اِلٰہ نے ناد بجایا
لَآ اِلٰہ ہی نے اِلّا اللہ کو بتایا

اِنسَان عَیْن الوُجود
وَالسَّبَب فِی کُلِّ مَوْجُوْد

لَآ اِلٰہ — گویا ہر شے کی نفی ہے
ہر شے کی نفی میں ہی اِلّا اللہ کا شہُود

ذرّہ ذرّہ پتّہ پتّہ ۔ میں اِلّا اللّٰہ کا ظہُور

جہاں اللّٰہ نہیں ، وہاں کچھ بھی نہیں

یہ کلام شاعرانہ نہیں ، حقیقت کا ترجمان ہے۔

لَآ اِلٰہ جب اَزبر ہونے لگتا ہے ،

اِلّا اللّٰہ کی آمد شروع اور ظُلمت کافُور ہونے لگتی ہے۔

اِلّا اللّٰہ کے معنی قلندر ہی پہ کُھلے !

قلندر ۔ کیف و سُرور کا مظہر

اور ہستی کی مستی کا ترجمان !

تیرے ذِکر کی گُونج سے دُنیا کا کونہ کونہ گُونجے۔

دَم بہ دَم گُونجے ۔ دِن بہ دِن گُونجے۔

یہاں تک کہ مے خانے کے رِند گُونجیں ۔

ہوش میں آکر مدہوش گُونجیں۔

تیرے نام کے خمار سے مخمُور ہوکر گُونجیں۔

بحر و بر میں تیرے ہی نام کا ڈنکا بج رہا ہے ،

پتّہ پتّہ ذرّہ ذرّہ شاہد و مشہُود !

ذکر مقصود ہو تو حاضر کا کر!

حاضر ہو کر ایک بار کہنا

غفلت میں لاکھ بار کہنے سے بہتر۔

ہر جگہ ہر وقت موجود

ہر کوئی غافل اِلّا ماشآءاللہ

عجب نہیں تو کیا ہے ؟

سب مٹّی کے بُت ہیں۔ سب کے سب

اللہ نورُ السمٰوٰتِ والارض کے نور سے کُلیتاً بے خبر اور

ماسوا سے مُتعارف۔ غافل نہیں تو کیا ہیں؟

غفلت میں زِندگی نہیں ہوتی، زندگی کا منشُور نہیں ہوتا،

جمُود ہوتا ہے۔

زِندگی نے جب اللہ کو حاضر و ناظر مان لیا، مُسکرائی۔

کِس کِس عنایت سے نہ نوازا ؟

ہدایت و فضل و رحمت و برکات ملے
مخفی عنایات کے دَر کھُلے
دیکھ دیکھ کر پھُولے نہ سمائے۔
حاضر کو حاضر مان ،
حاضر کا ذکر کر اور
حاضر سے مُحبّت۔
حاضر کبھی غیر حاضر نہیں ہوتا۔
تیرے حضور میں حاضر رہنا
زندگی کا انمول سرمایہ۔
فُقرا کے نزدیک حاضر و ناظر کی موجودگی میں
کسی کی بھی رفاقت ، میر ہو یا سُلطان ،
حماقت شمار کی جاتی ہے۔
جب تک دُور نہیں ہوتی ، حُضوری نہیں ہوتی۔

کوئی جی کر تو دیکھے !

حاضر کے حضور میں جینا

جیتے جی مر جانے کے مترادف ہے۔

فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ (البقرہ : ۱۸۶)

(سو میں قریب ہی ہوں)

ہر بندہ اِسی باعث پریشان ہے کہ وہ جانتا ہے مگر مانتا نہیں کہ اللہ قریب تر حاضر و ناظر ہے۔

یہ تھی تیری منزل جو بھول گیا !

جسے تُو نے دُور سمجھا۔ عین قریب

اندر رہتا ہے، مگر پردے میں۔ اِس لیے کہ جس کے اندر رہتا ہے، وہ اسے مانتا نہیں کہ وہ اندر رہتا ہے !

حاضر و ناظر

بندہ بول رہا ہے ، اللہ سُن رہا ہے

بندہ کر رہا ہے ، اللہ دیکھ رہا ہے

بندہ سوچ رہا ہے ، اللہ جان رہا ہے

جو دیکھتے ہو، سنتے ہو، بولتے ہو اور سوچتے ہو

عین اللہ کے رُوبرو ہے

اللہ سے ڈرا کرو، مُنکرات سے باز رہا کرو

یہ مشق اہم ترین منزل اور اِسی پہ اِستقلال شاید ہی کسی

کو حاصل ہو، دُنیا بھلی و بھلی۔

دِل سے ایک بار کہنا زبان سے سو سال کہنے سے

بہتر ہے۔

حاضر و ناظر کے حضور میں جو بھی ذِکر کیا جاتا ہے،

بہترین ہوتا ہے۔

وساوس اس کے پاس تک نہیں پھٹکتے۔

نفس وشیطان وخنّاس کے وساوس بدترین ہوتے ہیں۔

جب تک تیرے خیالات کُلُّھُمْ جَمِیْعًا اللہ کے حضور میں حاضر نہیں ہوتے۔ کوئی عبادت نہیں، وساوس کا شکار ہے۔

جو ذکر دل وجان سے حاضر وناظر مان کر کیا جاتا ہے، عرشِ عظیم سے تحت الثریٰ تک گونجتا رہتا ہے۔

اِسی طرح دُعا۔

جو ذکر ہم کرتے ہیں، حاضر کو غیر حاضر سمجھ کر کرتے ہیں اور غیر حاضری میں کوئی کیف و برکات نہیں ہوتیں۔

فطرت نے اَفسوس کیا: حاضر کو کیوں غیر حاضر سمجھا؟

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۝ (العلق: ۱۴)

کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے؟

اللہ دیکھ رہا ہے اور سُن رہا ہے تم کیا کر رہے ہو؟

نفس کے وساوس شیطان کے بدترین حربے ہوتے ہیں۔

اللہ سے ڈرا کرو۔ واہیات سے باز رہا کرو۔ شرمایا کرو۔

خرافات میں مشغول مت رہا کرو۔

اللہ تیری طرف دیکھ رہا ہے اور تُو ماسوا کی طرف ،

غفلت نہیں تو کیا ہے۔ ؟

مَیں تیرے گھر کے اندر ہوں اور تُو میری طرف دیکھتا تک نہیں،

باہر رہتا ہے اور خرافات و واہیات میں مصروف !

بے ادبی کی حد نہیں تو کیا ہے ؟

جب تک کوئی حاضر کو ناظر نہیں مانتا،

کسی کی کوئی بھی سبیل نہ کسی کو مطمئن کر سکتی ہے نہ مسرور۔

یہی وہ کیف ہے جسے خمار کہتے ہیں اور اصطلاح میں اِسے

اِحسان کہتے ہیں۔

حاضر کے حضور میں حاضر رہا کرو اور ذِکر کیا کرو۔

حاضر کبھی غیر حاضر نہیں ہوتا۔ ذِکر بھی کبھی بند نہ ہو،
سدا جاری رہے۔

حدیثِ قُدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :
مَیں اپنے بندے کے ساتھ اُس وقت ہم مجلس ہوتا ہوں
جب وہ میرا ذِکر کرتا ہے۔
اور میں اس کے پاس ہوتا ہوں جب وُہ مجھے پُکارتا
ہے۔ (مختصراً۔ از کنز العمال)

جِس نے بھی اللہ کو حاضر و ناظر جان کر اللہ کی تسبیح کی،
قبول ہوئی۔
یاد کسی کی بھی ہو، دل کو زِندہ و قائم اور گرمائے رکھتی ہے،
دَم بھر کے لیے بھی غافل ہونے نہیں دیتی۔

یاد سے یاد زِندہ
شاہد۔ شہید کا مشہُود

ذاکر ——— زندہ اور

غافل ——— مُردہ متصوّر ہوتا ہے

زِندہ ایک، اور مُردہ اگرچہ سارا جگ ہو،

زِندہ کی برابری نہیں کرسکتا!

غافل — مُردہ

زندہ ہے، زندگی سے بہرہ ور نہیں۔

غفلت میں نفس و شیطان و خنّاس کی سرداری۔

رُوحِ علیل۔ قلبِ پریشان

یہ زِندگی بھی بھلا کوئی زِندگی ہے!

نہ جینے کے قابل نہ مَرنے کے۔

حَسرت کا مُرقّع

بیدار ہو، میدان میں اُتر،

زِندگی تیری مُنتظِر ہے!

کوئی بھی ہو

غافِل ـــــ محزُون و مغمُوم

ذاکِر ـــــ مُطمئن و مَسرُور و مخمُور

"جہاں مَیں رہتا ہوں، میرا ذِکر ہوتا ہے۔"

ربِّ کریم نے کرم فرمایا، بڑا ہی قیمتی سرمایہ ہاتھ آیا۔

ذکرِ الٰہی زِندگی کا سرمایہ ہوتا ہے

غافِل وہ ہے جو یاد (ذِکر) سے غافِل رہے

یاد میں غفلت نہیں ہوتی

تیری یاد تیرے بندوں کو مُبارک ہو

یاد وہ ہے جو ہر یاد کو بُھلا دے

کہکشاں بولی: غافِل وہ ہے جس کا دل غافل ہے

دل ایک بار جاگ کر پھر کبھی نہیں سوتا۔

ذِکر کے تیر غفلت کے پردوں کو چھلنی کر دیتے ہیں۔

غفلت دُور ——— دِل حُضور

ذِکر، اور صرف ذِکر، حضوری کا اَنسب معمُول۔

ذِکر سراپا نُور اور ذِکرِ دوام سے ہر غفلت کافُور۔

تیرا دل ہی تیرا مرکز ہے۔

جب قائم ہو جاتا ہے، دُوری دُور ہو جاتی ہے۔

دُوری دُور ہوئی

غفلت کافُور ہوئی

ہدایت فضل رحمت و برکت کا نزُول ہُوا،

ماشآءاللہ!

رحمانیت ——— ذکرِ الٰہی

شیطانیت ——— غفلت

زِندگی امر و نہی پہ مشتمل ہے۔ ایک اَمر ہے ایک نہی۔

ہر اَمر میں نہی اور ہر نہی میں اَمر ہے

یاد ——— امر اوّل

غفلت ——— نہی

ذکرِ الٰہی اور میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت کے خیال میں محو رہنا **اَمر** اور ماسوا میں مشغولیّت **نہی**۔

اِلٰہی نظام کے تحت زندگی ——— زندگی کی تمنّا،
اور کوئی زندگی نہیں۔

اِلٰہی نظام میں غفلت نہیں ہوتی

غفلت ——— اَرذل العمر

تیرے حضور میں حاضر رہنا ——— زندگی کا انمول سرمایہ

ایسے ڈر جیسے تُو اُسے دیکھ رہا ہے
اور ایسے رہ جیسے وہ تجھے دیکھ رہا ہے

ذکر و طاعت و تبلیغ و خدمت میں جو دَم گزرے،
غفلت کی سَو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

تیرا کوئی بھی دَم، ذِکر (یاد) سے خالی نہ گزرے
اور کوئی بھی دَم غفلت میں نہ گزرے!

مَر کر جینے والے نے صِرف یہ خبر سُنائی:
زندگی کا جو وقت غفلت میں گزرا، ناپسند گزرا۔

ذِکرِ الٰہی سے غفلت ـــــ معصیّت
معصیّت ـــــ گناہ
گناہ سے پریشان کُن حالات کی نمود
ماسِوا خیالات ـــــ گناہ کے تخم
جسم الوجود سے خیالات کو رُخصت کرنا۔ تیرے میرے

بس کی بات نہیں۔ اللہ جب چاہتے ہیں، جسم الوجود کو
جملہ ماسوا خیالات سے پاک فرما کر اپنے ہی خیال (ذکر) میں
محو کر لیتے ہیں اور یہ اعلےٰ درجے کی عنایت ہوتی ہے۔

خیال جب ذکرِ الٰہی میں محو ہوا، بلند ہوا۔

محویّت ۔ ذکرِ الٰہی کی جان۔

جب وساوس کا شکار ہوا،

پست ہوا۔ پست تر۔

تیری زندگی کے دن گنتی کے ہیں،

تیرا کوئی بھی دم اللہ کے ذکر سے خالی نہ گزرے!

سُن لو اور غور سے سُن لو کہ اللہ کے ذکر کے سوا ہر شے
ہیچ و بیکار ہے!

اہلِ ذکر ہر ذکر کو آخری ذکر تصوّر کیا کرتے ہیں،
اِسی لیے کوئی بھی دم ذکر سے خالی جانے نہیں دیتے۔

یہ سانس جو تیرے نزدیک کوئی چیز نہیں، بڑی ہی چیز ہے۔
زندگی کا سارا دارومدار اِس ہی پہ موقوف ہے۔
سانس ختم ہر شے ختم۔ اور اِس میں ذرا بھی شک وشُبہ
نہیں کہ تیری سانس ہی کے اندر وہ پوشیدہ ہے۔
عقل مندی یہ ہے کہ تیرا کوئی بھی سانس جُستجو سے خالی نہ ہو۔
اور ذکرِ الٰہی بہترین جُستجو ہے کسی اور طرح یہ گھونگھٹ
کبھی نہیں اُٹھ سکتا، ۔ وما علینا الّا البلاغ

سانس ۔ تن کی
ذکر ۔ من کی زندگی ہے

جس طرح سانس کے بغیر تن زندہ نہیں رہ سکتا،
اِسی طرح ذکر کے بغیر مَن زندہ نہیں ہو سکتا اور کبھی
نہیں ہو سکتا۔
اگر اِس تن میں تیرا مَن زندہ نہیں تو یہ زندگی، زندگی

کے بازار میں کوئی زندگی نہیں اور اِس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے۔ ماشاءاللہ!

جو کام اللہ کے لیے کیا ــــ زندہ
جو شے اللہ کے لیے دی ــ زندہ
جو شے کسی غریب کو دی وہ بھی زندہ
جو دَم اللہ کے ذکر میں گزرا ــــ زندہ
باقی سب مُردہ
جو دَم ذِکر و فِکر ہی کے لیے ہے ــ زندہ

باقی سب مُردہ۔ اور مُردہ دِلوں میں کوئی زندگی نہیں ہوتی، زندہ اور مُردہ برابر ہوتے ہیں۔

زندہ کا یہ مطلب ہے کہ رُوح، قلب اور نفس تینوں زندہ ہوں۔

زندگی دَم ہے
اَگلے دَم کی خبر نہیں
دَم کو زِندہ رکھ
یہ دَم جو تیرے نزدیک زِندہ ہے، مُردہ ہے۔
جہاں ہوا پہنچ جاتی ہے، دَم پہنچ جاتا ہے۔
دَم بھر میں پہنچ جاتا ہے۔
دَم کی آواز۔ کُل کائنات کی آواز ہوتی ہے
اور کِرَاماً کَاتبین اِس سے بے خبر۔

نشانِ راہ

جو صِرف آج ہی کے لیے زِندہ ہے اور جس کا یہ دَم
آخری دَم ہے، قابلِ رشک نہیں تو کیا ہے؟
بیشک یہ اللہ کی بہترین عنایت ہے،
بہترین شُکر کر۔

وقت برباد کرنے والو! وقت ہی تو زندگی کی قیمتی
متاع ہے جو واہیات وخرافات کا شکار ہے۔
زندہ وہ ہے جو زندگی کا ایک بھی دَم ضائع نہ کرے۔
دَم، جب غم سے آزاد ہُوا، گوہر ہے
ایک دَم ..... ایک گوہر
گوہر کو ضائع مت کر
دَم کی تار کبھی نہ ٹوٹے۔ فرش تا عرش اُستوار رہے۔
جو دَم سوتے ہوئے دِل کو جگادے، دَم ہے۔
دَم کی زندگی کائنات کی زندگی ہے۔
دَم کائنات کی زندگی کا رُوحِ رواں ہے
آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے
دَم ہی دَم کارفرما ہے
کوئی بھی کسی کا ہم دَم نہیں، میرا اپنا دَم ہی میرا ہمدم ہے۔

دَم جب ذکرِ الٰہی میں محو ہو جاتا ہے، مُونس بن جاتا ہے۔

ذکرِ الٰہی ہر ذِکر پہ غالب اور

قوّی العزیز ماشآء اللہ

زِندگی ایک دَم ہے، دَمادَم بھر، بھرے جا۔

جب بھر جائے گا، مسرُور ہو کر مدہوش ہو جائے گا۔

دَم کو مصرُوف رکھنا ہی زِندگی ہے۔

ذِکر جب تک دَم کے اندر قائم نہیں ہوتا،

حقیقتاً قائم نہیں ہوتا اور یہ میرے آقا روحی فداہ صلے اللہ

علیہ وسلّم ہی کے کرم وعنایت پہ موقوف ہے۔

دَم عام ہے، کسی گنتی میں شمار نہیں ہوتا۔ یہی دَم جب

"حَیّ" کو اَزبر کر لیتا ہے، خاص ہو جاتا ہے اور "قیّوم" کے

راز کو پا کر خاصُ الخاص۔

تیرے دَم میں ذِکر کا قائم ہونا۔ فضلِ عظیم اور

یہی میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کا کرمِ عظیم۔

اور یہ نقل نہیں، حال ہے۔

حال کسی بھی حال میں رحمت سے خالی نہیں ہوتا۔

حال کی آغوش میں رحمت ہوتی ہے، سراسر رحمت۔

بندہ قدر کا مقدور ہے، تیرے فضل ہی سے رحمت کا

اُمیدوار۔

کوئی بندہ حال میں نہیں رہتا۔

ماضی میں رہتا ہے یا مستقبل میں۔

اِسی لیے بدحال رہتا ہے اور بیقرار۔

حال کا اِستقبال۔ بہترین کمال

سونے کی تختی پر لکھ کر گلے میں لٹکا۔

حال۔ ظاہر و باطن کا مظہر۔

اللہ حال میں رہتا ہے۔

حال میں ہدایت ہوتی ہے اور فضل۔

حال ہی میں رحمت ہوتی ہے اور برکت۔

جس نے بھی دیکھا، حال ہی میں دیکھا۔

جس نے بھی پایا، حال ہی میں پایا۔

حال کو زندہ رکھ!

علم پہ عمل کا اِصطلاحی نام۔ حال

حال کا کوئی مُنکر نہیں

علم قال ہے، عمل حال

قال تلقین کی فرمائش کرتا ہے اور حال مجبور۔

حال ہلچل مچا دیتا ہے۔ قبر میں سوتے مُردے جلا دیتا ہے۔

ذکر حال ہے۔ حال پہ وارد ہوتا ہے۔

ماضی کے خیالات خنّاس کے وساوس ہوتے ہیں،

دُور کر۔

ذکر کا کمال ۔ خنّاس کے وساوس کا خاتمہ

اور یہی انوارات کی اصل ۔

دل اور عرشِ مُعلّٰے میں دَم بھر کے لیے بھی دُوری نہیں ہوتی ۔ دِل کہتا ہے ، اللہ سُنتا ہے ، کوئی دُوری نہیں وساوس انکو دُور کرنے میں لگے رہتے ہیں ۔

الٰہی خیال ـــــ اھلاً و سہلاً

باقی ـــــ وساوس

خیال جو میرا ہم خیال نہیں ، غیر ہے

خیال ـــــ محوِ نما

خیال ہی محوِ وساوس

وساوسِ خنّاس ذکرِ اللہ کی محویت میں پُوری طرح مُخل ہے ۔

خیالات کو یکسو ہونے نہیں دیتا ۔ مُتحد ہونے نہیں دیتا ۔

اور

جب تک خیالات مُتحد نہیں ہوتے، بلند نہیں ہوتے۔

بندہ یکسُو نہیں، ہر سُو ہے۔

یکسُوئی — اِلٰہی عنایت کا اِعزاز

جو یکسُو ہُوا، بامراد ہُوا۔

خیال جب ہر خیال سے بے نیاز ہونے لگتا ہے،
یکسُو ہونے لگتا ہے۔

خیال جب خیال پہ چھا جاتا ہے، یکسُو ہو جاتا ہے۔
کسی اور خیال کو قریب تک پھٹکنے نہیں دیتا۔
یہی لگن کی مگن اور یہی جذب ہے۔

خیال، خیال میں محو ہوا۔

اور محویّت کسے کہتے ہیں؟

اپنے ہی خیال سے پُوچھ کیا کبھی تیرا خیال بھی اللہ
کے خیال میں محو ہوا؟

خیال کی یکسوئی میں اللہ ہوتا ہے

تیرا خیال یکسو نہیں سَر سُو ہے

یک سُو ہو۔ اللہ حاضر و ناظر ہے۔

دل اللہ کا گھر ہے۔ خیال نے دِل کو مشغول کیا ہُوا ہے۔

جب کوئی بھی خیال دل میں نہیں رہتا، اللہ رہتا ہے۔

ذکرِ دوام جب قائم ہو جاتا ہے، خیالات کو پاک کر دیتا ہے۔

خیالات جب پاک ہو جاتے ہیں، متحد ہو جاتے ہیں۔

یکسُو ہو جاتے ہیں اور ایک مرکز پر مرکُوز ہو کر بلند ہو

جاتے ہیں۔

اے ہم نشیں، فَاعْلَمْ! اچھی طرح سے ذہن نشین کر لے،

خیالات کی بُلندی اِنسانی معراج کا اِبتدائی زینہ ہے۔

ذکرِ دوام ہر حال میں جاری رہتا ہے۔

زبان پر بھی، قلب پر بھی، رُوح پر بھی اور سِرّ پر بھی۔

یہاں تک کہ کسی بھی حال میں کبھی بند نہیں ہوتا۔ رُوئیں رُوئیں میں رَچ بَس جاتا ہے۔ مخلوق زبانِ حال سے ہر وقت تسبیح میں مصروف رہتی ہے۔ ایک اللہ کے بندے نے بتایا شجر و حجر یہاں تک کہ مٹّی کے ڈَلے بھی تسبیح و تحمید میں محو و منہمک رہتے ہیں۔

ذکرِ دوام فضا میں ہمہ وقت موجود رہتا ہے، کبھی معدوم نہیں ہوتا۔ عالمِ ملکوت میں ذکرِ دوام طاری رہتا ہے۔ جب تک نفس سکراتُ الموت، عذابُ القبر اور یومُ الحشر کے مناظر کو دیکھ نہیں پاتا، مقامات کے پھندوں میں اُلجھا رہتا ہے اور اہلِ طریقت کے نزدیک یہ مقام کوئی مقام نہیں، بازیچۂ اطفال بھی نہیں۔

طریقت کے جملہ احوال و مقامات ذکرِ دوام ہی سے
پیدا اور وارد ہوتے ہیں، ماشاء اللہ!
درجات و مقامات کو ایک بُقچی میں لپیٹ کر ذکر
میں محو و منہمک ہو۔

اوّل و آخر، ظاہر و باطن میں اللہ ہی کا نور جلوہ گر ہے

اللہ کی قسم، یہ اللہ کی آواز ہے۔ کوئی غیر اس میں نہ آ
سکتا ہے نہ سما۔ اور یا حیُّ یا قیّوم کی آواز اِس کی تصدیق
کرتی ہے۔

مقامات میں کُنْ فیکون کا مقام
یا حیّ یا قیّوم کا مقام ہے
مُبارَکاً مُکَرَّماً مُشَرَّفاً

یا حیّ یا قیوم ــــ اِسمُ الاَعظَمُ العَظِیم

مُحیّر العقول برکات کا نزول۔

یا حیّ یا قیوم اسمِ اعظم ہے،

تم اسے پڑھ کر کیوں مُطمئن نہیں ہوتے ؟

بلعم باعُور کو اسمِ اعظم عنایت ہوا۔ وہ چلے گئے،

اپنی حکایت چھوڑ گئے۔ کسی کو بھی بھولے نہیں بھولی۔

میں اِس باب کو کھولنا نہیں چاہتا۔ اِس عنایت کا ادب

کرتا ہوں اور اِکرام سے معمُور پاتا ہوں۔

اسمِ اعظم کا نُور ابدی ہوتا ہے، فنا نہیں ہوتا۔

جُوں کا تُوں قائم الدائم۔ اور میں نے بلعم باعُور کو

اِسی حال میں دیکھا، واللہ اعلم بالصواب

اسمِ اعظم میں سجدہ ہوتا ہے، اِنکار نہیں۔

سجدہ ہی اسکی للکار ہوتی ہے۔

یا حیّ یا قیّوم اسمِ اعظم بھی ہے
فریادرس بھی،
احسن بھی ہے حسین بھی،
خالق بھی ہے، کریم بھی، اور
یا حیّ یا قیّوم
ودود بھی ہے اُمّید بھی!
اللہ کا ذاتی اسمِ اعظم "اللہ" اور
صفاتی "یا حیّ یا قیوم" ہے ماشاءاللہ!

اسمِ اعظم امرِ مخفی، اکتسابیت کے فہم و ادراک سے بالا - نہ آسکتا ہے نہ سما - عنایتِ الٰہی پہ موقوف - اللہ ہر عنایت کا قاسم، کسبی ہو یا وہبی - اور میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم "قاسمُ الخیراتُ الحسنہ"

بادشاہ جہاں بھی رونق افروز ہوئے، حوروں کے منگل کو
تو میں نے دیکھا نہیں، جانتا بھی نہیں، جسم الوجود کے
رئیس اعظم نے آنکھیں بچھا کر استقبال کیا اور اسمِ اعظم
کا ذکر جاری ہوا۔

کائنات سو رہی تھی، جاگ اُٹھی۔
تاریک تھی، روشن ہوئی۔ بے کیف تھی، پُر کیف ہوئی۔
بجھی ہوئی تھی، سُلگنے لگی۔ لُٹی ہوئی تھی، مسکرانے لگی۔
علیل تھی، شفایاب ہوئی۔ بے آواز تھی، مترنّم ہوئی۔
تیری آمد سے، اے بادشاہوں کے بادشاہ، اُجڑی ہوئی
دُنیا رشکِ طُور بنی۔

بندہ جب اللہ کا ذکر کرتا ہے، اللہ بھی کرتا ہے
لَا رَیْبَ۔
اللہ اور بندے کے مابین سُننا اور سُنانا ہمہ وقت
جاری رہتا ہے۔

زبان جب چُپ ہوجاتی ہے، ذِکر کی آواز دماغ میں
گُونجتی رہتی ہے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم کی صاف آواز سنائی
دیتی ہے۔

پھر کوئی پروا نہیں، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم ساتھ ہے۔

ذکرِ الٰہی ہر ذِکر کو بھلا دیتا ہے۔

بندہ ذِکر کرتا ہے، اللہ سُنتا ہے۔

کیا یہ کافی نہیں؟

بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے

تجھے سنائی دے نہ دے، اللہ ضرور سُنتا ہے۔

کیا یہ کافی نہیں؟

باہر کوئی آواز نہیں، رولا ہی رولا ہے۔

اندر ——— صَوتِ سَرمدی

قلب ــ لطیف پردوں میں مستور

عجائبات کا مظہر

ہلچل مچائے رکھتا ہے۔ جب تک سیر ہو کر مطمئن نہیں ہوتا، اِسی طرح کرتا رہتا ہے۔

کان بند کر

باجہ نہیں بج رہا تو کیا ہے ؟

"یہ صوتِ سرمدی ہے"

یہ صوتِ سرمدی ازلی و ابدی ہے، سدا گونجتی رہتی ہے :

"کیا ہم نے تجھ کو اپنے ذِکر کے لیے فارغ نہیں کیا؟"

سلوک کی جملہ منازل ایک ہی اُصول کے تابع ہیں۔ سالک جب کسی غیر مناسب ماحول میں پڑ کر غیر ضروری اُمور میں مشغول ہوتا ہے تو بار بار اور ہر بار اِسی صوتِ سرمدی سے متنبہ کیا جاتا ہے کہ "کیا میں نے تجھکو اپنے ذکر کے لیے فارغ نہیں کیا اور کیا تیرے لیے میری یاد (ذِکر) کافی نہیں؟"

ذکرِ الٰہی اور صلوٰۃ وسلام کی یہ آواز
دم بدم گونج رہی ہے اور دھوم مچا رہی ہے،
تو کیوں نہیں سنتا؟
کان لگا کر سن، صاف آواز سنائی دیتی ہے۔
اور شہود کیا ہوتا ہے؟
کیا یہ تیری آواز ہے؟ بالکل نہیں، اُن کی ہے۔
ادب کیا کر۔ احترام کیا کر۔ شکر کیا کر۔
ذکر زبان سے جاری ہو کر قلب میں،
قلب سے روح میں اور روح سے سرمدی سرور
بن کر اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کے مصداق
راگ بجانے لگ جاتا ہے۔
اسے اصطلاح میں اَنْحَدْ کہتے ہیں۔
علم نہیں، شہود اسکی تشریح ہے۔

اَنْحَدْ راگ بج رہا ہے، سنائی نہیں دیتا۔
شب و روز رگ رگ میں بجتا رہتا ہے۔
یہ یاحیّ یاقیّوم کا سرمدی راگ ہے،
کسی کے بھی بجائے بج نہیں سکتا۔ جب
بجنے لگتا ہے، پھر کوئی اِسے روک نہیں سکتا۔
دم بدم بجتا رہتا ہے۔ نُقنس بیچارہ اِسکی
کیا تاب لا سکتا ہے! ہمہ وقت جاری و ساری۔
تیرا ذِکر سُن کر، یاحیّ یاقیّوم،
بُلبلیں گیت گانے لگیں
چڑیاں چہچہانے لگیں
قُمریاں حَقّ سِرّہٗ کے راگ الاپنے لگیں
طوطیاں رنگین ترانے سُنانے لگیں
سرو و سمن بکھرنے لگے

گُل و غنچہ خُوشبو بکھیرنے لگے
دشت و دَمن مہکنے لگے
طائرانِ چمن چہکنے لگے
زاغ و زغن بھٹکنے لگے
کوہ و کاہ چمکنے لگے
ذرّے دَمکنے لگے
میکدے میں زِندگی کے آثار نظر آنے لگے
ساغرِ صبُوحی گردش میں آنے لگے
مے نوش میکدے کا طواف کرنے لگے
اسرارِ حیات کھُلنے لگے
مُسافر مقیم راہ پانے لگے
غرض مُعَطّر فضاؤں نے، مُعَنبر ہواؤں نے،
کائنات کے ذرّے ذرّے کو مخمُور و مسرُور اور مست و بے خود
کر دیا۔

الصّمت التّام سے دل زِندہ اور
ذکرِ دوام سے قائم رہتا ہے
کوئی لاکھ جتن کرے، کسی اور طرح دل زندہ اور
قائم نہیں ہوسکتا۔ واہیات خیالات کا مرکز بنا
رہتا ہے اور واہیات میں زندگی نہیں ہوتی،
مُردہ تصوّر کیا جاتا ہے۔

یاحیّ یاقیّوم کے نُور سے ہی یہ دل زندہ اور
قائم ہے۔
کل کائنات، ارضی ہو یا سماوی،
حیّ سے زندہ اور قیّوم سے قائم اور متحرّک ہے
مسلسل ذکر کا حاصل ــــ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
"شے" میں کُل کائنات کی ہر شے شامل ہے۔

کائنات کی کوئی بھی شئے خود سر نہیں،
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط کے تحت نقل وحرکت
پہ گامزن۔

اقلیمِ قلبوت : رُوح، نفس، خنّاس، شیطان وہمزات
الشّیاطین - اللہ کی مخلوق۔ اور اللہ ہی کے قبضۂ قدرت
میں محکوم ومجبور۔
ہمزاد، نُوری ہو یا ناری، ہر وجود میں موجود۔
"اُولُوا الْاَمْرِ" کے تحت حرکات وسکنات کا پابند،
خودسر نہیں۔
الصّمت التّام اور ذکرِ دوام — اِن سب کا حِصار
ماشآءَ اللہ !
ذکرِ دوام ناری ہمزاد کو بے بس اور نوُری ہمزاد

کو معاون بنا دیتا ہے۔ جو حکم ملتا ہے، کرتا ہے۔

نوری ہمزاد — ذکرِ الٰہی اور سُنّتِ مطہّرہ کے معاون۔

صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ یَا مَشْکُوْرُ الْعَالَمِیْنَ ۝

ناری ہمزاد — اعدائے ربّ العالمین

رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ۝

وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۝

بندہ اپنے نفس و شیطان و ہمزات الشّیاطین و وساوس کو پاکر ہی اللہ کا عارف کہلا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ — اِن سب پہ حاوی اور مقتدر

ذکرِ دوام

نفس و شیطان و ہمزات الشّیاطین و خنّاس جب سب کے سب گھیرے میں لیے گئے ،

یہ منظر یہ اکھاڑا

دیکھنے کی چیز ہوتا ہے۔ جب کسی سے بھی کوئی اُمید باقی نہیں رہتی، پسپائی کے تمام آثار نظر آنے لگتے ہیں، نااُمید ہو کر ہاتھ بلند کر کے مُطیع ہونے پہ مجبور ہو جاتے ہیں۔

جسم الوجود میں اللہ کا راج ہوتا ہے ،

شیطان، ہمزات الشّیاطین اور خنّاس کے وساوس سب غیر ہیں۔

یہ سب اعدائے ربّ العالمین ہیں اور میرے نفس کے مشیر۔ نفس مغلوب، اس کے حمایتی بھی مغلوب۔ رُوح کی اِتّباع پہ مجبور۔ ذکرِ دوام کے نُور ہی کی برکت سے نفس ہار کر ہتھیار پھینک دیتا ہے، کسی اور طرح کبھی نہیں۔

وَاللہ بِاللہ تَاللہ ماشآءَ اللہ !

تجھے مارنا نہیں۔ مار سکتا بھی نہیں۔ پاک کرنا مقصود ہے !

ابھی تک بندہ نہ کُفر سے پاک ہُوا، نہ شرک سے اور نہ نفاق سے۔ اِن تینوں سے پاک ہو کر ہی بندہ مومن کہلانے کا حقدار ہوتا ہے۔

"کُفر، شِرک و نفاق تیرے تن میں اور مَن میں موجود رہتا ہے۔

فکر مکُن، اسکو پاک کرنا میرا ذمّہ ہے۔ جب میں چاہتا ہوں، بندے کو کُفر، شرک اور نفاق سے پاک کر دیتا ہوں"

ذکر کی برکات کا نُور کفر و شرک و نفاق سے پاک کر دیتا ہے۔

خیال تشخیص کرتا ہے: یہ کُفر ہے، یہ شرک ہے، یہ نفاق ہے۔ اِن تینوں سے دُور ہو کر جب ذکر کیا جاتا ہے، سُرور و خمار کا ضامن ہوتا ہے۔

ذکر کی برکات کا نُور، کُفر و شرک و نفاق سے پاک کر دیتا ہے۔

اسمِ اعظم یاحیّ یاقیّوم کی عظمت کا اسرار :

کُلّہُم جمیعًا منہیات سے اجتناب۔

اور یہ اہم ترین باب ہے۔

یاحیّ یاقیّوم

تقدیس

۱ : حرام سے اجتناب

۲ : ذکر قائم و دائم

۳ : خیالات متحدّ

۴ : شیطان و ہمزات الشّیاطین و وساوسِ خنّاس

ہمہ وقت پیشِ نظر

یاحیّ یاقیّوم کے آداب کی پابندی :

منہیات سے اجتناب

خرافات و واہیات سے اِجتناب کر۔ کُلیتاً اِجتناب۔

ذکرِ دوام کی برکات کا نزُول ہو، ماشآءاللہ!

خرافات و واہیات کے باعث ذِکر کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔

جب رُوح و قلب و نفس تینوں مُتّحد و مُتّصل و مربُوط ہو کر کام کرنے لگتے ہیں، زندگی کا اصل پیغام ہوتا ہے۔ کوئی بھی اِس پیغام کا مُنکر نہیں۔

رُوح و قلب ذکر و فکر میں مصروف ہو جاتے ہیں،

نفس صدقات و خیرات و حسنات کی تقسیم میں۔

واضح ہو کہ ہر تسبیح و تقدیس، تحمید و تمجید، تہلیل و تکبیر اور صلوات و دعوات صدقہ ہے۔

جس نے بھی اپنے نفس کو اپنے ربّ کا فضلِ عظیم مانا، مطمئن ہُوا۔ مسرُور ہو کر مخمور ہُوا۔

رُوح و نفس جب آپس میں ملاقی ہو کر مُتحد و مربُوط ہوتے ہیں، الٰہی فرمان کی پذیرائی کا ظہور ہوتا ہے۔

صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

فرمان: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۵۶)

تعمیل: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ط

جُملہ تعلیمات و تشریحات کا خلاصہ:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ط

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ط

اللہ کو سجدہ اور میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام۔

سجدہ میں ——— یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

سلام میں ——— سَیِّدُنَا کَرِیْمٌ صلی اللہ علیہ وسلم

ایمان ناقص تھا ——— درود و سلام کی مداومت سے اکمل بنا۔

کسی بھی شئے کی پروا مت کر

اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ وَصَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ ،

ماشآء اللہ !

شانِ عبدیّت :

ترکِ مُدّعا اِلَّا بِذِکْرِ اللہ ، ما شآء اللہ !

زندگی ——— ہَمّ و حُزن

راحت کی کوئی بھی سبیل کسی کو بھی نظر نہیں آتی ،

صلوٰۃ و سلام کی برکت سے اُجالا۔ جو کبھی نہیں مُسکرائی ،

مُسکرانے لگی۔

دل مُردہ تھا، زِندہ ہو کر حرکت کرنے لگا۔

اِسم اعظم "الحیّ القیوم" کا وِرد کرنے لگا۔ یہی اِسکی اِبتدا اور اِسی پہ اسکی انتہا۔

میرا، تیرے خیال میں محو و مستغرق رہنا ہی میری زندگی ہے۔ گویا تُو نے مجھے اپنے خیال میں منہمک کر کے مجھ پر اپنی رحمت کے دریا بہا دیے ؟

سُبْحَانَ رَبِّ ذِی الْفَضْلِ الْعَظِیْم

ذکرِ الٰہی پہ اِستقامت ۔ عین فضلِ عظیم

ذِکر دل سے جاری ہوتا ہے،

فرش تا عرش مُحیط۔

اللہ شاہ رگ سے بھی قریب تر۔

دَم بہ دَم ذکر جاری رہے۔

کوئی بھی دَم غافل نہ ہو۔

ذکرِ الٰہی کا مقام دِل میں ہوتا ہے اور دِل ہی میں مقیم ہو کر ذِکر کی مجلس قائم ہوتی ہے اور ایسی ہوتی ہے کہ پھر کبھی برخاست نہیں ہوتی، رہتی دُنیا تک قائم ودائم رہتی ہے۔

کھا، پی، پہن ــــ ذکر جُوں کا تُوں جاری رہے۔

ہر کام اور ہر کلام ذکر ہی کے لیے ہو۔

ذکرِ الٰہی ــــ دعوت وتبلیغ الاسلام کا مُدّعا۔

ذکرِ الٰہی کی برکت سے مخلوق کی خِدمت۔

اور ذِکر ہی عین عبادت ہے۔

ذکرِ دوام اللہ کی وہ رحمت ہے جو دم بھر کے لیے بھی جُدائی گوارا نہیں کرتی۔ جب بند ہونے لگتا ہے اگرچہ دَم بھر کے لیے ہی ہو، دِل رونے لگ جاتا ہے۔

دِل کی زندگی، اللہ کی قسم، اللہ کا ذِکر ہے۔ کسی اور طرح

یہ دل کبھی زندہ نہیں ہوتا۔

جب تک دِل آباد نہیں ہوتا،

شاد نہیں ہوتا۔

دل عام ہے، کسی شمار میں نہیں گردانا جاتا،

سُنسان ہے،

ویران ہے،

شیطان کا مَسکن ہے،

لیکن اِسی دل میں جب اللہ اپنا ڈیرہ

جمالیتا ہے،

عرش بن جاتا ہے اور

اللہ ربّ العالمین کے علاوہ کوئی اور عرش پہ مُقیم

نہیں ہو سکتا۔

دِل کی پاسبانی ذِکر کی شرطِ اوّلین ہے

علائق و اسباب سے منقطع ہو کر اپنے ربّ کا ذکر کر۔

ذکرِ الٰہی کے دوران تیرا دل کسی اور طرف مُطلق متوجّہ نہ ہو۔ اِدھر اُدھر کا کوئی خیال دل کے گرد مت پھٹکے۔

نماز پڑھی ، ذکر کیا ،

دل اب بھی مطمئن نہیں۔ جُوں کا تُوں ۔ کیوں ؟

دل میں کعبہ بھی ہے ، بُت خانہ بھی۔

بُت خانہ کے ہر بُت کو توڑ۔

تمام علائق سے منقطع ہو کر ذکر میں محو و منہمک ہو۔

اطمینان و سکون تیرے اپنے دل کی میراث ہے۔

اور جو کچھ بھی ہے، تیرے اپنے اندر ہی ہے ،

باہر کوئی چیز نہیں۔

اطمینان و سکون اعلےٰ درجے کی عنایت ہے ،

کسی اور طرح نہیں مِل سکتی۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ایک دل میں ہزاروں بُت موجود ہیں۔ زبان لَآ اِلٰہ
میں اور دِل بُت پرستی میں مصروف ہے۔ اگر تُو اللہ
کا طالب ہوتا تو پہلی ہی ضرب سے تمام بُت ٹوٹ جاتے
اور یہ بُت کدہ کعبہ بن جاتا۔ دل کعبہ نہ کہ گِل کعبہ۔ دل کعبہ،
گِل کعبہ سے کہیں ممتاز اور باعثِ عظمت ہے۔

دِل کی دُنیا میں دِل کعبہ کا مقام رکھتا ہے
لوگ کعبہ میں بُت نہیں ہوتے۔

لَآ اِلٰہ کی ضرب سے دِل کے بُت توڑ، ایک بھی باقی نہ
رہے۔ اِلَّا اللہ کی چوٹ سے کچر کچر کر دے۔

تیرا اپنے معبود (اللہ) اور محبوب (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم)
کے سوا کسی اور طرف راغب ہونا یا کسی چیز کا تجھے اپنی
طرف راغب کرنا بُت ہے۔

کعبۂ دل جب ہر بُت سے خالی ہُوا حریم ہوا اور اِس کعبۂ
دل کا مقیم "یا حیُّ یا قیُّوم" ہے۔

یا حیّ یا قیّوم جب اندر آیا
یا ذَا الجلالِ والاکرام نے خوب سجایا
فتح و نُصرت کا باجہ بجایا
یا حیّ یا قیّوم یا ذَا الجلَالِ وَالاکرام
جان بے جان تھی، جان میں جان آئی۔

یا حیُّ یا قیُّوم کے کمال لُطف و کرم سے
یا ذَا الجلالِ والاکرام کا باب کھُلا۔
یا حیُّ یا قیُّوم ——— اِسمُ العظیمُ الاعظم
یا ذَا الجلالِ والاکرام ——— اِسمُ الکبیرُ الاکبر

اسمِ اعظم ——— یاحیُّ یاقیُّوم

اسمُ الکبیر ——— یا ذَاالجلالِ والاکرام

ہر شے میں اللہ (کا نور جلوہ گر) ہے۔

جہاں رہنے لگتا ہے، کعبہ کہلاتا ہے۔

دل کعبہ غیریت سے پاک ہوتا ہے۔

اللہ رہتا ہے، اور اس کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

کعبۂ دل کی تعمیر دل ہی میں اُساری جاتی ہے۔

اگر کوئی دلِ کعبہ میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے، آن کی آن میں بھرے اور تِل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہے۔

بندہ جب صدقِ دل سے اللہ کی طرف متوجّہ ہوتا ہے، اُسی وقت اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرما دیتا ہے۔

عبادت کوئی مُشکل نہیں، دل کو دُنیا سے اُٹھا کر اللہ کی طرف راغب کرنا مُشکل ہے۔

اور دل اللہ ہی کی رحمت سے اللہ کی طرف رجوع ہُوا کرتے ہیں اور اے میری جان! کسی دل کا اللہ کے لیے فارغ ہونا کوئی معمولی بات ہے؟ کون و مکاں کی نعمتوں میں سے افضل نعمت ہے۔ مُبارک ہے وہ دل جو اللہ کے لیے فارغ ہُوا۔

خوشخبری ہے اُس دل کو جس میں اللہ کا ذکر جاری ہوا۔

ساری دُنیا میں گنتی کے چند دل اللہ کے لیے فارغ ہوتے ہیں اور اللہ کے چُنے ہوئے بندوں کے دل اللہ کے لیے فارغ ہوتے ہیں، سب کے نہیں۔

دل کو اللہ کے ذکر سے معمور رکھنا، بہترین عبادت ہے اور بہترین بندوں کو عنایت ہوتی ہے۔

جو دل ذکر کیلئے وقف ہے" اھلِ ذکر" ہے اور "اھلِ ذکر" سے بہتر کوئی درجہ نہیں۔

اہلِ ذکر ——— اُولُوالاَلبَاب

جو اپنے تئیں سب سے بڑا عقل مند سمجھتا ہے، بے عقل ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اُولِی الاَلبَاب کو عقل مند فرمایا۔
الٰہی قُدرت و حکمت کو قادر کے حوالے کر کے اللہ ہی کے
ذکر و فکر میں ہمہ تن و من محو و منہمک رہنا اعلےٰ درجے
کی دانائی ہے۔
جو دُنیا کی بے ثباتی اور دین کی عظمت سے واقف ہوا،
دانشور ہے اور دانشور کبھی دُنیا میں جی نہیں لگایا کرتے،
دنیا کو مُسافر خانہ سمجھ کر مسافروں کی طرح جیا کرتے ہیں ،
اور کوئی بھی دم اللہ کی طاعت اور ذکر سے غافل نہیں
رہا کرتے ——— چلتے ہوں یا کھڑے، بیٹھے ہوں یا لیٹے۔
اہلِ ذکر وہ ہوتے ہیں جو ذکر کی مجلس کبھی برخاست نہ ہونے
دیں، شب و روز قائم و دائم رکھیں۔

تن و من میں ذکر کے سوا تِل تک دھرنے کو جگہ باقی نہ ہو۔

اہلِ ذکر کی اِصطلاح میں اسے ذکرِ دوام کہتے ہیں۔

اہلِ ذکر اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر کبھی نہیں کرتے۔

چند معروف کُلیات :

اہلِ ذکر ــــ ذکر کی مَستی میں مست

نہ آگے دیکھتے ہیں نہ پیچھے

نہ دائیں نہ بائیں، نہ اوپر نہ نیچے

ذکر ہی میں محو و منہمک۔

اہلِ ذکر اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور کا ذکر کبھی نہیں کرتے

نہ ہی کسی اور کی ضرورت محسوس کیا کرتے ہیں۔ اللہ کا

ذکر ہر ذکر سے اعلےٰ و ارفع۔ اور تیری توفیق ہی کی

بدولت بندے تیرا ذکر کیا کرتے ہیں۔

جس نے بھی تیرا ذکر کیا، فارغ البال ہوا۔

جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے،
کسی اَور کا نہیں ہوتا۔
اللہ کا ذکر ——— ہر ذکر سے اعلےٰ
اہلِ ذکر کے نزدیک ذکرِ کثیر کا عدد لاکھ مرتبہ ہے۔

اہلِ ذکر کے تین مقامات

ذاکر مذکُور کے اور مذکُور ذاکر کے رُوبرُو ہو۔
دم بھر کے لیے بھی اوجھل نہ ہو۔
ذاکر مذکُور کے آداب کا پابند ہو
ذاکر کا مذکُور کے حضور بولنا گستاخی، تدبیرِ نفاق
اور ہستی عین شرک ہے۔
ہر وقت ہر حال میں مذکُور کا ذکر جاری ہے، دم بھر کے
لیے بھی بند نہ ہو۔

ذکرِ دوام

وَ عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَّ تَنَفُّسِ نَفْسٍ ٥

(کتاب العمل بالسنۃ جلد اوّل صفحہ ۱۰۲۹)

مُسافر سب کے سب ہمسفر ہوتے ہیں
دُور دراز سے جب آپس میں ملاقی ہوتے ہیں
کوئی نہ کوئی خوشخبری کا پیغام سُناتے ہیں
اور بہترین پیغام و بہترین سبیل ــــ ذکرِ دوام، ماشاءاللہ!
ذکرِ دوام وہ ہے جو ایک بار جاری ہو کر قبر تک پوری
آب و تاب سے جاری رہے، دم بھر کے لیے بھی بند نہ ہو۔
ذکرِ دوام کائنات کی جان
اِبتدا سے اِنتہا تک جاری
اہلِ ذکر ــــ مذکور کے حوالے۔ کُلیتاً حوالے۔
ماسوا سے بیگانہ۔

ذکر ہی کی بدولت بندہ اشرف۔

ہر مخلوق اشرف نہیں ۔ جو اللہ کے حکم کے تابع نقل و

حرکت پہ گامزن ہے ۔ اشرف

ہر شے اللہ کی

ہر شے کا مالک اللہ

ہر شے پہ قادر اللہ

ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے

یہاں تک کہ مٹی کے ڈھیلے اور گھاس کے تنکے۔

نہیں کرتا، تو یہ اشرف المخلوقات نہیں کرتا!

کوئی ایسا پتّہ نہیں جو اللہ کا ذکر نہ کرتا ہو

یہاں تک کہ مٹی کے ڈھیلے، پہاڑوں کے سنگریزے،

اور ریگستان کے ذرّات مگر ہم غافل ہیں حالانکہ

مخلوق میں سے اشرف کہلاتے ہیں۔

کوئی بھی حیوان ایسا نہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف نہ ہو۔
اِسی طرح نباتات۔ اِسی طرح جمادات۔
اور اِسی طرح معدنیات۔
جو اشرف المخلوقات ہے ــــ غافل ہے۔
اہلِ ذکر اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں کرتے۔
ذکر کیا کر۔ ذکر کا شہود ــــ مظہر العجائب۔
اہلِ ذکر ذکرِ دوام کے عمل کے نور کی برکت سے
مطمئن، مسرور و مخمور۔
اِس جسم الوجود میں کوئی نہ کوئی ذکرِ دوام جاری ہو مثلاً
سُبحان اللہ سُبحان اللہ
اسمِ اعظم کی تو ہر کسی کو خبر نہیں، بے شک ذکرِ دوام
اِسمِ اعظم کا بدل ہے، نِعم البدل، ماشآء اللہ!
بہترین ذکر وہ ہے جو شیخ ارشاد فرمائے۔ کامیاب ماشاءاللہ!

ذکرِ دوام کا صیغہ کوئی بھی ہو، عین ذکر۔ ماشاء اللہ!
ذکرِ دوام کا ہر صیغہ یکساں تاثیر رکھتا ہے۔
عام آدمی اللہ ہُو کے پاسِ انفاس کا متحمل نہیں ہو سکتا،

مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ہر ذکر کا نعم البدل اور فوق المرتبت ہے
کُل کائنات مِل کر بھی اِن کلماتِ طیبات کی عظمت
بیان نہیں کر سکتی۔

مقالیدُ السمٰوٰت والارض یہ ہیں:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ
وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ
حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ ۝

اِن کلماتِ طیبات کی عظمت ہے کہ ہر دل پہ جو
بھی اِن کا متمنّی ہو، بلا تردّد و تکلّف وارد ہو جاتے ہیں
اور غفلت دُور فرما دیتے ہیں۔ کلمات کے اخیر میں ہر
بار "یا حیّ یا قیّوم" کہو۔
سلسلہ طیبہ قادریہ مجدّدیہ غفُوریہ رحیمیہ میں مقالید السّمٰوات
والارض کا ذکر "پاسِ انفاس" مُبارک ہو، مکرّم ہو،
مشرّف ہو۔ آمین!
ذکرِ دوام کی لپیٹ میں ہر شے لپٹ کر ذکر کرنے لگی
۔یہاں تک کہ وہ بھی اور وہ بھی۔
اگر تیری کوئی بھی چیز تیری ہے، تو وہ ذِکر ہے۔
لِسانی قلبی رُوحی اور سِرّی
ماشاءاللہ!
سلف اہلِ ذِکر کے نزدیک ذِکر کی چار اقسام ہیں:
ذکرِ لسانی، ذکرِ قلبی، ذکرِ رُوحی، ذکرِ سرّی

گویا ذکرِ لسانی منبع، باقی تمام اِسی کے مختلف شعُوب و مدارج ہیں۔
ذکرِ لسانی میں مصروف ہو، مشغول ہو، محو ہو اور مُنہمک۔
حتیٰ کہ ذکر و مذکُور ایک ہوں۔

ذکرِ لسانی ——— اطمینان
ذکرِ قلبی ——— سکون
ذکرِ رُوحی ——— جمال
ذکرِ سِرّی ——— توبہ کی نمُو

میرے آقا روحی فداہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم ——— قاسمُ الخیراتُ الحسنہ۔
میرے آقا روحی فداہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم کی محبّت کی ایک بوند
جب تن و من میں سما نہ سکی،
چاروں اقسام کے اذکار بیک وقت جاری فرما کر ایک
رذیل و ذلیل کی دلجوئی فرمائی

۱۔ ذکرِ لسانی ۲۔ ذکرِ قلبی ۳۔ ذکرِ رُوحی ۴۔ ذکرِ سِرّی

وما علینا الا البلاغ

و۔ لِسانی

و۔ قلبی

و۔ رُوحی

و۔ سِرّی

تیرے ہی ذکر کے انداز ہیں!

ذکرِ سِرّی کا محلِّ وقوع : دماغ

ہر عضو دماغ کے تابع

ذکرِ الٰہی چار اقسام پر مُشتمل

ذکرِ لسانی ——— کبھی زندہ، کبھی مُردہ

ذکرِ قلبی ——— کبھی شافی الصدور

کبھی وساوس میں مسحُور

ذکرِ رُوحی ——— کبھی طاعت میں مسرور

کبھی معصیّت میں رنجور

ذکرِ سرّی ——— دائیں بائیں آگے پیچھے
اوپر نیچے ہمہ وقت قائم ودائم

ذکرِ لسانی ——— الحمدللہ

ذکرِ قلبی ——— ماشاءاللہ

ذکرِ رُوحی ——— بارک اللہ

ذکرِ سرّی ——— فضل اللہ

جملہ اذکار کا شہود۔ احسان اللہ!

دو چیزیں کبھی بند نہیں ہوتیں:
اہلِ ذکر کا ذِکر اور دُنیا کی زبانیں۔

ذکر ——— زادِ راہ

باتیں ——— خُسرانُ المُبین

ربّ ——— رحمٰن ورحیم بدیعُ السّمٰوٰتِ والاَرض
ذوالجلالِ والاِکرام

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

رُوح ——— اَمرِ ربّی،
رگ رگ میں سراپا محوِ ذکر،
مخمور و مسرُور

نفس ——— اَمرِ عزازیل، خسرانُ المبین،
رنجور و مہجور، ھمّ و حُزن کا شکار

بندہ دُنیا میں جینے کے لیے نہیں، مرنے کیلئے آتا ہے۔

یہ مرا، یہ مرا، یہ مرا،
یہ دُنیا فنا کا مقام ہے۔ کوئی بھی شئے اِسمیں باقی رہنے
والی نہیں۔ اِلّا باقیاتُ الصّالحات۔
جو بھی شئے تو دیکھتا ہے، فانی ہے ——— فنا
باقیاتُ الصّالحات ——— عینِ بقاء

جسمِ فانی ——— رُوحِ باقی
امرِ ربّی ——— باقی
اَمرِ عزازیل ——— فانی

فانی ——— باعثِ عذاب و فتنات

باقی ——— باعثِ ثواب و راحت

ارذل العمر ——— حسرت و ندامت

ذکر اللہ ——— موجبِ ابدی عیش الرّحمۃ

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ۝

ترتیب شریف ج ۴ صفحہ ۳۸

اللہ ربّ العالمین نے اپنی کُل کائنات کو کُن کہہ کر خلق فرمایا۔

حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ کے بُت کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔

حضرت آدم کے بُت میں رُوح پھونکی گئی۔ اندھیرا گھُپ تھا، کوئی بھی شے نظر نہ آئی۔ سُنسان و ویران مُقام۔ گھبرا گئی۔

اللہ نے اپنا نور قلب میں ڈالا۔ منوّر ہو گیا۔ پھر جہاں جہاں حضرت آدم علیہ السّلام صفی اللہ کے خاکی جسم الوجود میں روح سیاحت کے لیے رُکی، اَللہ کے اَمر سے اللہ کا ذکر کیا، اِصطلاح میں لطائف کہلائے۔

قلب سے اِبتداء قلب ہی پہ اِنتہا۔

قلب ہی کی بدولت روح تندرُست،

قلب ہی کے باعث علیل۔

روح جب قفسِ عنصری سے پرواز کرنے لگتی ہے، اندھیرا چھا جاتا ہے گویا ہر شے کی اِبتدا ہی اِنتہا ہوتی ہے۔ اِبتدا میں اندھیرا تھا، اِنتہا میں بھی اندھیرا۔ قلب اللہ ربّ العالمین کے ذِکر سے مطمئن کسی اور طرح کبھی نہیں۔

حضرت آدم علیہ السّلام صفی اللہ کے بُت میں اللہ

ربّ العالمین نے رُوح پھونکی۔ جن جن مقامات سے
گزر کر روح نے اللہ کا ذکر کیا، انہیں اِصطلاح میں
لطائف کہتے ہیں اور یہ سات ہیں۔

۱	قلب	(زیرِ پستان چپ)
۲	روح	(〃 راست)
۳	نفس	(زیرِ ناف)
۴	سِرّ	(درمیان سینہ)
۵	صفا	(پیشانی)
۶	خفا	(منتہائے ناصیہ)
۷	اخفا	(برکاخِ دماغ)

ذکرِ دوام —— اِن سب کا مدّعا،
سب پہ حاوی، سب کا مقصد و مطلوب۔
اللہ کرے یہ ساتوں لطائف ہمہ وقت اللہ کے ذکر سے

معمور رہیں، کوئی بھی دم غفلت میں نہ گزرے اور
یہ اللہ ہی کی عنایت پہ موقوف ہے۔

وما توفیقی الا باللہ۔

بندہ ناشکرا کسی بھی عنایت کا شکر نہیں کرتا۔
بڑی سے بڑی عنایت پر بھی نہیں۔
ہر عنایت کو اپنی کوشش ہی کی طرف منسوب کرتا ہے۔
"کیا یہ عنایت تیرے لیے کافی نہیں کہ اللہ نے تجھے نہر
کے کنارے بٹھایا ہوا ہے اور نہر کے اندر رہنے
والی مچھلیاں بھی تیری مغفرت کے لیے دعائیں کرتی ہیں!"
کیڑوں کو مت مارا کرو،
ذکرِ الٰہی کی مجلس میں تیرے لیے ذکر کرتی
ہیں اور دعا۔

انسان : عین الوجود

وَالسَّبَبُ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْد

جسم الوجود — ہڈی، پسلی، رگ ریشہ سے
مڑھا ہوا ہے، کوئی بھی جگہ خالی نہیں۔
اللہ کرے جسم الوجود بھی ذکرِ الٰہی میں محو و منہمک رہے،
کوئی بھی دم خالی نہ گزرے۔
یا اللہ تیرے لطف و کرم سے ہمارا کوئی بھی دم تیری یاد
سے خالی نہ گزرے۔
اِس قلبوت میں شب و روز تیرا ہی ذِکر جاری و ساری رہے
بیشک تیرا ذِکر قلب کا اِطمینان، رُوح کی بلندی اور
زِندگی کا انمول سرمایہ ہے۔ آمین یا حیّ یا قیوم
ذکر جب جاری ہو جاتا ہے،
کایا پلٹ دیتا ہے ! !
ذکر کی کوئی حد نہیں، رحمت کی بھی کوئی حد نہیں۔

یہ سب کام تیرے ہی کرنے والے
تیرے ہی لائق
تُو ہی کرے
بندہ کچھ بھی کرنے پہ کوئی قُدرت نہیں رکھتا
دُنیائے دُوں کا کوئی بھی معاملہ میری محویت
میں مُخِل نہ ہو۔
اَبدی سکون کا مُوجب ماشاء اللہ۔ شُکریہ،
نصیحت کُنندہ خیال کا شُکریہ!
ذکرِ الٰہی سے اطمینان
اطمینان سے سُکون
اور سکون سے سُرور پیدا ہوتا ہے۔
ذکر جب قائم ہو جاتا ہے، خوف و حُزن کے
سب حجاب انڈیل کر سکون سے لبریز کر دیے جاتے ہیں۔

اللہ ——— مُعطی الرشد

میرے آقا روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم — ساقی

سیدنا کریم صلے اللہ علیہ وسلم

جس سکون و سُرور کی تلاش میں تم مارے مارے

پھرتے ہو، ذکرِ دوام میں ہے۔

ہم ذکر کرتے ہیں، ذکرِ الٰہی کی کُنجی نہیں رکھتے۔

ذکرِ الٰہی کی کُنجی ذکرِ دوام ہے اور ذکرِ دوام ہر وحشت

کو کھا جاتا ہے۔

یہی ھدایت آدمیت کا ادب اور یہی

بہترین اِکرام ہے۔

ذکرِ دوام وہ ہے جو ذاکر کو مطمئن کرے،

ہر عِلّت سے شفا بخشے اور سُرور کا باعث بنے۔

ذکرِ الٰہی کے خمار کا اِصطلاحی نام سُرور ہے۔

اللہ ـــــ معطی

میرے آقا روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلّم قاسم

الخیرات الحسنہ۔

بہترین عطا اور بے مثل سخا سُرور ہے

جسے سُرور ملا گویا ہر شے ملی۔

جب بھی مانگو ـــــ سُرور مانگو

اور سُرور ذکرِ الٰہی کے خمار کو کہتے ہیں۔

نشہ چڑھے نہ چڑھے، سُرور ہو نہ ہو، ذکر جاری رہے

ذکر پہ اِستقامت محویت کے نشے کا سُرور

نہیں تو کیا ہے؟

اہلِ ذکر ہر حال میں ہر وقت ذِکر جاری رکھتے ہیں۔

ذکرِ دوام ـــــ ہر ذِکر کا مظہر

ذکرِ دوام ——— عرفان کا منبع

عرفان کی حقیقت

عرفان کے تابع

ذکرِ دوام کے نورُ کا ظلّ ——— کشف الورٰی

ذکرِ دوام

وہ جھلک جلال

کریمانہ جمال

محبوبانہ کمال

مجذوبانہ حال

رِندانہ قال

اِستقامت لازوال

اور مُنکر بدحال

———

ذِکر، کِسی بھی قسم کا ہو، نُورٌ عَلیٰ نُور ہوتا ہے
افضل ترین وہ جو مذکور کے رُو برو ہو
جُملہ حجابات کو دُور فرما کر ہو اور دل کے اندر ہو
اور یہ اعلےٰ درجے کی عنایت پر وارد ہوتا ہے۔
ذکرِ دوام کی دھوم اندر ہلچل مچا دیتی ہے ،
اور سوتے ہوئے دل کو اُٹھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔
اہلِ ذکر کی مثال ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا کی
مانند ہے جس میں کسی کو بھی کُودنے کی جرأت نہیں ہوتی
یہاں تک کہ ملّاح کو بھی نہیں ہوتی اور خشک نالوں
میں گدھے لیٹا کرتے ہیں۔
جانور ہر قسم کا چارہ کھاتے رہتے ہیں ،
جب سیر ہو جاتے ہیں ، بیٹھکر جگالی کرنے لگتے ہیں۔
اِسی طرح اہلِ ذکر جب ذِکر کے بعد سستانے لگتے
ہیں، فکر کی محوّیت طاری ہو جاتی ہے اور ذکر کے
کسی انوار کا شہود بن جاتی ہے۔

اگرچہ ہماری نماز کو خشوع و خضوع حاصل نہیں،
پھر بھی پڑھا کر جیسے
یہ نماز تیری آخری نماز ہے۔
اسی طرح ذکر میں یوں محو ہُوا کر جیسے یہ تیری ذکر کی
آخری مجلس ہے۔ اسی طرح دَم کو ذکر میں محو رکھا کر
جیسے یہ تیرا آخری دَم ہے۔ اور یہ بھی شکر کیا
کر کہ اللہ ربّ العالمین نے کیسی کیسی حکمت بھری
پُر اسرار باتوں کو منکشف فرمایا۔
ذکر کیا جاتا ہے ـــــ فکر وارد ہوتا ہے
ذکر کا مخزن و معدن ـــــ فکر
ذکرِ دوام پہ اِستقامت سے فکر پیدا ہوتا ہے۔
فکر تنہا نہیں ہوتا، ذکر ساتھ ہوتا ہے۔

فکر ——— ہر سوال کا حل

ذکر ——— ہر قصد کی سبیل

ذکر و فکر و گیان ——— انسانی عروج کی اِبتدا

اِسی پہ اِستقامت ——— اِنتہا

کمالات

تیری زندگی کا کمال ہی تیرا کمال ہے

جو دم — ذِکر میں گزُرا کمال ہے

شُکر میں گزُرا وہ بھی کمال ہے

فِکر میں گزُرا کمال کا کمال ہے

باقی خرافات۔

دنیا میں ایسے جی جیسے مُردوں کو جینے کی تمنّا ہے۔

"اگر اللہ ہمیں زندگی بخشے، دم بھر کے لیے بھی غافل نہ ہوں

تیرے ہی ذکر و فکر میں محو و منہمک رہیں"

لیکن ان بیچاروں کی یہ حسرت کبھی پوری نہ ہوگی اور نہ ہی اُنھیں دوبارہ زندگی ملے گی۔

"اے ادھیڑ عمر والے! اللہ نے تجھے زندگی بخشی ہوئی ہے، اسکو غنیمت جان کر اسکی قدر کر۔ پھر یہ دوبارہ کبھی نہیں ملنی۔

اے جینے والو! اے خوش نصیب بندو!
یہ زندگی جو آج تمہیں حاصل ہے، قیمتی متاع ہے۔
اسے ضائع مت کرو
ہمارے حال سے عبرت حاصل کرو اور ذکر و طاعت میں مصروف رہو۔"

قبروں میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ قبروں والے قیامت تک پچھتاتے ہیں کہ دُنیا میں کیوں کام نہ کیا۔ اور تمام کاموں سے افضل کام اللہ کا ذکر اور اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔

بادشاہوں کو حسرت ہے کہ وہ دنیا میں فقیر ہوتے۔ سب کے سب کہتے ہیں اگر ہم دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتے تو کیا خوب ہوتا اور وہ کام کرتے جو یہاں کام آتے۔ کوئی مال جمع نہ کرتے اور نہ ہی چھوڑ کر یہاں آتے۔ اللہ کا مال اللہ کی راہ میں لگا کر آتے تو کیا خوب ہوتا۔ اللہ کا ذکر کرتے۔ ذکر کی مجلسوں میں جاتے۔ اللہ کے لیے جیتے اور اللہ ہی کے لیے مرتے۔ زندوں کو زندگی کا نمونہ دے کر آتے اور زندگی کی حسرت مٹا کر آتے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے کوئی چیز اپنے بندوں پر فرض نہیں فرمائی جس کی حد مقرر نہ کر دی ہو اور پھر اس کے عُذر کو قبول نہ فرما لیا ہو۔ بجُز اپنے ذکر کے۔ نہ اسکی کوئی حد مقرر فرمائی جس تک اسکی رسائی ہو اور نہ

اس کے ترک پہ کوئی عُذر قبول فرمایا بلکہ یہ فرمایا

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى

جُنُوْبِكُمْ ط

یعنی اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں کے بَل۔

گویا رات ہو یا دن، خشکی ہو یا تری، حضر ہو یا سفر، تونگری ہو یا تنگدستی، بیماری ہو یا تندرستی، آہستہ اور پُکار کر غرض ہر حال میں قبض ہو یا بسط، خلوت ہو یا جلوت اللہ کا ذکر کرو۔ ذکر کی قطاریں باندھ دو جو فرش تا عرش استوار ہوں اور ذکر کی گونج سے دنیا کا کونہ کونہ گونج اُٹھے۔ قبر میں کوئی کام نہیں ہوتا، دُنیا میں کیے ہوئے کاموں کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ سُنتے کیوں نہیں، جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ڈٹ کر کرو اور ضرور کرو۔

اور جن سے منع کیا گیا ہے، کبھی مت کرو اور ہر حال
میں، قبض ہو یا بسط، ذکرِ الٰہی جاری رکھو حتیٰ کہ کوئی بھی
دَم یاد سے خالی نہ گزرے۔ ذکر کی قطاریں باندھ دو۔
ایسی قطاریں جو فرش تا عرش استوار ہوں اور کسی بھی حال
میں ترک مَت کرو۔ بہتر ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے یا
جو تیرا شیخ بتلائے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
ایسا ذکر، جیسے مُردوں کی تمنّا ہوتی ہے، کر۔
"مُردے"، اللّٰہ کے سوا کسی اور طرف کبھی التفات
نہیں کرتے، ذکر ہی میں محو و منہمک ہوتے ہیں۔
مُردے کی مُطلق کوئی تمنّا نہیں ہوتی مگر یہ اور صرف
یہ کہ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ اسے دوبارہ زندگی بخشے
اور وہ دُنیا میں جا کر شب و روز اللّٰہ کے ذکر و فکر
میں محو و منہمک رہے، کوئی بھی دَم یاد سے خالی نہ گزرے۔

اُس کی اور صرف اُسکی نظروں میں دُنیا و مافیہا کی کوئی
بھی چیز کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ مینگن کے برابر بھی نہیں۔
اور نہ ہی کوئی منصب کوئی اہمیت رکھتا ہے۔
اُس کے اور صرف اُس کے نزدیک اللہ کے ذکر کے سوا
ہر شئے ہیچ و بیکار ہے۔
اہلِ قبور ۔ احوالُ الآخرت کے عارف ہوتے ہیں۔
کوئی گناہ نہیں کرتے۔ کیے ہوئے پہ نادم ہوتے ہیں۔
اِس حال میں جینا قابلِ رشک جینا ہے۔
اہلِ ذکر وُہ ہیں جو مُردوں کی طرح قبروں میں زندگی کی
تمنّا کریں اور زندہ رہ کر ذکر ہی میں محو اور ذکر ہی
میں منہمک رہیں۔ ماسوا سے بے خبر۔
کسی سے التفات کریں نہ رغبت۔
قبر کا منظر دیکھ کر ہی بندہ دُنیا سے متنفر و بیزار
ہوتا ہے ،

پھر کبھی کسی لذّت و راحت و زینت و شہرت کے پاس تک نہیں پھٹکتا۔

لذّت و راحت و زینت و شہرت نفس کی مرغوب ترین غذائیں ہیں۔ جب ذکرِ الٰہی کے نصاب میں منتقل ہو جاتی ہیں، خصلت بدل جاتی ہے۔

فنا تھی ، بقا بن گئی
معیوب تھی ، احسن بن گئی

فنا کو بقاء اور بقاء کو فنا نہیں
فنا کے بعد بقاء لازم و ملزوم

روحانی لذّت و راحت و زینت و شہرت:

ذکرِ الٰہی

اسے کبھی فنا نہیں، ہمیشہ زندہ اور قائم رہتی ہے۔
زندہ مُردوں کی قبور کثیر البرکات کا خزینہ ہوتی ہیں،

اور ہر فنا سے ناآشنا۔

ہوا کی طرح جہاں چاہیں اُڑ جاتے ہیں جیسے ارواح۔

اہلِ ذکر، کوئی بھی ہو، بازی لے گیا۔

دین دُنیا اور آخرت میں کماحقّہٗ اپنے رب کو منا بھی گیا، محبّت کے انداز سیکھا بھی گیا اور نجات پا بھی گیا۔

طریقت میں نجات پانے والا اُسے کہتے ہیں جو ہر فکر سے آزاد ہو اور کوئی بھی اِبتلا اُسے کبھی کسی ہمّ وغمّ میں مُبتلا نہ کر سکے۔

جو جمیع اُمور اللہ ہی کے حوالے کر کے ذکر و فکر میں ہمہ تن و من محو و منہمک رہے اور ماسوا سے کوئی واسطہ نہ رکھے، اہلِ طریقت اسے "مخلص" کہتے ہیں۔

اخلاص کا یہ مطلب ہے، کہ دین دُنیا اور آخرت کی کوئی بھی

غرض نہ ہو۔ صرف ذکر مطلوب ہو اور دل ماسوا سے
کلیتاً فارغ۔ اخلاص میں کوئی اور شے سما نہیں سکتی۔
اہلِ ذکر ذکر میں محو منہمک ہوتے ہیں کسی اور
طرف کوئی اِلتفات نہیں رکھتے اور ذکرِ الٰہی کی
برکت سے شرح صدر ہو جاتی ہے، کسی پہ کوئی اِعتراض
نہیں کرتے۔
سفر کتنا بھی طویل ہو، طے ہو جاتا ہے
کام کتنا بھی زیادہ ہو، ختم ہو جاتا ہے۔
ہر شے کی حدّ ہے، ذکر کی کوئی حدّ نہیں
اور۔ اہلِ ذکر کبھی فارغ نہیں ہوتے
مر کر بھی نہیں۔ قبر میں بھی نہیں۔
مُفکّر کبھی فارغ نہیں ہوتا، بے حد مصروف ہوتا ہے۔
جو فارغ ہے، مفکّر نہیں۔

اِسی طرح اہلِ ذکر ذکر ہی میں مشغول۔ یا حیی یا قیوم
مشقّت مزدور کو تھکاتی ہے،
اہلِ ذکر کبھی نہیں تھکتے ماشآءاللہ!
خیر و شر، عزّت و ذلّت، ثواب و عذاب
جنّت و دوزخ مِنَ اللہ
اور اہلِ ذکر محو اِلَی اللہ
مستغنی عن ماسوا اللہ، ماشاءاللہ!
ثواب و عذاب سے ذہن کلیتاً فارغ کر،
بالکل ہی فارغ۔
خلوت ہو یا جلوت، اپنے معبود و مطلوب و مقصود
کو روبرو حاضر و ناظر جان کر ذکر میں مشغول ہو، پھر مصروف
ہو، پھر محو، بالآخر منہمک۔

سیّدنا مُذکر صلّے اللہ علیہ وسلّم

مذکر ——— اہلِ ذکر

اور میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم ہی کے فیض و کرم سے تن نگری اور مَن نگری میں ذکر جاری ہوا ہے

ذکرِ دوام

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آل عمران: ۱۹۱)

اور وہ لوگ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور اپنی کروٹوں کے بَل (یعنی لیٹے بھی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کے اِس فرمان "اور اللہ کا ذکر کرو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور اپنی کروٹوں پر" (سورۃ النساء ۱۰۳)

کی تشریح میں فرماتے ہیں رات کو دن کو، خشکی میں سمندر میں، سفر میں حضر میں، مالداری میں تنگدستی میں، بیماری میں

صحت میں، پوشیدہ اور ظاہر، غرض یہ کہ ہر حال میں اللہ
کا ذکر کرو۔ (تفسیر فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۳)

اِصطلاح میں اسے ذکرِ دوام کہتے ہیں۔

سُلوک کا اِنعام ——— ذکرِ دوام

ذکرِ دوام سے محرومی ——— معصیّت کا شکار

اِنعامات ——— گوناں گوں، ورا الورا ہے
فہم و اِدراک سے بالا

ذکرِ دوام ——— ہر نعمت سے اعلےٰ

خیرِ عام ہے

ذکرِ دوام ——— ہر خیر کی اصل
ہر خیر کا موجب

———

ذکرِ دوام کی کوئی حد نہیں، لامحدود ہے

ہر کوئی تو اسمِ اعظم نہیں جانتا البتہ ذکرِ دوام اس کا

نعم البدل ہے۔

طریقت کے جملہ احوال و مقامات ذکرِ دوام ہی سے

پیدا اور وارد ہوتے ہیں ماشاء اللہ!

لَنْ تَرَانِیْ

اللہ مجھ کو دیکھتا ہے، میں نہیں دیکھتا۔

دیکھ سکتا ہی نہیں۔

دیکھنے کا متحمل بھی نہیں۔

ذکرِ دوام ہی اللہ کو دیکھنے کا نعم البدل!

ذکرِ دوام پہ استقامت — جہادِ اکبر

ترکِ تام — اصحابِ صُفہ کا فقر

سارے دین کا مظہر

یہی عین کرامت

قرونِ اُولیٰ کی تمکنت کا راز ـــــ ذکرِ دوام

اور فقر کا کمال ـــــ ترکِ تام

قرآنِ کریم وحکیم ومجید اور میرے آقا روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مطہّرہ کی اتباع کا اِصطلاحی نام تصوّف ہے اور تصوّف میں ذکرِ دوام اور ترکِ تام کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

ف: ترکِ تام سے مُراد ہر اُس قول وفعل کو کُلیتاً ترک کرنا ہے جو اللہ اور اُس کے رسُولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو۔

ترکِ تام

آدمیّت واِنسانیت وبشریت کا بُلند ترین اعزاز ـــ مشاہدات پر نہیں، فضلِ ربّی کی وہبی عنایت پہ موقوف۔

اصل الاُصول

فضیلتِ آب

ذکرِ دوام

ترکِ تام

جو سمجھ گیا، وہ پا گیا۔

تشنہ تھا، سیراب ہُوا۔

جب بھی نشان قائم ہوا

اُن ہی کی بدولت ہوا، وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

انگ انگ میں رگ رگ میں، جب سما جاتا ہے

بے نشاں بن کر سُبْحَانَ الْخَالِقِ الْبَارِی کا مظہر

بن جاتا ہے۔

فقر کا حاصل :

ترکِ تام اور ذکرِ دوام ۔

جو کرتا نہیں ، کر سکتا نہیں ،

تاویلات کرتا ہے ۔

ترک کسی کو بھی کسی خاطر میں نہیں لاتا ،

توکلت علی اللہ اپنا کام ، جیسے بھی ہو ، جاری رکھتا ہے ۔

ترک کی تاریخ میں شاہ و گدا یکساں

ترک تارک کو پا کر ہی مطمئن ہوا اور مسرور

کسی اور طرح نہیں

ترک — آدمیت و انسانیت و بشریت کا غازہ

ذکرِ دوام اور ترکِ تام عین رحمت

تیرا دل کبھی غافل نہ ہو ، اللہ ہی کے ذکر میں محو و منہمک

رہے ۔

جو مال اللہ تجھے عنایت کرے، اگلے دم کا انتظار نہ کر، بیٹھے بیٹھے ہی تقسیم کر دے!

گویا تُو نے ذکرِ دوام اور ترکِ تام کا مقلّد بن کر خانقاہی نظام کو قائم کیا اور یہ میرے اللہ عزّوجل واعظم و اکبر کے فضل و کرم کی بخشش اور میرے آقا رُوحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رحمۃً للعالمین کی رحمت، سفارش اور شفاعت پہ موقوف ہے۔

قرونِ اُولیٰ کے دو مایۂ ناز خصائل:

ترکِ تام اور

ذکرِ دوام

ذکر کے ہمراہ صدقات و خیرات لازم و ملزوم۔

ذکر بذاتِ خود بھی ایک صدقہ و خیرات ہے۔

صدقات وخیرات ـــــ مایۂ ناز اعمال

ذکرِ دوام کی برکات حیات و ممات کی قید سے بالاتر ہیں۔

ذکرِ دوام سے ترکِ تام اور

ترکِ تام بلوغ الی المرام ہے۔

کسب کی دُنیا میں "ذکرِ دوام" مایۂ ناز کسب ہے۔

ذکرِ دوام تیرے میرے بس کی بات نہیں،

عنایتِ الٰہی پہ موقوف ہے۔

تھکن ـــــ مخلوق کی فطرت۔

لوھا بھی تھک جاتا ہے۔

وقفہ ـــــ عین ضروری

ذکرِ دوام ـــــ قائم ودائم، وقفہ سے بے نیاز،

ہر حال میں زندہ وقائم۔

ذکرِ دوام کی منزل میں آنے جانے والے آتے جاتے رہتے ہیں۔

ذکر کبھی بند نہ ہو۔ جُوں کا تُوں قائم و دائم رہے۔

ابوابِ طریقت :

التوبۃ والاستغفار سے اصح الصمت التام۔

الصمت التام سے ذکرِ دوام۔

ذکرِ دوام سے موتوا قبل ان تموتوا کا اوّلین مقام۔

نفی تام سے ترکِ تام، ترکِ تام سے تعلق تام، تعلق تام سے شفا اور شفا سے اطمینان۔

ابوابِ طریقت ——— انسانی جدّوجہد پہ مشتمل،

شفا و اطمینان ——— توفیقِ الٰہی پہ موقوف !

التوبہ و الاستغفار کی برکت سے

الصّمت التام، اور الصّمت التام کے نُور سے

ذکرِ دوام، اور ذکرِ دوام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

کا اوّلین مقام۔

مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کی منزل میں موت کی طرح قبر کا حساب ہوتا ہے۔

ہماری طریقت چند اسباق پر مُشتمل، ماشآءاللہ!

و۔ قدم قدم پر توبۃ والاستغفار

و۔ الصَّمت التّام

و۔ وَھُوَ مَعَکُم اَینَ مَا کُنتُم

و۔ ذکرِ دوام

و۔ ترکِ تام

و۔ مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا

ایک نے کہا کہ میں نے عافیت کو تلاش کیا،

اصح الصمت التام (مکمل خاموشی) میں پایا

اِحسان کو تلاش کیا، ذکرِ دوام میں پایا

مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کو تلاش کیا، ترکِ تام میں پایا

ذکرِ دوام کا یہ مطلب ہے کہ جس دَم سے شروع ہو،
آخر دَم تک قائم رہے، کوئی بھی دَم غافل نہ رہے۔
اصح الصمت التام کا یہ مطلب ہے کہ کسی بھی قسم کا کوئی
بھی کلمہ زبان سے نہ نکلے (اللہ کے ذکر کے سوا)
یہاں تک کہ کسی بھی اشارے سے کوئی حرکت نہ کرے۔
ذکرِ دوام ـــــ نیکی کی اصل اور
خاموش رہنا اعلےٰ درجے کی عبادت ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجل و اعظم کے حضور میں حاضر رہنا،
نہ کچھ سُننا نہ کچھ کہنا ـــ مزاجِ یار میں رہنا، کا
اِصطلاحی نام خاموشی ہے۔
جو تن و مَن خاموش ہُوا، حکمت کی برکا نے خوش آمدید
کہا۔ کبھی واپس نہ لوٹایا۔ تیرے حضورِ باری میں نا اُمیدی
کا نام تک نہیں ہوتا۔ بِن مانگے دی جاتی ہے۔

جھولی بھر دی جاتی ہے۔ سائل نہیں، کرم سائل کا منتظر رہتا ہے ——— کوئی آئے تو میں اُسکو دوں۔

مانگنے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں :

تیرا ذکر اور میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی محبّت۔

اِس کے سوا کوئی بھی شے کوئی وقعت نہیں رکھتی، ہیچ و بیکار ہے اور اِنکو مانگ کر گویا ساری خُدائی مانگ لی۔

خاموشی عین ذکر ہے اور عین حکمت۔

اگر کوئی کچھ بھی نہ پڑھے، صرف خاموش رہے اور خاموشی پہ ثابت قدم رہے، کافی ہے۔ خاموشی عین ذکر ہے۔

حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مرد کا خاموش رہنا (اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا) ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

خاموش ذکر کا یہ مطلب ہے کہ مذکور دھیان میں رہے۔
کسی بھی حال میں کبھی اوجھل نہ ہو۔ اِصطلاح میں اِسے
محویّتِ تام کہتے ہیں۔
جنّت و دوزخ کے ثواب و عذاب سے بالا ہو کر ذکرِ الٰہی
میں محو ہو۔ کوئی بھی شے تیری محویّت میں مُخل نہ ہو۔
قائم الدّائم رہے۔
یہ کیا محویّت ہے ؟ نام کو بھی نہیں ۔
محویّت جب طاری ہوتی ہے، تام ہوتی ہے۔
دُنیائے دُوں کی کوئی بھی شئے اور کوئی بھی منصب اس
منزل میں کوئی قدر و اہمیت مُطلق نہیں رکھتا، ہیچ و بیکار
اور سراب و فریب گردانا جاتا ہے۔
عہد و پیمان کی تجدید دم بدم جاری رہتی ہے۔ عہدِ الست
کو اَز بر کر۔

ذکر کا بُلند ترین مقام ـــــــ محویّت

اَحَد کی احدیّت میں گُم ہونے کا اِصطلاحی نام محویت ہے۔

محویّت، احدیّت ہی کے گِرد گھُوما کرتی ہے۔

محویّت کا مرکز ـــــــ احدیّت

اَحَد میں محو ہو کر محویّت کہلائی۔

اللہ میں ہُوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں،

جس حال میں رکھوں رکھتا ہوں،

بہترین و عمدہ ترین و اعلےٰ ترین حال:

ذکر و فکر میں محویّت و اِنہماک۔

محویّت ایک غیر فراموش ذِکر ہے

محویّت جب طاری ہو جاتی ہے مقصود و مطلوب کے

سوا کسی اور طرف اِلتفات نہیں رہتا۔

مُطلق نہیں رہتا۔

کسی مصروف کی محویّت میں مُخل مَت ہو۔ کبھی مت ہو۔
محویّت جب تام ہوجاتی ہے ، ہر شے پہ چھاجاتی ہے۔
تن مَن دھن کا ایک مرکز پہ متحد ہو کر کام کرنا
اِصطلاح میں محویّت کہلاتا ہے۔ محویّت جب تام ہوجاتی
ہے ، ماسِوا سے کُلیتاً بے خبر و بیگانہ ہوجاتی ہے۔

تن ——— مَن میں محو و منہمک ہوجاتا ہے اور
دھن ——— تن و من پہ قُربان ہو کر سُرخرو ہوجاتا ہے
اللہ جب کسی خیال کو محو فرمالیتے ہیں ،
پھر کوئی خیال اس میں نہیں آتا ہمہ تن و من محو ہوجاتا ہے۔
اور یہی محویّت کا کمال ہوتا ہے۔
اِصطلاح میں اِسے "تام" کہتے ہیں۔
عین محویّت فراغت سے فارغ ہو کر محوِ عمل ہوتی ہے ،

مصروفیت میں نہیں۔ جس نے بھی جو کچھ کیا، محویّت ہی کے عالم میں کیا اور محویّت ہی ہر کارآمد کار کا موجب۔ یہاں تک کہ کاریگر کی کاریگری کو دیکھا!

فارغ وہ ہے جسے اللہ فارغ کرے ورنہ کوئی بندہ کسی بھی حال میں کبھی فارغ نہیں رہتا۔

بہترین مصروفیت ——— ذکرِ دوام اور یہی الٰہی مصروفیت ——— زندگی کا آبدار گوہر
کرامات و کمالات کی نفی ——— فراغت کی اصل
اور ذکرِ دوام ——— فراغت پہ موقوف
کسی کے کسی خیال میں محو رہنا ——— وصل کی ابتدا
اور محویّتِ تام ——— اِنتہا

سچ ..... سچ ..... سچ

———

ذکر پہ اِستقامت محویّت نہیں تو کیا ہے ؟

نشہ نہیں تو کیا ہے ؟

سُرور نہیں تو کیا ہے ؟

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ذاکر کا کوئی سا بھی ذکر جب قائم ہو کر

اِستقامت کے معیار پہ پہنچ جاتا ہے ،

تحت الثرٰی سے عرشِ عظیم تک تانتا بندھ جاتا ہے

اور کون و مکان کی ہر شے ذاکر کے ذکر کو سُنتی ہے ،

ماشاءاللہ !

دین ، دُنیا اور آخرت کا کوئی بھی معاملہ تیرے ذکرِ دوام

کی محویّت میں کبھی مخل نہ ہو۔

محویّت کے جلال کا نُور اِن سب کو جلا کر ہوا میں اُڑا دے

اِس تن میں تُو

اِس مَن میں تُو

ھوالاوّل ـــ ھوالآخر

ھوالظاھر ھوالباطن

تُو ہی تُو

غیریت ـــــ اَحدیت کی ضد

اَحدیت میں غیریت نہیں ہوتی۔ سما سکتی ہی نہیں۔

غیریت کے باعث تن و من میں دُوری۔

اَحدیت ـــــ جلال و جمال کی مظہر

یہ اَحد ہے ، یہ غیر

اصح الصّمت التّام و الذّکر الدّوام کے نورُ سے

غیریت کا فور ، اَحدیت کا ظہور ، ماشاءاللہ !

اصح الصّمت التّام اور ذکرِ دوام کے عزم بالجزم

کی برکات کا ظہور اپنے تن میں دیکھ اور مَن میں دیکھ،
باہر کوئی شے نہیں۔
ہر شے اندر ہی سے پیدا ہوتی ہے۔
اصح الصّمت التّام اور ذکرِ دوام کی برکات کا منتظر رہ۔
منزل کتنی بھی دُور ہو، کوئی دُور نہیں
یہ پہنچا یہ پہنچا یہ پہنچا

طریقت الاسلام کے چار معروف مقامات :

i : التوبۃ والاستغفار
ii : الصّمت التّام
iii : الذّکرِ الدّوام
iv : مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا

سچّی اور پکّی توبہ کر — توبہ کی برکت سے الصّمت التّام،
الصّمت التّام — مفتاح الذکر الدّوام اور

الذّکر الدّوام ــــ مُوتُوا قبل ان تَمُوتُوا کی طرف پہلا قدم ہے۔ ماشآءاللہ!

توبہ کے بعد بہترین تین عنایات کا اجراء:

و۔ الصّمت التّام

و۔ الذّکر الدّوام

و۔ مُوتُوا قبلَ اَن تَمُوتُوا

اگر کماحقہٗ اتّباع ہو ــــ کُن فیکُون کے مصداق۔

جملہ خواہشات کو ایک ایک کر کے کھرل میں پیس کر کپڑ چھان کر کے دریا میں بہا دینا، نِشان تک باقی نہ رہنے دینا، اِصطلاح میں اِسے مُوتُوا قبلَ اَن تَمُوتُوا کہتے ہیں۔

"مرنے سے پہلے مرنا" اور کیا ہوتا ہے؟

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

کِسی کا جیتے جی مرنا کٹھن ترین منزل ہے۔

اے او جینے والے ! اگر تُو جیتے جی مرے، تو زندگی تیرا اِستقبال کرے اور جیتے جی مرنے والوں ہی نے زندگی کو جینا سکھایا۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ہی نے زندگی کے شعورِ نو سے متعارف کروایا اھلاً و سہلاً !

جو مرتا نہیں، زندگی کی کش مکش میں مُبتلا رہتا ہے۔

مر اور جیتے جی مر !

تیرے مرنے کے بعد ہی زندگی تیرا اِستقبال کرے گی

جو کبھی نہیں دیکھا ـــــ دیکھے گا

جو کبھی نہیں سُنا ـــــ سُنے گا

جو کبھی نہیں جانا ـــــ جانے گا

جو مخفی راز

پردوں میں محجوب و مستور تھے،

منکشف ہوں گے انشاء اللہ۔ !

انسان کی حیات الدّنیا اور طریقت الاسلام کی منزل کا سب سے اونچا، سب سے اخیر اور سب سے مشکل مقام مُوتُوا قبل ان تموتوا ہے۔

مُوتُوا قبل ان تموتوا کا حامل مُردے کی طرح ان اکیس ۲۱ صفات سے مزّین ہو کر ہی اِس مقام کو پا سکتا ہے، کسی اور طرح نہیں۔

۱۔ صفت اوّل : بندہ جب مرجاتا ہے، خاموش ہو جاتا ہے۔ کُلیتاً خاموش۔ کسی کے بھی بلانے سے کبھی نہیں بولتا۔ بول سکتا ہی نہیں۔ الصّمت التّام مُوتُوا قبل ان تموتوا کا اوّلین مقام۔

ستُون بھی کہیں تو بے جا نہیں۔ الصّمت التّام (مکمل خاموش رہنا) کے تین مدارج ہیں

ا: خاموش رہنا :

کسی سے بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی کلام مُطلق نہ کرنا۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے۔

ب: جسم الوجود کے ہر عضو کا خاموش رہنا۔

جسم کے کسی بھی عضو کا کسی بھی گناہ کا کبھی مُرتکب نہ ہونا۔ دوسرے لفظوں میں، مامُورات کا پابند اور منہیات سے کُلیتاً باز رہنا۔ یہ میانہ درجہ ہے۔

ج: جسم الوجود کے اندر دل کا خاموش رہنا۔

دل کا خاموش رہنا خاموشی کی اصل اور بلوغ اِلَی المرام۔ جب تک کسی کا دل خاموش نہیں ہوتا، واقف الاسرار نہیں ہوتا اور نہ ہی زبان کی خاموشی کا کیف طاری ہو سکتا

ہے۔ دل ایک گزرگاہ ہے۔ ہر وقت ہر حال میں، قبض ہو یا بسط، کسی نہ کسی خیال میں مشغول رہتا ہے۔ ساری دنیا میں گشت کرو، شاید ہی کسی کو کوئی ایسا خاموش، جس کا دل خاموش ہو، ملے۔ دل کا خاموش ہونا عنایت و شفاعت پہ موقوف۔ اللہ جس دل کو اپنا راز منکشف فرمانے کے لیے قبول فرما لیتے ہیں، اسے خاموش کر دیتے ہیں۔ پھر اس دل میں کبھی کوئی خیال نہیں آتا۔ بدوں عنایتِ الٰہی کسی کو بھی اس پہ قدرت حاصل نہیں اگرچہ لاکھ جتن کرے۔

و۔ **صفت دوم**: مُردہ اپنے ربّ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجّہ نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہی نہیں۔

و۔ **صفت سوم**: مُردے کے نزدیک دُنیا کی کوئی بھی چیز کوئی قدر و اہمیّت نہیں رکھتی۔ مُطلق نہیں۔ گوہر و گوبر یکساں۔

و۔ صفت چہارم : مُردے کے نزدیک دُنیا کا کوئی منصب کوئی وُقعت نہیں رکھتا۔ میر و فقیر یکساں۔

و۔ صفت پنجم : مُردہ کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز اس کی میراث ہوتی ہے۔ ہر چیز کا مالک اللہ مالِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض اور وارث بھی اللہ ہی ہے۔

و۔ صفت ششم : مُردے کا کسی سے بھی اور کوئی بھی رشتہ باقی نہیں رہتا۔ موت تمام رشتے ختم کر دیتی ہے

و۔ صفت ہفتم : مُردے کی کوئی بھی طلب و تمنّا نہیں ہوتی مُطلق نہیں ہوتی۔ مگر یہ اور صرف یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندگی بخشے، وہ کوئی بھی دَم ذکر و طاعت سے خالی نہ گزارے ،
اور کسی بھی قسم کی کوئی نافرمانی کبھی نہ کرے۔

و۔ **صفت ہشتم** : مُردہ اپنے ربّ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجّہ نہیں ہوتا۔

و۔ **صفت نہم** : مُردہ اپنے ربّ کے سوا کسی سے بھی اور کسی بھی قسم کا کوئی تعلق مُطلق نہیں رکھتا۔

و۔ **صفت دہم** : مُردہ اپنے ربّ کے سوا کسی سے بھی اور کوئی اُمید بالکل نہیں رکھتا۔

و۔ **صفت یازدھم** : مُردہ سُنتا ہے لیکن کسی کو بھی کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ بالکُل نہیں دے سکتا۔

و۔ **صفت دوازدھم** : مُردہ دیکھتا ہے لیکن کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ مُطلق نہیں رکھتا۔

و۔ **صفت سیزدھم** : مُردہ سُن کر اور دیکھ کر بھی کبھی کچھ نہیں کہتا اور کبھی کچھ نہیں کرتا۔ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا اور سِسمل کی طرح لوٹتا ہے۔

صفت چہاردھم : انسانی زندگی ارادہ وحرکت کا اِصطلاحی نام ہے۔ اِنسان پہلے کسی کام کا ارادہ کرتا ہے پھر اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے حرکت میں آتا ہے۔ مُردے کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ اللہ کا ارادہ ہی مُردے کا ارادہ ہوتا ہے۔ نہ ہی مُردہ کسی حرکت پہ کوئی قدرت رکھتا ہے۔ بال برابر بھی نہیں۔!

و۔ صفت پانزدھم : مُردہ کبھی خوش نہیں ہوتا اور کبھی نہیں اِتراتا۔

و۔ صفت شانزدھم: مُردہ کبھی نہیں روتا مگر گناہوں اور غفلت پہ روتا اور پچھتاتا ہے۔ ہر وقت ہر حال میں اپنے تئیں رذیل وذلیل وکمین قرار دے کر مطمئن بھی ہوجاتا ہے اور ربّ رحمٰن ورحیم کی رحمت کا اُمیدوار بھی۔ ماشاء اللہ!

و۔ صفت ھفدھم: مُردہ عزّت و ذِلّت سے کُلیتاً مستغنی و بے نیاز ہوتا ہے۔ ہر عزّت اللہ ہی کے لیے لائق و سزاوار ہے۔ مُردہ کسی ذِلّت کی کسی بھی قسم کی پروا نہیں کرتا۔

و۔ صفت ھژدھم: مُردہ کسی کو بھی کچھ نہیں کہتا کبھی کچھ نہیں کہتا اگرچہ کوئی مُردار کیطرح گھسیٹ کر رُوڑی پہ پھینک دے۔

و۔ صفت نوزدھم: مُردہ جب ایک بار مرجاتا ہے پھر کبھی زندہ نہیں ہوتا۔

و۔ صفت بستم: زندگی میں: بندہ کہتا ہے، اللہ سُنتا ہے۔ بندہ کرتا ہے، اللہ دیکھتا ہے

مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کے مقام پر:

اللہ کہتا ہے ، مُردہ سُنتا ہے

اللہ کرتا ہے ، مُردہ دیکھتا ہے۔

و۔ صفت بست ویکم : مُردہ غیریت سے پاک ہوتا ہے۔ کُلیتاً پاک۔ تمام دنیا کی حرکات و سکنات کو اللہ رب العالمین کی حرکات و سکنات سمجھتا ہے۔ ہر فعل کی ظاہری فاعل: مخلوق، حقیقی : اللہ۔ ماشاء اللہ !

ف: کائنات کا نظام ارادتِ ازلی کے تحت محوِ عمل ہے بدُوں ارادتِ الٰہی کسی کو بھی کسی بھی اَمر پہ کوئی قُدرت حاصل نہیں۔ مُطلق نہیں۔ ہر مخلوق کی پیشانی کے بال اللہ رَبّ العالمین کے ہاتھوں میں مضبُوطی سے پکڑے اور جکڑے ہُوئے ہیں ہر کوئی حکم کا محکُوم، قدر کا مقدُور اور بے کس و بے بس۔ ہر کسی کے ساتھ جیسا ہوتا ہے حکمتِ الٰہی کے تحت ہوتا ہے اور حکیم کا کوئی بھی اَمر حکمت سے خالی نہیں ہوتا ـــــ تیری توفیق و عنایت کے بغیر

تیرا کون بندہ، اے بادشاہوں کے بادشاہ، اِس
مقام پہ کھڑا ہونے کی جرأت کر سکتا ہے ؟
زندگی کی فنا کا عارف دُنیا سے بیزار ہو کر ہی مُوْتُوْا
قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مقام پہ فائز ہو سکتا ہے،
کسی اور طرح نہیں۔ اور اِس مقام پہ ذکر کے سوا کوئی
اور مقام قائم نہیں رہتا۔
مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا بندے کی اصل بندگی، ماشاءاللہ!
من کی نگری میں اللہ کا راج اور تن من کے تابع۔
جب تک مَن سے دُوئی دُور نہیں ہوتی،
مسرُور نہیں ہوتا۔ واللہ باللہ تاللہ !
ہر منزل کی ابتدا ـــــ التوبۃ والاستغفار
التوبۃ والاستغفار سے اصح الصّمت التّام
اصح الصّمت التّام ـــــ حصار الی الآفات و بلیّات

اصح الصّمت التّام سے ذکرِ دوام

نفس و قلب و روح کے مابین اتحاد و اتصال و ارتباط سے

ذکرِ دوام قائم الدائم

ذکرِ دوام سے ترکِ تام

ترکِ تام ــــ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کے مفہوم کی اصل تشریح

مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا

موت کے مقام پہ ہر وقت موت طاری رہتی ہے

موت ہر شے کو فنا کر دیتی ہے اِلّا ذکر اللہ

کسی بھی شے کو زندہ رہنے نہیں دیتی۔

جس سے بھی پیدا ہونے کا اِمکان ہونے لگتا ہے،

مٹا دیتی ہے۔

تلخیص التعلیمات

رُوح ـــــــــ مُطہّرہ

نفس ـــــــــ مُطمئنہ

ذکر ـــــــــ دوام

طریقت الاسلام کی نو بہ نو منازل کی ہزار ہا صفحات پہ مشتمل دستاویزات کی ایک انتہائی جامع تلخیص:

سُلوک الی اللہ کی منازل کے چار بنیادی اُصول اور چار ہی مُستقل مقامات ہیں جو کبھی نہیں بَدلتے۔

اُصول:

۱: توبۃ النُّصوح

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا

اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچّی توبہ کرو۔

(التحریم: ۸)

۲ : الاستقامت الاعمال

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ (ہود : ۱۱۲)

تو آپ، جیسا کہ آپ کو حکم ہوا ہے، مستقیم رہیئے۔

۳ : ترکِ تام :

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا۔

"اور یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس پہ صبر کیجئے اور اچھے انداز میں ان سے الگ رہیئے، (المزمل ۱۰)

۴ : ذکرِ دوام :

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران : ۱۹۱)

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

(المزمل : ۸)

اور وُہ لوگ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی۔

اور اپنے ربّ کا ذکر کرتے رہو اور سب سے قطع کرکے اُسی کی طرف متوجّہ رہو۔

مقامات

۱: مراقبہ معیّت

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید: ۴)

"اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو"

۲: مراقبہ عندالموت:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن ۲۸)

"ہر شے فانی ہے اور آپ کے پروردگار کی عظمت و احسان والی ذات باقی رہے گی۔"

۳ : مراقبہ توحید (فِی الافعال)

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ط (البروج : ۱۶)

" وہ جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے۔

۴ : مراقبہ توحید (فِی الصّفات)

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور: ۳۵)

اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا "

ذکرِ دوام منزل کا جزوِ اعظم، دیگر اذکار معاونین ہیں۔

ذکرِ دوام منزل کا عمود اور صلوٰۃ الوسطیٰ کی تین معروف تشریحات میں سے ایک ہے، ذکرِ دوام قائم کر۔

چلّہ فقر کی ایک قدیم رسم وراہ ہے۔ ہوتے ہوتے معدوم ہونے لگی۔ چلّہ ہو نہ ہو، ذکرِ دوام قائم رہے اگرچہ

چلّہ ہی کی فتوحات کی برکت سے ذکرِ دوام قائم ہوتا ہے۔

ذکرِ دوام میری منزل ہے،

وراثت میں ملی، میں اِس پر مطمئن ہوں، نازاں بھی۔

اِسمِ اعظم کی تو ہر کسی کو خبر نہیں ہوتی البتہ ذکرِ دوام میں اِسمِ اعظم کی تاثیر ہوتی ہے۔ اگر اسے اسمِ اعظم کا نعم البدل کہیں تو بے جا نہیں۔

ذکرِ دوام ہی اے جانِ من، تیرا اسمِ اعظم و مونس ہے۔

ذکرِ دوام ہم دم کا مقام ہے،

ماشاءاللہ!

ذاکر کبھی ناپاک نہیں ہوتا،

ہمیشہ پاک رہتا ہے۔

ذکرِ دوام۔ مژدۂ حیاتِ دوام

ذکرِ دوام سے ذاکر کی قبر زندہ اور فیض بار رہتی ہے۔

ذکرِ دوام نماز اور قرآنِ کریم کی تلاوت کے سوا وضو کی پابندی سے مستثنیٰ۔

ذکرِ دوام تسلیمِ قلبوت میں سُلطان الاذکار اور فیقِ اعلیٰ ہے کسی عمل کی اِبتدا ——— حقیقتاً ذاکر کا سُلطان الاذکار ہوتا ہے، ماشآء اللہ!

سُلطان الاذکار اِس ذکر ہی میں پوشیدہ ہے

ذکرِ دوام ایک بار قائم ہو کر پھر کبھی باطل نہیں ہوتا، مدِ مقابل کو باطل کر دیتا ہے ماشآء اللہ!

ذکرِ دوام سُود و زیاں سے بے خبر ماسوا سے بے نیاز۔

ذکرِ دوام ماسوا سے مُطمئن کر دیتا ہے،

کر کے دیکھ!

ذکرِ دوام

جہاں ذکر نہیں ہوتا، کچھ بھی نہیں ہوتا۔

واہیات کا مرکز ہوتا ہے۔

مداومت کے نور سے واہیات کافور۔

مداومت کا جلال ماسوا کو جلا دیتا ہے۔

مداومت کا جمال نوری، ناری اور خاکی کو مسخّر کر لیتا ہے۔

العصمت التّام اور ذکرِ دوام

ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت کی جملہ

تشریحات کا ترجمان،

جملہ مقامات و درجات سے بالا و بے نیاز۔

جنگل چنگل کی پروا مت کر،

العصمت التّام اور الذکر الدّوام سب پہ حاوی اور محیط۔

ذکرِ دوام تاریخ کا ایک باب۔ اور اللہ اسے ہمیشہ اپنے

مقبول بندوں کی زبانوں پہ جاری رکھتے ہیں ماشآ اللہ !
ذکرِ دوام کی قطاریں جب فرش تا عرش استوار ہو جاتی
ہیں، رنگ بندھ جاتا ہے، دنگ کر دیتی ہیں۔
ذکرِ دوام کی طنابیں جب تن جاتی ہیں،
عمادُ السمٰوٰت والارض کی حقیقت بن کر قائم ہو جاتی
ہیں، پھر کسی بھی طرح کبھی نہیں اُکھڑتیں۔
ذکرِ دوام ایک قوی الجسم وجود کا اکھاڑا ہے،
کسی اور اکھاڑے کو قائم رہنے نہیں دیتا۔
تمام اکھاڑے اسی ایک اکھاڑے کے مرہونِ منّت
بن جاتے ہیں۔
تیرے ذکرِ دوام کا یہ خیمہ سدا تنا رہے۔
تیرا ذکر وہ رزق ہے جس کے بغیر روح زندہ نہیں رہ
سکتی، پریشان رہتی ہے۔

اللہ کے ذکر سے اطمینان پیدا ہوتا ہے اور اطمینان سے سُرور۔

جس ذکر سے ذاکر مطمئن و مسرور نہیں، کیا ذکر ہے؟

ذکرِ دوام ہر ذکر پہ حاوی اور اطمینان و سُرور کا منبع۔

ذکرِ دوام جب جسم الوجود میں گھر کر لیتا ہے، کسی ہمّ و غم، یاس و حُزن کو قریب پھٹکنے نہیں دیتا۔ اے ہمنشیں، یہ چاروں چیزیں اِبلیس ملعُون کے مُہلک ہتھیار ہیں۔

ذکرِ دوام ذاکر کی رہنمائی کا ضامن ہے۔ بات بات پہ اور قدم قدم پہ رہنمائی کرتا ہے۔ "یہ کام ایسے کر، یہ مت کر۔ کبھی مت کر" طریق بتاتا ہے۔ ڈھنگ بتاتا ہے، خطرے سے آگاہ کرتا ہے اور بچاتا ہے۔

اے میرے نوجوان!

ذکر کی قطاریں باندھ دو جو فرش تا عرش استوار و مستقیم ہوں۔

بال بھر خلا باقی نہ رہے جو کبھی ٹوٹ نہ سکیں اور جنہیں کوئی توڑ نہ سکے۔ تیرا ذکرِ دوام غفلت کے پردوں کو چاک کر دے۔ حجابات کو اُٹھنے پہ مجبور کر دے۔ کسل کو جلا دے۔ قلب کو جلا دے۔ اپنی جلالت کی تپش سے کثافت کو بھسم کر دے، راکھ بنا دے اور محجوب لطافت کو چمکا دے۔ ماشاءاللہ! اہلِ ذکر جب بستانے لگتے ہیں، شیطان وخناس وجنات اپنی مجلس قائم کر لیتے ہیں۔ اور یہ روز ہوتا ہے۔

ذکرِ دوام کا نور کسی اور خیال کو پاس تک پھٹکنے نہیں دیتا۔

ذکرِ دوام اَللّٰہُ مَعِیْ وَھُوَ مَعَکُمْ کی حقیقت اور ذاکر و مذکور کے وصل کی واحد سبیل ہے، ماشاءاللہ لاحول ولا قُوَّۃَ اِلَّا باللّٰہ!

ذکرِ دوام اہلِ ذکر کی معراج اور کائنات کی الٰہی تفسیر کا ترجمان ہے۔

ذکرِ دوام کی الٰہی تفسیر کائنات کی عملی تفسیر ہوتی ہے۔
جب تک یہ کائنات قائم رہے گی قسّامِ ازل اِس
تفسیر کا کاتب، ماشآء اللہ!
میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم قاسمُ الخیراتُ
الحسنہ اور قائدُ العرفان ہیں

ذکرِ دوام کی عنایت اللہ کا فضلِ عظیم، اور یہ میرے
آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کے جُود و کرم کے فیض
سے ہی قائم ہوتا ہے۔

حاصل کلام:-

میرے آقا روحی فداہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کی مُحبّت سے
ذکرِ دوام کا قیام
اور ذکرِ دوام کی حقیقت اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و
تبلیغ اور دعوت و تبلیغ کی برکت سے مخلوق کی بے لوث خدمت

اقلیمِ روح کا حاکم ذکرِ دوام

ذکرِ دوام نسخہ مایۂ یحیٔ العظام

شیطان کبھی مایوس نہیں ہوتا

شیطان کو کوئی مایوس نہیں کر سکتا مگر ذکرِ دوام

شیطان کا بدترین حربہ — مایوسی

ذکرِ دوام مایوسی کو کھا جاتا ہے۔

ذکرِ دوام کی مستی کا نور، جادو و طلسم تو ہوتا ہی کیا ہے،

ہر بلا و وبا کو، ارضی ہو یا سماوی، جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

اگر صدقات بھی ساتھ ہوں — قوتی العزیز،

ماشاء اللہ!

ذکرِ دوام جب لوح و قلم کی تقدیر بن کر، جلال و جمال

میں مضمر ہو کر اور جذب و سلوک میں سما کر اور سرشار ہو کر فنا کر

کی جلوہ نمائی کرتا ہے، کسی بھی ادا کو کسی انداز سے محروم نہیں

رکھتا، ہر شے پہ چھا جاتا ہے۔

ذکرِ دوام جب عرش تا فرش استوار ہوتا ہے، قطار در قطار قطاریں بندھ جاتی ہیں، تل دھرنے کو بھی جگہ باقی نہیں رہتی۔

ذکرِ دوام وضو اور تعیّنِ وقت و تعداد کا پابند نہیں، ہر حال میں ہر وقت جاری رہتا ہے۔

ذکرِ دوام کسی ایک ذکر کی مداومت کا اِصطلاحی نام ہے۔

کسی ایک اسم کو مضبوطی سے تھام،

اِسم اعظم کا نعم البدل ماشآء اللہ!

کیا تُو نہیں جانتا کہ ہمارے پیر الفیض حضرت شاہ شرف الدین بُوعلی شاہ قلندر پانی پتی قدس سرہٗ العزیز نے "علی" ہی کے نام پہ لُڈّی پائی ؟

اللہ کے اسمآء الحسنیٰ میں سے ایک نام "علی" ہے

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَھَّاب

مومن اپنے اللہ کے ذکر کے لیے ہر وقت فارغ رہتا ہے،
کسی بھی کام کو اللہ کے ذکر میں مُخل ہونے نہیں دیتا۔ ذکر کے
سوا کسی اور کام کا کوئی فکر نہیں رکھتا۔ اس کی نظروں میں اس
کے اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور کام کوئی وقعت نہیں رکھتا۔
ذکر کا انجن پُوری رفتار سے چل رہا ہے۔
کبھی کبھی ناقص تیل کے باعث رُک جاتا ہے،
صاف کرنا پڑتا ہے۔
فطری معمولات میں رکاوٹ سے حالت متغیّر ہوئی خلافِ
معمول حرکات کا صدُور ہوا
جو معمولات کو بحال رکھنے کی فطری تگ و دو ہے

دریا کے قُدرتی بہاؤ میں رکاوٹ کا نتیجہ : سیلاب
فوائد و نقصانات —— ہر دو مسلّمہ

انجن کی حرکت میں رکاوٹ : نہ صرف انجن گرم ہوا
بلکہ "بھک بھک" بھی کرنے لگا
یہ دراصل میکانی چال کو چالو رکھنے کی فیصلہ کُن جدّوجہد کا
آغاز ہے۔
ذکرِ دوام کے حامل فرد کے معمولات میں جب بھی کوئی رکاوٹ
حائل ہوئی، جلال وارد ہوا۔ حیات و ممات کی کشمکش
شروع ہوئی۔
تیغِ جلال نے ہر رکاوٹ کو کاٹنا شروع کیا تاکہ جملہ امکانی
رکاوٹوں کو فنا کے گھاٹ اُتار کر ذکرِ دوام کے جام سے
بقا پذیر کر سکے۔
زندگی بولی یہ فنا کا مقام ہے
عزم بولا : تیرا ذکر ،
تیرے دینِ اسلام کی تبلیغ اور تیری مخلوق عام کی خدمت

میرا ابدی شعار ہے۔ اِن تینوں کے سوا مَیں نے کوئی بھی شے اِس دُنیا میں رہنے نہیں دینی، فنا کر دینی ہے۔ جو بھی شے میری اِس راہ میں رکاوٹ بنے، نیست و نابود کر دینی ہے۔

فنا ہو کر ہی بقا حاصل ہوتی ہے اور یہ فنا کا منظر ہے۔ فنا کا نمونہ پیش کر۔ فنا کے بعد بقا لازم و ملزوم۔ اندر ہی فنا تھی، اندر ہی بقا۔

اِس قسم کی فنا کے ہم متحمل نہیں۔ اُن کا کام تھا، اُن ہی کو نصیب ہُوا۔ **البتہ** جدّوجہد جاری رکھیں گے۔ یہ بھی ایک عمدہ قسم کی فنا ہے، اور کافی ہے۔

اِس فنا کو بقا میں تبدیل کرنے والے

سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

آنکھیں کھول کر دیکھ : یہ فنا ہے، یہ بقا
بقاء ازل وابد کی داستان

یہی تیرا حق تھا، ادا کیا
رُوح کی قُوّت ـــــ ذکر
دِلاسہ ـــــ عنایتِ الٰہی
سُبحان ربّی ذِی الفضلِ العظیم
فنا ـــــ سیّئات
بقاء ـــــ محوالسیّئات
منزلِ البرکات
رافع الدرجات

جُوں جُوں تام ہوتی جائے گی، اسرار کھُلتے جائیں گے۔
اور یہ سب ذکرِ الٰہی ہی کے اَنوارات و برکات ہیں۔

بتانا میرا کام تھا
کرنا ـــــ تیرا

نہ تیغ سے
نہ تلوار سے
جب بھی
عدو کو مارا
ذکر کی
جھنکار سے!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اٰمین

امروز سعید و مسعود و مبارک چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۴۱۲ھ

صاحبزادی انیس اختر سلمہا اللہ بنت محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المستفیض **دارالاحسان** چک ۲۴۲ ر ب (دسوہہ) سمندری روڈ ضلع فیصل آباد پاکستان ۔ فون نمبر: ۴۶۶۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم اللھم صل وسلم وبارک علیہ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد
النبی الامی وعلی الہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک ومعلوم لک وبعدد خلقک ورضا نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک انک انت العزیز الحکیم
العلی القدیر وانزل الینا یا حی یا قیوم

قُلْ

عِشْقُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَذْہَبِیْ وَحُبُّہٗ مِلَّتِیْ

وَطَاعَتُہٗ مَنْزِلِیْ !

(یہ کہہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا
مذہب، محبت میری ملّت اور اتباع میری منزل ہے

ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
آمین آمین آمین یا رب العلمین ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حیّ یا قیّوم

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدَةِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

یا حیّ یا قیّوم

ذکرِ الٰہی جہادِ اکبر

مؤلفہ

صاحبزادی انیس اختر سلمہا اللہ

بنت

محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان